

تس  
358

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷﴾  
بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف ہے اور نہ کوئی غم ہے (الاحقاف)



اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> قادری

(۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۸ء)

773

جمعۃ المبارک میں دیئے گئے

# خطبات کا مجموعہ

ملفوظات آریاض حضرت میاں خدابخش <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup>

یکے از مرثیٰ دان

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیر محمد <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> فداہ روحی و قلبی

مؤلفہ و مرتبہ

میاں محمد سعید شاہ و خلف میاں خدابخش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَفْتَوْا فَلَخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یُحْزَنُوْنَ ﴿۱۷﴾  
جے شاک نہ ہو کہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر شاکت قدم سے نہ ہاں پر خوف سے اور نہ کوئی غمت نہ خوف

اعلیٰ حضرت میاں شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین  
رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۲ء تا ۱۹۲۶ء

جمعۃ المبارک میں دیئے گئے

# خطبات کا مجموعہ

ماہنامہ "ریاض اللہ" میاں خدابخش رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش

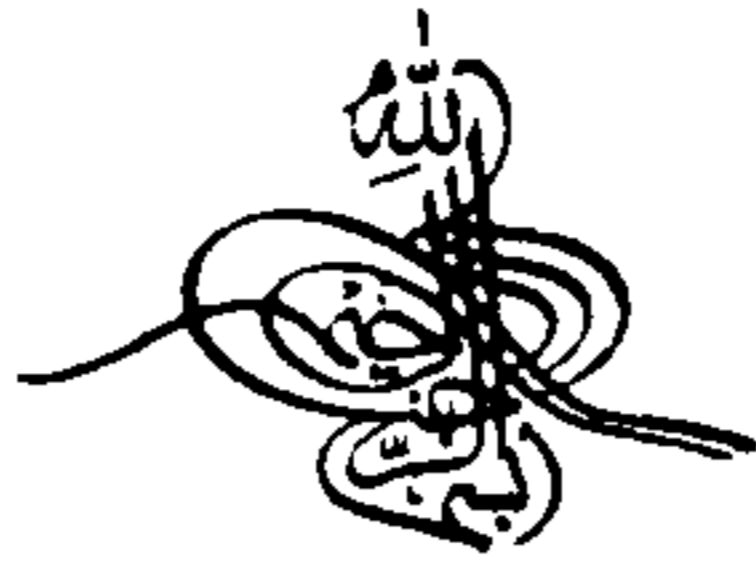
اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین شمس الدین

مؤلفہ

میاں محمد سعید شاہ خلیفہ میاں خدابخش

53511

کتاب: خطبات کا مجموعہ  
مؤلف: میاں محمد سعید شاد  
طبع: سوم  
ناشر: جمیل بک سنٹر پبلشرز ۱۲ راحت مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور  
پرنٹر: -  
سرورق: - میاں منظور احمد شرقپوری (روزنامہ امروز)  
کتابت: - خالد محمود صدیقی  
۲۰ روپے



## ایک کار آمد نسخہ

یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ کائنات میں ان گنت محضی قوتیں انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کوئی خوش ہے تو کوئی غمزدہ ہے کوئی تندرست ہے تو کوئی دائم المریض ہے کوئی تنگ دست ہے تو کوئی فراخ دست ہے۔ اسی طرح سے سیاروں سے نکلنے والی لہریں انسانی زندگی پر کئی طرح کے اثرات ڈالتی ہیں کہیں شقاوت ہے تو کہیں سعادت ہے۔ کہیں نحوست ہے تو کہیں خیر و برکت ہے جو سعد سیارگان کے زیر اثر پیدا ہوئے ان کی خوشیوں بھری زندگی ہوگی اس کے برعکس جو نحس سیارگان کے زیر اثر پیدا ہوئے انکی زندگی دکھ بھری اور ناکامیوں کی زندگی ہوگی۔ گویا ہر وہ کتنے ہی مال دار کیوں نہ ہوں مگر حقیقی سکون و اطمینان و مسرت و شادمانی سے محروم ہوں گے

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ روحانی علوم میں ماہر تھے۔ انہوں نے ایسے لوگوں کے لیے جنہیں فلکی اثرات نے بے دست و پا بنا رکھا ہو۔ بہر طرت کی بظاہر آسودگی کے باوجود بیمار اور متفکر رہتے ہوں ان کے لیے ایک نہایت ہی عمدہ اور کار آمد نسخہ تجویز فرمایا ہے۔ کمپیوٹر اور علم حساب کی رو سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ موجودات عالم کی ہر ذات اور ہر چیز میں ”اللہ“ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ موجود ہیں جن کا ورد و وظیفہ ایک خاص طریقہ سے کیا جاوے تو اسماء مبارکہ کی برکات و فیوض سے بے سختی اور نحوست کے اثرات زائل ہوا۔

صحت و تندرستی، خوشی اور مسرت کی نعمت نصیب ہو سکتی ہے۔ بندہ نے کتاب ہذا میں اللہ اور محمد کے اسماء مبارک کی عددی قیمت نکال کر چارٹ کی شکل میں دے دیے ہیں۔ طریقہ استعمال بھی دے دیا ہے۔ عیب و نقص کے لحاظ سے عددی قیمت کا چارٹ بھی اس کتاب میں شامل کر دیا ہے تاکہ آپ اپنے نام کی عددی قیمت باسانی نکال سکیں۔ تاہم اگر آپ چاہیں تو میں یہ خدمت بلا معاوضہ سر انجام دینے کے لیے بروقت تیار ہوں۔ اپنا اپنے والدین کا نام، تاریخ پیدائش، دن، وقت اور تاریخ، بعد جوابی انفاؤ مجھے لکھیں۔  
انشاء اللہ تمیز ہوگی۔

دعا گو و طالبِ دعا

میال محمد سعید شاد

۴۰۳/۸ رحمن پورہ، مالوئی کورہ - ۱۶

فون نمبر ۲۱۹۲۲۰



# فہرس

۱۵ حالات سفر مکان شریف	۱- حمد و صلوة
۱۶ اولیاء اللہ سے ملنے کے فوائد	۲ لمحہ فکریہ
۱۷ پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت	۳ اسم ذات اللہ سے عشق
۱۸ حروف آخر	۴ لفظ اللہ کی عجیب و غریب جامعیت
۱۹ سوز درد دل	۵ پیش لفظ
۲۰ ذکر پاس انفاس ارہ	۶ تعارف
۲۱ التحیات کے بیان میں	۷ دیباچہ
۲۲ شجرہ طیبہ از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۸ دیباچہ طبع ثمانی
۲۳ اما علی حضرت شہ قیومیہ	۹ علی حضرت کے مختصر حالات زندگی
۲۴ شجرہ منشورہ	۱۰ میان خدا و بخش کے حالات زندگی
۲۵ حروف ابجد کی عددی قیمت	۱۱ خطبات و ملفوظات شیر ربانیہ
۲۶ اسماء الحسنیٰ بجمہ عددی قیمت	۱۲ مکتوبات شیر ربانیہ
۲۷ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳ معمولات شیر ربانیہ
بجمہ عددی قیمت	۱۴ علی حضرت کے وصال کے بعد پہلا مجاہد



## میری تمام کاوش کا حاصل

---

بمَنْزِلِ كُوشِ مَانِنْدِ مِهْ نُو  
دِرِی نِبِلِ فِضَا سِهْرُومِ فِتْرُوں شُو  
مَقَامِ نُویشِ اِگْرُ نُو اِهِي دِرِی دِيرِ  
بِحَقِّ دِلِ بِنْدُو رَاهِ مِصْطَفَا رُو

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

(اقبال)

---



کتاب ملنے کا پتہ :- میاں محمد سعید شاد

بیت السعید ۴۰۳-۵ جمن پورہ کالونی لاہور۔ ۱۶

# کند و صلوة

صلوة وسلام اس پر جو حبیب کبریا ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو خالق مصطفیٰ ہے
صلوة وسلام اس پر جو رختہ العالمین ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو رب العالمین ہے
صلوة وسلام اس پر جو شفیع المذنبین ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو مالک یوم الدین ہے
صلوة وسلام اس پر جو خاتم النبیین ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو احسن النخلفین ہے
صلوة وسلام اس پر جو رؤف الرحیم ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو انکم الماکین ہے
صلوة وسلام اس پر جو علی الخلق عظیم ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور الرحیم ہے
صلوة وسلام اس پر جو کافۃ للناس ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو علی العظیم ہے
صلوة وسلام اس پر جو سراج متیز ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو علیم قدیر ہے
صلوة وسلام اس پر جو بشیر و نذیر ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو یسبح بصیر ہے
صلوة وسلام اس پر جو جاکم من اللہ نوبے	حمد و ثنا اس کے لیے جو غفور شکو ہے
صلوة وسلام اس پر جو فضل عظیم ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو صاحب فضل عظیم ہے
صلوة وسلام اس پر جو صاحب مقام محمود ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم وود ہے
صلوة وسلام اس پر جو صاحب قرآن ہے	حمد و ثنا اس کے لیے جو رحیم ورحمان ہے
صلوة وسلام اس پر جس کیلئے یُعطیک ربک فتوحاً	حمد و ثنا اس کیلئے جو کہے الصبحی واللیل اذاجی
صلوة وسلام اس پر جس کیلئے قبلتہ ترضہا	حمد و ثنا اس کیلئے جو فرمائے وخبک فی السماء
صلوة وسلام اس پر جس کیلئے الاویسی یوحی	حمد و ثنا اس کیلئے جو فرمائے ما یطق عن النہی



حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرماتے سبحان الذی تعالیٰ  
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے تم دناقتدلی  
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے یا زین العابدین واطعی  
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے فاوحی الی  
 حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرماتے نشرح لک صدک  
 حمد و ثنا اس کیلئے جو فرماتے فلا وریبک  
 حمد و ثنا اس کیلئے جس کے آگے جھکے مصطفیٰ  
 حمد و ثنا اس کیلئے جس کے نام سے ہے ابتدا  
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے لغزید من اینتنا  
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے قباب تو سین اواننا  
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے ما کذب الفرد ماوی  
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے عبیدہ ما اوحی  
 صلوة و سلام اس پر جس کیلئے درفتنا لک ذکرک  
 صلوة و سلام اس ذات پر جس کیلئے لغزید من  
 صلوة و سلام اس پر جس پر صلوة بھیجے خود خدا  
 صلوة و سلام اس پر جس کے نام پر ہے ابتدا  
 حمد و ثنا اس کے لیے کہ فرماتے محمد رسول اللہ  
 صلوة و سلام اس پر کہ فرماتے لا الہ الا اللہ

## عرس

قبلہ والد گرامی کا عرس مبارک ہر سال بمطابق ۶-۷ صفر المظفر موضع چک  
 جو کہ شیخوپورہ شرق پور شریف روڈ پر تقریباً وسط میں واقع ہے منایا جاتا  
 ہے ۶ صفر بعد ظہر شروع ہو کر، قبل ظہر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ نگر کا خاطر خواہ  
 انتظام ہوتا ہے قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ اس موقع پر تشریف لاکر ثواب  
 دارین حاصل کریں اور رونق کو دو بالا کریں۔ اگر پتہ سے مطلع فرمادیں تو ہم شہار  
 بھی بھیج دیں گے۔

میال محمد سعید شاد

# لمحرف کریمہ حامداً و مصلياً

اس تلخ حقیقت سے کوئی بے خبر نہیں کہ جمائے نونہال فحش اور اخلاق سوز رسالوں، جاسوسی ناولوں، ڈائجسٹوں کے مطالعہ کے عادی بن کر دین و ایمان سے منحرف اور اپنی پاکیزہ روایات اور اقدار سے بیگانہ ہو کر بے حیاتی اور بد اخلاقی کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ والدین اولاد کی گستاخیوں اور نافرمانیوں سے عاجز آچکے ہیں۔ اخبارات میں "عاق نامہ" کے اشتہارات پڑھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ والدین کس قدر بے بس اور مضطرب ہیں۔ یہ صورت حال نہایت تشویش ناک ہے اور فوری مؤثر اصلاح احوال کی متقاضی ہے۔ ہماری اسلامی مملکت میں ہندومت کے پروپیگنڈے کی حامل کہانیاں جنہیں جنسی لذت اور سنسنی خیزی سے دلچسپ بنایا جاتا ہے، ہندو اور یہودی کی سازش کے تحت فروغ پا رہی ہیں۔

ہر صاحب اولاد اپنے بچوں کے کردار کے متعلق یقیناً پریشان حال ہے۔ فحاشی کا زہر دھیرے دھیرے نوخیز لڑکوں اور لڑکیوں کے رگ و ریشے میں سرایت کیے جا رہا ہے۔ یہ طبقہ اسلامی نظریات کو ترک کر کے مخرب اخلاق لٹریچر، فلم اور ٹیلی ویژن کے بد اثرات کو بڑی تیزی سے قبول کر رہا ہے۔ اس ماحول میں پل بڑھ کر نوجوان جب خود ماں اور باپ کا روپ دھارتے ہیں تو وہ اپنے نونو لود بچوں کو کلمہ طیبہ اور بسم اللہ سکھانے کی بجائے اے۔ بی۔ سی یا انگریزی نظمیں سکھاتے ہیں۔ مائیں اسلامی ناموں کی بجائے جمی اور سویٹی وغیرہ ناموں سے پکارنا زیادہ پسند کرتی ہیں۔ اسلامی رنگ سے بیخبر مردم ماحول میں جوان ہونے والے ایسے بچے نظر یہ پاکستان کی بھلا کیا حفاظت کر سکیں گے۔ اندریں حالات یہ نہایت

ضروری ہے کہ اسلامی مملکت میں ایسا لٹریچر جو اخلاق کو تباہ کرنے والا ہو۔ جو اسلامی نظریات اور قومی کردار کے لیے زہر قاتل ہو ممنوع ہونا چاہیے۔ مگر پاکستان میں فحش رسالے اور ناول نیم عریاں تصاویر سے بھرپور بلا روک ٹوک چھپتے ہیں اور بکثرت پڑھے جاتے ہیں ان کی اشاعت اور تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی خواب گاہوں میں ایسی ہی مخرب اخلاق کتب پائی جاتی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب بچہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوتا تو گھر کے بزرگ اس کی رسم بسم اللہ خوانی کراتے تھے۔ سن شعور ہی سے بچے کو دینی کتب کے مطالعہ کی ترغیب دی جاتی تھی۔ عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ کرمیا، گلستان و بوستان، پند نامہ شیخ عطار، انوار سہیلی اور دیگر دینی کتب پڑھائی جاتی تھیں۔ مگر اس دور میں ایسی بلند پایہ اخلاق سنوارنے والی کتابوں کو دنیاوی سی کتابوں کی فہرست میں ڈالا جا رہا ہے۔ پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت کے متعلق مؤلف کتاب ہڈانے جو اقوال درج کئے ہیں وہ واقعی بیش بہا اور قابل عمل ہیں۔ اسلامی ماحول میں پروردہ نوجوانوں نے اسلامی مملکت کی تخلیق کی۔ ان ہی بلند اخلاق نوجوانوں کی مساعی جمیلہ سے ملک و ملت کی تعمیر و ترقی ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ غیر صحت مند لٹریچر کا زہر آنے والے نوجوانوں کے رگ و ریشے میں سرایت کر گیا تو نتیجہ پاکستان دولت ہو گیا۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرانے میں جتنے بھی عوامل کار فرما تھے ان میں سب سے بڑا عمل وہاں کے پرائمری مدارس میں اسی فی صد سے زائد ہندو مدرسین کی تقریباً تھیں اور ہندوانہ ذہنیت کے زیر اثر تربیت یافتہ مسلمان بچے جب جوان ہوتے تو وہ اسلامی اقدار سے یکسر باغی ہو چکے تھے۔ وہ مسلمانوں سے متنفر ہو چکے تھے۔ جس کے نتیجہ میں "سقوط ڈھاکہ" جیسا المناک حادثہ رونما ہوا۔ ہندو اور یہودی سابقہ تجربہ کی روشنی میں یہ میٹھا زہر اب بھی فحش لٹریچر کی صورت میں بچے کچھے پاکستان میں نہایت عیاری سے پھیلا رہے ہیں۔ ہم ارباب اختیار سے درد مندانہ اپیل کرتے ہیں کہ مخرب اخلاق لٹریچر کو روکنے کا فوری اور مؤثر

بندوبست فرمایا جاتے، ورنہ اس کے نتائج نہایت خطرناک اور بھیانک نکلیں گے۔  
 پرائمری سطح سے لے کر کالج اور یونیورسٹی سطح تک کے اساتذہ کے کردار و اعمال کا  
 جائزہ لینا چاہیے۔ جو اساتذہ نظر پر پاکستان اور اسلامی اصولوں کے منافی سرگرمیوں میں  
 ملوث پاتے جائیں انہیں درس و تدریس کے فرائض سے فوری طور پر سبکدوش کر  
 دیا جائے کیونکہ ملک کی بقا، ترقی و خوش حالی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ دین دار  
 نیک سیرت، اسلام کے شیدائی اساتذہ کرام کی تقرری عمل میں لائی جائے، انہی سے  
 تربیت حاصل کرنے والے نوجوان اپنے وطن کی عزت و ناموس کی خاطر اپنی جانیں  
 تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کریں گے اور پھر اندرونی اور بیرونی سازشوں کا مدبرانہ وار  
 مقابلہ کرنے والے بھی یہی نوجوان ہوں گے۔

قوم کے نوجوانوں کی اسلامی نظریات کے مطابق تعلیم و تربیت کرنے والے  
 اساتذہ کرام کو معاشرے میں جائز مقام دینا چاہیے۔ انہیں غم روزگار سے نجات دلائی  
 چاہیے، ان کی ہر لحاظ سے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ وہ پوسے اطمینان اور دلجمعی سے  
 درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ والدین کو ایسے اساتذہ کرام کی عزت افزائی کرنی  
 چاہیے۔ پھر دیکھیں کس قدر باکمال اور باصلاحیت نوجوان پیدا ہوتے ہیں۔ شاہانِ سلف  
 ہمیشہ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت دلوانے کے لیے نہایت قابل، لائق اور دین دار  
 اتالیق کی خدمات حاصل کرتے تھے۔ خاندانِ مغلیہ کا درویش صفت شہزادہ اورنگزیب  
 عالمگیر تاریخ میں راسخ العقیدہ مسلمان بادشاہ کے نام سے جانا جاتا ہے اس کی وجہ  
 یہ تھی کہ شہزادے کو بچپن میں جو اتالیق ملا وہ ایک نہایت دیندار اور پاکیزہ صفت  
 درویش تھا۔ جب شہزادہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہوا تو شاہجہاں نے بعد از  
 تلاش بسیار جناب ملا عبد اللطیف صاحب سلطان پوری (ریاست کپور تھلہ) کو  
 شہزادہ کا اتالیق مقرر کیا اور دار الحکومت دہلی طلب فرمایا۔ جناب ملا صاحب نے  
 جواب دیا کہ "تشنہ بنزد چاہ مے رود نہ چاہ بنزد تشنہ"؛ شاہجہاں استاد کا مرتبہ پیمان

سلسلہ پیاسا کنوے کے پاس جاتا ہے تاکہ کنواں پیاسے کے پاس

گیا اور شہزادہ کو سلطان پور بھجوا دیا۔ شہزادہ کے لیے کوئی علیحدہ انتظام نہ تھا۔ ایک دن شہزادہ سبق نہ سنا سکا۔ جناب ملا صاحب نے زور سے جو طمانچہ جڑا تو شہزادے کی نحسیر پھوٹ نکلی۔ ڈائری نوٹس نے خون آلود اوراق شاہی محلات میں پہنچا دیئے بیگمات اور ہمیشہ گان تڑپ اٹھیں اور ملا صاحب کو سزا دینے کے لیے شاہجہاں پر زور دیا۔ بادشاہ نے سزا کا حکم نامہ یوں لکھا:

بعض طمانچہ زون "ہزار بیگھ زمین از رقبہ سلطان پور بنام ملا عبد الطیف

تفویض نمودیم جناب ملا صاحب کی بے نیازی ملاحظہ ہو کہ اسی حکمنامہ پر یہ شعر لکھ کر  
دایس نوٹا دیا۔

شاہ مارا دیہہ دہ منت نہد

رازق مارزق بے منت دہد

بادشاہ مجھے جاگیر دے کر احسان جتا رہا ہے حالانکہ میرا مولا مجھے خلب رزق دے رہا ہے  
بالآخر بادشاہ کو وہ اراغی درس کے نام لگانی پڑی۔ اس واقعہ سے اپنی اپنی جگہ  
پر باپ اور استاد کے اعلیٰ کردار کا نمونہ ملتا ہے۔ اسے کاش! آج کے والدین اور  
اساتذہ کرام بھی ایسی ہی روایات کو اپنائیں۔

میاں خدانخش رحمۃ اللہ علیہ، جنیدِ زمانی شیرِ یزدانی اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ کے خاص عقیدت کیشوں میں سے تھے اور چک، اپر چناب کینال تحصیل  
فیروز والا ضلع شیخوپورہ میں دین کی خدمت کے لیے سرگرم عمل تھے۔ کتاب ہذا کے  
مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رہبرِ کامل کو اپنے مرید با صفا سے خاص محبت تھی۔  
جناب میاں خدانخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رہبرِ کامل کے خطبات، ارشادات

۲۵ ہزار بیگھ زمین موضع سلطان پور کے رقبہ سے جناب ملا صاحب کے نام ہم نے لگا دیا گیا ہے

اور فرمودات کو قلمبند فرما کر آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے متوسلین پر خاص احسان فرمایا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائیں آمین مؤلف و مرتب کتاب ہذا "خطبات شیر ربانی" میاں خدا بخش رح کے فرزند ارجمند ہیں۔ انہیں میں زمانہ طالب علمی سے جانتا ہوں۔ یہ اکثر قبلہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے۔ ہم ان کے بھی ممنون ہیں کہ اس نسخہ کیمیا کو کتابی شکل دے کر آستانہ عالیہ کے متوسلین کے لیے بالخصوص اور عوام کے لیے بالعموم ایک نہایت متبرک اور مفید تحفہ عطا کیا ہے۔

مناسب ہو گا اگر میاں والدین کی ذمہ داریوں کے متعلق قرآن پاک کے حوالہ سے کچھ عرض کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا  
وَقَوْذَهَا النَّاسُ وَالْحِجَابَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ  
لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

ترجمہ :- اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اُس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تند خو، سخت مزاج ہیں۔ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اُس نے انہیں حکم دیا ہے اور فوراً بجالاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے۔

اہل ایمان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچائیں۔ بس ان کی ذمہ داری اپنی ذات تک محدود نہیں بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی غداً روزِ نوح سے بچانے کی پوری کوشش کرنا ان پر لازم ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے عرس کی یا رسول اللہ! اپنے آپ کو تو روزِ نوح سے بچانے کا مفہوم سمجھ میں آ گیا۔ ہم اپنے اہل و عیال کو روزِ نوح سے کیسے بچا سکتے ہیں۔ فرمایا تم اس طرح ان کو بچا سکتے ہو کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں روکا ہے تم اپنے اہل و عیال کو بھی ان سے روکو اور جن کاموں کو بجالانے کا اس نے حکم دیا ہے تم انہیں

حکم دو کہ وہ بھی بجالائیں۔

لہذا ہر شخص پر فرس ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنی اولاد، اپنی بیوی اور اپنے خدام کو عذابِ جہنم سے بچانے کی کوشش کرے۔ اپنی اولاد اور اہل خانہ کو دین کی تعلیم دیں۔ اچھی باتیں سکھائیں اور پاکیزہ ادب و ہنر کی تعلیم دیں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔ "باپ پر اولاد کا حق یہ ہے کہ جب وہ پیدا ہوں تو ان کے لئے عمدہ نام تجویز کرے۔ جب وہ بڑے ہوں تو انہیں تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہوں تو ان کی شادی کرے۔" پھر ارشاد فرمایا کسی باپ نے اپنے بچے کو حسن ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

نہایت ضروری ہے کہ دینی تعلیم اور عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہونا چاہیے۔ اوائل عمر میں جو سبق دیا جاتا ہے تا دم واپس وہ یاد رہتا ہے۔ جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔ جو والدین بچپن میں اپنے بچوں کو اطاعتِ خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے ان کی اولاد عموماً راہِ حق سے بھٹک جایا کرتی ہے۔ اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو حکم دیا کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ اور اسی عمر میں ان کی خواب گاہیں جدا کر دو۔ کاشش ہم اس فرمانِ خداوندی اور ان ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں اپنی اولاد کی طرف توجہ دیں تو ہمیں اپنے بچوں اور نچھوڑوں سے بے راہ روی اور آوارہ مزاجی کا شکوہ نہ رہے۔ موجودہ دور میں محزبِ اخلاق پر وگرام اور محزبِ اخلاق لڑ بچر کا عام زور ہے۔ اس وجہ سے ماں باپ کی ذمہ داریاں دو چند ہو گئی ہیں۔ کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں اور اس سے بھی اہم یہ ہے کہ اپنے حسنِ عمل اور اچھے نمونے سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کریں۔ اگر ہمارے ہی

کے باعث لادینی کی پھری ہوئی موجوں نے ہمارے گھر کا مورچہ بھی سر کر لیا تو پھر آنے والی نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے۔

اگر آپ اپنے بچوں کے کردار کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ایسی کتابیں پڑھنے کو دیتے جن میں اخلاقیات کی تعلیم دی گئی ہو۔ جن میں بزرگان دین کے اسوہ حسنہ کا ذکر ہو۔ جن میں معاشرے کی اصلاح کے نسخے درج ہوں جن میں اسلامی نظریہ حیات کے درس دیئے گئے ہوں۔ اگر اس قسم کے صحت مند لٹریچر کو فروغ دیا گیا تو فحش لٹریچر کی مانگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ کتاب ہذا کے مطالعے کی پُر زور سفارش کی جاتی ہے، بالخصوص سکولوں اور کالجوں کے طلباء اور اساتذہ کرام کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

خاکپائے شیر ربانی و گدلے آستانہ لاثانی

میاں جمیل احمد شرقپوری

شرق پور شریف، ۲۶ اپریل ۱۹۶۹ء





# اللہ جل جلالہ

## ”اسم ذات اللہ سے عشق“

نواجگان نقشبند کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ اسم ذات ”اللہ“ کو لکھ کر خوب مشق فرمایا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت قبہ میاں سعادت کا بھی یہ معمول تھا کہ ربّ العلمین کے نام نامی اسم کریم اللہ اور اسم مبارک محمد علی السید عالم اکثر قلمبند فرمایا کرتے تھے۔ آپ بلند پایہ خوشنویس بھی تھے۔ ان ہر دو اسمائے گرامی کے بے حد عاشق و شیدائی تھے اور یہ دونوں اسم اپنے دنیا و جہان کی ہر شے سے زیادہ محبوب تھے۔ اسی طرح میرے آباؤ اجداد بھی اپنے شیخ کامل کی اتباع فرمایا کرتے تھے۔ والد گرامی بھی اسم ذات اللہ لکھنے کی اکثر مشق فرمایا کرتے۔ یہاں دونوں نمونے برادران نسبت کی نذر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نام نامی اور اسم گرامی سے جو محبت اور عقیدت اُن کو تھی اس کا اندازہ اس سے ہو جائے گا۔

صفحہ نمبر ۲۴ پر اعلیٰ حضرت کا قطعہ اسم ذات اور صفحہ نمبر ۲۵ پر والد گرامی کے ہاتھ کا لکھا ہوا نمونہ ملاحظہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعا کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے ”اللہ کے لئے بہترین نام ہیں تم انہی ناموں کے ذریعہ اسے پکارا کرو اور ان لوگوں کا طریقہ کار چھوڑ دو جو اسمائے خداوندی کے منکر ہیں۔ عنقریب ان لوگوں کو ان کے عمل کی سزا دی جائے گی۔ (س اعراف ع ۲۲) مقصود ربّانی یہ ہے کہ جب بھی تم خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ہاتھ پھیلاؤ تو تم اسے اسی کے ناموں سے پکارو۔ اپنے فرضی اور مصنوعی ناموں سے اسے یاد نہ کرو۔

اللہ جل جلالہ اسم ذات (اسم اعظم) ذات واجب الوجود معبود حقیقی کا نام ہے اللہ اس پاک، ہستی کا نام ہے جو تمام صفات کاملہ کی جامعہ اور تمام نقائص اور عیوب سے منزہ ہے۔ عربی میں یہ لفظ ذات باری تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کے لئے نہیں بولا جاتا۔ اللہ ہی ہے جو سالکوں کو راہ دکھاتا ہے، طالبوں کو ملاتا ہے اللہ ہی ہے کہ سب ولی، سب شہید، سب صدیق، سب فرشتے سب نبی سب رسول اس کے بندہ ہیں اس کے حکم کے سامنے سرفکندہ ہیں۔ اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان سب کا بھروسہ اور سہارا اور اعتماد توکل اللہ ہی کی ذات پاک پر ہوا کرتا ہے اللہ ہی وہ اسم ذات ہے جو جملہ صفات کو اپنے اندر موجود رکھتا ہے اللہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ جن کے ساتھ ہمیں دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے ننانوے (۹۹) ہیں جو شخص ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سورہ (۱۰۰) نام کلام اللہ میں مذکور ہیں ان میں ننانوے (۹۹) نام لوگوں پر ظاہر ہیں اور... نام پوشیدہ ہے اور وہی نام اسم اعظم ہے اس کو راز میں رکھنے کا اصل سبب یہ ہے کہ اگر عوام کو اسم اعظم معلوم ہو جاتا تو وہ اسی میں مشغول رہتے۔ اس کے علاوہ قرآن پر اور دیگر عبادات کو ترک کر دیتے اور یوں اللہ تعالیٰ کے نافرمان بندے بن جاتے

اللہ کے اعداد بحساب انجید چھیاسٹھ (۶۶) ہیں ایک یہ اسم اللہ چھیاسٹھ دانوں والی کاروزانہ ورد تمام جائز مسائل کے حل کے لئے کافی ہے یہ در حضور کی حالت میں کرنا چاہیے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کے استعمال کرنے کے اور کئی طریقے بھی ہیں مثلاً۔

(۱) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روحانی علوم میں بھی ماہر تھے آپ نے ان لوگوں کے لئے جن کو فلکی اثرات نے بے دست دیا بنا رکھا ہو ایک نہایت عمدہ نسخہ تجویز کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے نام کے اعداد بحساب الجبر نکالنے پھر اللہ تعالیٰ (۹۹) صفاتی ناموں میں سے ایسا ایک یا ایسے ایک سے زائد نام انتخاب کیجئے جن کے حروف کی عددی قیمت کی میزان آپ کے نام کے حروف کی عددی قیمت کی میزان کے برابر ہو۔ ان اسماء حسنیٰ کا درداول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف۔ بعد نماز فجر اتنی ہی تعداد میں جتنی تعداد آپ کے نام کے حروف کی عددی قیمت ہو کرے تو اس سے اثراتِ غم دور ہوں گے اور رزق میں وسعت ہوگی۔ یاد رہے۔ اسماء حسنیٰ سے پہلے یا اللہ کا اضافہ ضروری ہے اس کی مثال یوں ہے۔

میرا نام محمد سعید ہے اس کی عددی قیمت اس طرح ہوگی

م	ح	م	د	س	ع	م	د
۴۰	۸	۴۰	۴	۶۰	۱۰	۴	۴

$$۹۲ + ۱۴۴ = ۲۳۶$$

اب مجھے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایسا ایک یا ایک سے زائد نام جوڑ کے حیرت و حیرت کی عددی قیمت ۲۳۶ ہو تلاش کرنا ہے تلاش کرنے پر کوئی واحد نام ایسا نہ ملا جس کی عددی قیمت ۲۳۶ کے برابر ہو۔ البتہ دو صفاتی نام ایسے ملے جن کو عددی قیمت کا مجموعہ ۲۳۶ بنتا ہے اور وہ عدد ہیں۔ القدوس، الوکیل، ۶۶، مجموعہ ۲۳۶، اب مجھے یا اللہ یا قدوس یا وکیل ۲۳۶ بار پڑھنا ہے مگر اس طرح کہ اول و آخر درود شریف اور بعد میں یا اللہ یا قدوس یا وکیل پڑھنا ہے ان ناموں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام

القدوس بالوکیل کی بجائے یا قدوس یا وکیل پڑھنا ہے۔  
 قارئین کرام کی سہولت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسمائے حسنیٰ کی عددی  
 قیمت کا چارٹ اور اردو، عربی حروف کی عددی قیمت کا چارٹ دونوں علیہ علیہ  
 کتاب کے آخری صفوں میں درج کر دیے گئے ہیں۔  
 اب جبکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں کی عددی قیمت کا تذکرہ یہاں  
 چل ہی نکلا ہے تو پھر ایک عجیب و غریب بات اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی اور وہ بھی سکھوں کے گورونانک کی زبانی قارئین کی دلچسپی کے لئے  
 یہاں ہو جانی چاہیے۔ گورونانک فرماتے ہیں۔

ہر عدد کو چوگن کر دو اس میں دو بڑھا  
 پورے جوڑ کو بیچ گن کر لو۔ بیس سے اس میں بھاگ لگائے۔  
 باقی بچے کو نو گن کر لو، دو کو اس میں دو بڑھا۔  
 گورونانک یوں کہے ہر شے میں محمدؐ کو پائے

مثلاً میرا نام محمد سعید ہے میرے نام کا عددی مجموعہ ۲۳۶ ہے مذکورہ فارمولا

کے مطابق بات کچھ یوں بنے گی۔

$$۴ گن = ۲۳۶ \times ۴ = ۹۴۴$$

$$دو بڑھاؤ = ۹۴۶$$

$$پورے جوڑ کا ۵ گن = ۹۴۶ \times ۵ = ۴۷۳۰$$

$$۲۰ سے بھاگ تقسیم = ۴۷۳۰ \div ۲۰$$

$$۲۳۶ - ۱۰$$

$$باقی بچے کا ۹ گنا = ۹ \times ۱۰ = ۹۰$$

$$دو بڑھاؤ = ۹۰ + ۲ = ۹۲$$

لے میرے نیت ہی نہر بان دوست جناب عطاء محمد صاحب پورہ ہی نہر پورہ کھنڈا اہلیہ شیخ پورہ فرماتے ہیں کہ بقول جناب شیخ القرآن

علامہ غلام علی صاحب اذکار دی یہ فارمولا کسی مسلمان بزرگ کا ایجاد کردہ ہے مگر نام فی الحال وہ بتا نہیں سکے اگر اگلی اشاعت

۹۲ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے حروف م ح م د کا عددی مجموعہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے تقریباً سبھی ناموں پر یہ فارمولہ آزیبا ہے اور جواب ۹۲ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہے۔

کیا شان احمدی کا چین میں ظہور ہے  
ہر گل میں بر شجر میں نور ہے

ریاضی کے نقطہ نظر سے قرآنی معجزے کو سمجھنے کے لئے کمپیوٹر کی شہادت کا کچھ ذکر یہاں کر دینا قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث بنے گا۔ آج جبکہ کمپیوٹر ایجاد ہو چکا ہے تو سائنس اور ریاضی میں انقلاب آ گیا ہے۔ چنانچہ کمپیوٹر سے سوال کیا گیا کہ انسان قرآن جیسی کتاب کی تصنیف کرنا چاہے تو کتنی مرتبہ کوشش کرنے سے یہ بات ممکن ہو سکتی ہے؟ کمپیوٹر نے جواب دیا کہ

۶۲۶.....

۲۴ صفر

اتنے انسان اور اتنی ہی بار کوشش کرنے کے باوجود اس جیسی کتاب لکھ نہیں سکتے۔ قرآن مجزے کو سمجھنے کے لئے ایک سے انیس تک گنتی جاننا بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۹ کا ہندسہ قرآن مجید میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ چوتھی وحی میں قرآن پاک کے ۴۷ ویں سورہ مدثر کی ابتدائی ۳ آیات آپ کو دے کر حضرت جبرئیل تیسویں آیت پر رک گئے جو ذیل میں درج ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشْرَةَ

”اس پر ۱۹ ہیں“۔ قرآن (۴۷ : ۳۰)

مذکورہ آیت پر رک کر سورہ اترک بقایا ۱۴ آیات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کو دے جاتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ قرآن مجید کی اس آیت ”اس پر ۱۹ ہیں“ کا مطلب کیا ہے۔ مفسرین نے اس کے مختلف معنی لئے ہیں کسی نے کہا کہ دوزخ کے ذکر کے بعد یہ آیت آئی ہے اس لئے اس کا مطلب ۱۹ فرشتے ہیں جو دوزخ پر مامور ہیں کسی نے کہا یہ اسلام کے ۱۹ اساسی اصول ہیں لیکن ہر ایک نے لکھا کہ اصل حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اب دیکھئے کمپیوٹر کیا کہتا ہے۔

جبریلؑ نے پہلی وحی میں سورہ اقرار (سورہ نمبر ۱۹۶) کی پانچ آیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھوائیں۔ چوتھی وحی میں سورہ مدثر (نمبر ۷۷) کی تیس آیات دیں اور پھر رک گئے اور سورہ اقرار کی باقی ۱۴ آیات حضور اکرمؐ کو پڑھوائیں اس طرح سورہ اقرار کی ۱۹ آیات مکمل ہو گئیں یعنی سورہ مدثر میں عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشْرَ کہنے کے فوراً بعد انیس ۱۹ آیات کی یہ سورت اقرار مکمل ہو گئی۔

۱۹ کے اس ہندسہ میں حیرت انگیز باتیں ہیں۔ کچھ آپ بھی پڑھ لیں :-

(۱) سورہ اقرار کی پہلی پانچ آیات میں ۱۹ الفاظ اور ۷۶ حروف ہیں جو ۱۹ پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں یہ ہندسہ بھی ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۳) ۱۱۴ سورتوں کو الٹا گنیں یعنی ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، تو ٹھیک ۱۹ ویں نمبر پر سورہ اقرار (۹۶) آتا ہے۔

(۴) قرآن کریم کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے۔

جس میں ۱۹ حروف ہیں۔ اس آیت کا ہر لفظ جتنی دفعہ قرآن پاک میں آیا ہے ۱۹۵۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے ایسا ہونا محض اتفاقی بات نہیں ہے اسم ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ اللہ ۲۶۹۸ مرتبہ، الرحمن ۵۷ مرتبہ ”الرحیم“ ۱۱۴ مرتبہ جو سب ۱۹ پر برابر تقسیم

ہو جاتے ہیں۔ بسم اللہ سورۃ النمل میں دو مرتبہ اور سورہ توبہ کے آغاز میں بسم اللہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تعداد ۱۱۵ ہو جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہو سکتی۔  
 (۵) قرآن مجید کی ۲۹ سورتوں کے شروع میں جو حروف مقطعات ہیں اور یہ حروف جتنی بھی دفعہ ان سورتوں میں آئے ہیں ان کا مجموعہ ۱۹ سے تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۶) ۱۹ کا ہندسہ ایک اور نو سے مرکب ہے۔ ایک کا عدد اللہ تعالیٰ کی وحدت کا آئینہ دار ہے اور ۹ کا عدد اس کی مخفی صفات کا علمبردار ہے۔ چنانچہ ۱۹ کا عدد جو ایک اور نو کا مجموعہ ہے اس کی صفات ظاہر و باطن پر محیط ہے حسابی نقطہ نظر سے ایک سے پہلے کوئی ہندسہ نہیں اور نو کے بعد بھی کوئی مفرد ہندسہ نہیں۔ یعنی ۱۹ کا ہندسہ ابتدا اور انتہا پر حاوی ہے اور غالباً اسی لیے قرآن کے حسابی نظام کی اساس اسی ہندسے پر رکھی گئی ہے اس کے علاوہ ۱۹ کے ہندسہ میں اور بے شمار حیرت انگیز حسابی راز ہیں جو پھر

کسی موقعہ پر عرض کروں گا۔ یہاں اس قرآنی آیت پر یہ بات ختم کرتا ہوں:-

قُلْ لَنْ أَجْتَمَعْتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ

هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَخْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظٰهِرًا ۝

”کہہ دو، اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس کتاب جیسا بنا لائیں

تو اس جیسا نہ لاسکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔“

قرآن (۸۸: ۱۷)

## لفظ "اللہ" کی عجیب و غریب جامعیت

آج کا زمانہ کمپیوٹرز کا زمانہ ہے جس کا تعلق ریاضی سے ہے سائنس میں سچائی کا آخری معیار ریاضی ہے۔ لفظ "اللہ" کی عجیب و غریب جامعیت کے متعلق علم حساب کا ایک فارمولا پیش کیا جا رہا ہے جس پر عمل کرنے سے ہر چیز کے وہی مقررہ اعداد حاصل ہوں گے جو لفظ "اللہ" کے اعداد ہیں۔ موجودہ اس عالم کی سرزات اور ہر چیز پر حاوی ہے اس کا تعلق چاہے کسی عالم سے ہو۔ "اللہ" کے نام مبارک کی عددی قیمت ۶۶ ہے قاعدہ اکیہ درج ذیل ہے۔

۱۔ کسی لفظ کی عددی قیمت نکال کر جمع کرنی جائے۔

۲۔ "۲" سے ضرب دو۔

۳۔ "۱" حاصل ضرب میں جمع کر دو۔

۴۔ حاصل جمع کو "۳" سے ضرب دو۔

۵۔ حاصل ضرب کو ۶ پر تقسیم کرو۔

۶۔ باقی بچے کو ۲۲ سے ضرب دو۔

جواب ۶۶ آئے گا جو اللہ کے اعداد ہیں "ہمہ از اوست ہے کہ ہر چیز

اور ہر ذرہ جل جلالہ ہی کی تخلیق ہے۔ مثلاً:-

محمد صلی اللہ علیہ وسلم = عددی قیمت = ۹۲

۲ سے ضرب = ۱۸۴

جمع کیا = ۱۸۵

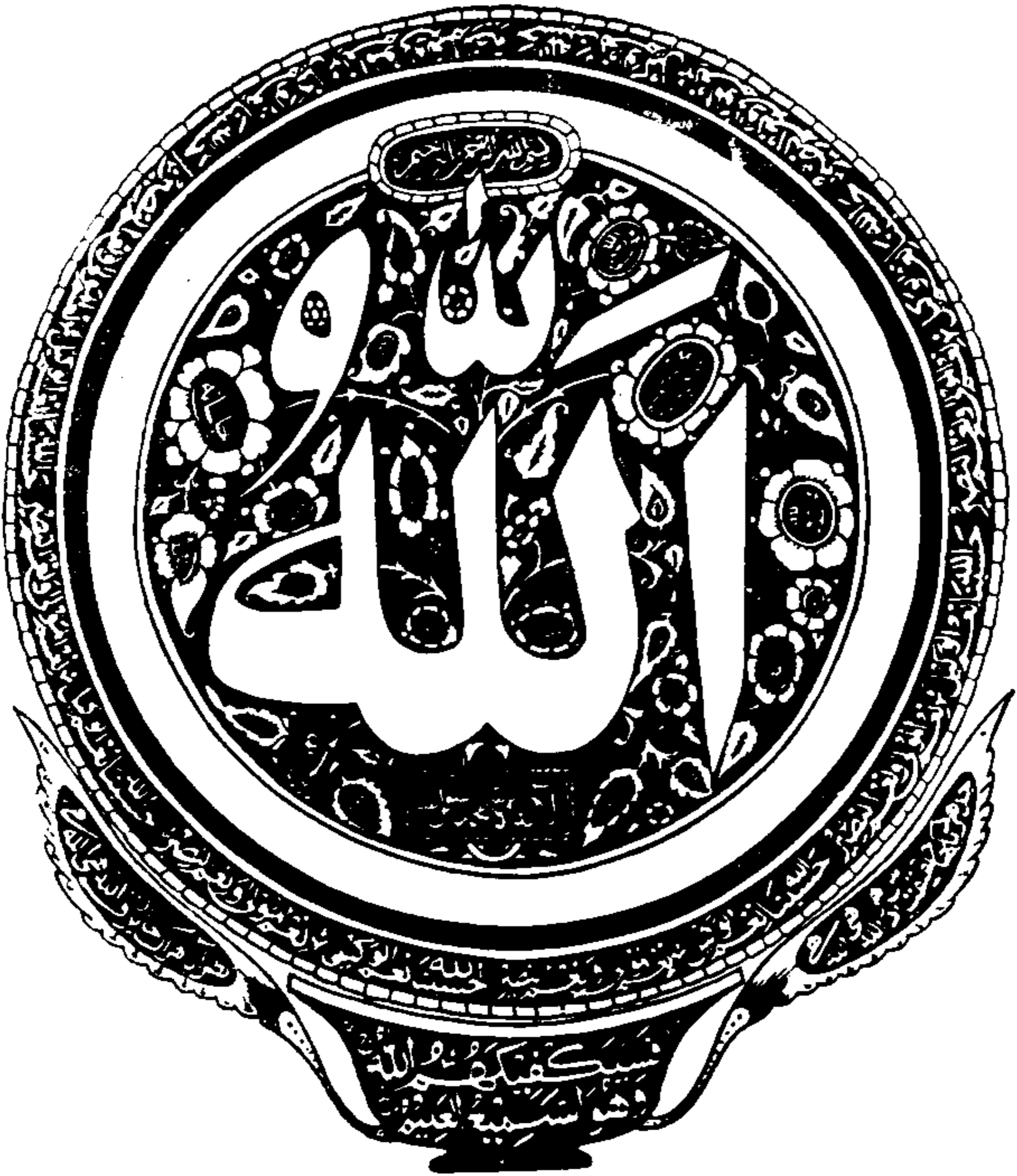
۳ سے ضرب دی = ۵۵۵

۶ پر تقسیم کیا = ۹۲ (۳) - ۹۲



باقہ نچے کو ۲۲ سے ضرب دی تو ۶۶ جواب آیا یہی نام اسم ذات اللہ ہے  
 جس طرح موجوداتِ عالم کی ہر شے میں اللہ بس رہا ہے اسی طرح حقیقت  
 محمدیہ کائنات کی ہر شے میں جلوہ گر ہے - علم حساب کا فارمولہ اگلے  
 صفحہ ۳ میں ملاحظہ ہو اور تجربہ فرما کر مستفیض ہوں -

من تو شدم تو من شدمی من تن شدم تو جان شدمی  
 تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری  
 اعلیٰ حضرت میان صاحب کے دست مبارک کے لکھے ہوئے قطعہ اسم ذات کا عکس



میاں خدا بخش کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اسم ذات کا نمونہ

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ

اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى أَحَبِّ رُسُلِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ

اے دل خداوند کریم سے عجز سے دعا کر کہ تجھے

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان ہو سکے

توفیق عطا فرماوین = آمین

باسمہ تعالیٰ  
میری انتہائے ننگارش یہی ہے  
تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

## پیش لفظ

وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَرُوَاهُ  
(اے نبی مکرم!) یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں وہ چیزیں ہیں جن کے  
ذریعے سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں)

رب تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں کے قصے سنا اور  
بتا دیئے۔ کچھ قرآن کریم میں اور کچھ رازداری سے۔ گویا حضور سب رسولوں سے باخبر  
ہیں۔ سابق نبیوں کے حالات و واقعات سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ  
علیہ وسلم کو اس لیے باخبر فرمادیا تاکہ کافروں کے برے رویہ اور بدسلوکی سے آپ کے دل  
مبارک کو رنج اور دکھ نہ پہنچے اور آپ صبر و استقامت سے کام لیں۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کی دل جوئی فرماتا ہے  
ہیں کہ ایسی تکالیف صرف آپ ہی کو نہیں آئیں آپ کے پہلے پیغمبروں کو بھی تکالیف  
اور رنج پہنچے مگر انہوں نے صبر و استقامت سے ان تکالیف کو برداشت کیا۔  
بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ اسی طرح اولیائے کرام اور صالحین اُمت کی زندگی  
کے حالات سنانے سے لوگوں کے دلوں میں ایمان قوی ہوتا ہے، اور  
اعتقاد پختہ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت قدمی پیدا ہوتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی باتیں سن کر اور پڑھ کر اُن سے دوستی پیدا ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن پر نازل ہوتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اپنے گناہوں کی وجہ سے سخت پریشان اور ناامید ہوگا۔ دوزخ کے ڈر سے بے حد خائف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے کہے گا کہ کیا تو فلاں نیک بندے کو جو کہ فلاں محلے۔ شہر یا گاؤں میں رہتا تھا جانتا تھا وہ عرض کرے گا، باری تعالیٰ میں اس کو جانتا ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا کہ جا تجھ کو اس کی وجہ سے بخش دیتا ہوں۔ اگر کسی اللہ کے نیک بندے کو صرف جاننے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بخش دے گا تو جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دل و جان سے پیروی کی ہوگی اس پر کچھ زیادہ ہی مہربانیاں ہوں گی۔

۲۔ زبدۃ العارفين۔ قدوة السالکين۔ حجة الکاملين۔ پیکرِ رشد و ہدایت اعلیٰ حضرت قبلہ میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف برصغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف اولیاء اللہ میں سے ہیں بلکہ بیرون ممالک بھی آپ کے عقیدت کیش موجود ہیں۔ آپ کی حیات مبارکہ اور سوانح حیات پر پہلے کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہر مصنف نے بفضلہ تعالیٰ اپنی اپنی نسبت، عقیدت، ہمت اور اہلیت کے مطابق خوب سے خوب تر لکھا ہے مگر آپ کی ذات بابرکات کچھ ایسی جامع ہے کہ سب کتابیں پڑھنے کے باوجود <sup>طبیعت</sup> سیر نہیں ہوتی اور یہی جی چاہتا ہے کہ اے کاش اس موضوع پر پڑھنے کے لیے کچھ اور بھی مل جائے تاکہ تشنگی کو دور کیا جاسکے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں جاری و ساری رہے گا۔

۳۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب "خطبات شیر ربانی" ہے جو آپ کے عقیدت مندوں کے لیے ایک نہایت مفید تحفہ ثابت ہوگی۔ آپ کے خطبات کا مجموعہ آج تک نہیں چھپا۔ یہ سعادت میرے ابا جان کو نصیب ہوئی۔ میرے ابا جان آپ کے سچے مرید تھے پہلی بار ۶ جولائی ۱۹۲۳ء کو شرفِ قدم بوسی حاصل کیا اور پھر شاہد ہی کوئی جمعہ کا دن یا

رضت کا دن ایسا گذرا کہ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں حاضری نہ دی ہو۔ یہ سلسلہ  
 نیازمندی و ملاقات آپؐ کی تاریخ وصال تک بدستور جاری رہا۔ آبا جان کا معمول  
 تھا کہ گھراتے ہی سب سے پہلے آپؐ کے فرماتے ہوئے خطبات اور ارشادات کو  
 اپنی بیاض میں قلم بند فرمایتے تھے۔ یہ بیاض دو تین جلدوں میں میرے پاس محفوظ ہے  
 قبلہ والد گرامی کی یہ دلی خواہش تھی کہ اس مجموعہ کو عوام کی نذر کر دیا جائے۔ ایک قسط  
 ”پہلی ملاقات“ کے عنوان سے رسالہ سلسبیل لاہور میں شائع بھی ہوئی تھی، مگر پھر  
 عدیم الفرستی کی وجہ سے اور کچھ لکھنا نہ جاسکا۔ بالآخر قبلہ آبا جان ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء  
 کو ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔

جوں جوں قبلہ اعلیٰ حضرتؒ کے عقیدت مندوں کو اس ”مجموعہ“ کی خبر ملی انہوں  
 نے اس نادر نسخے کو شائع کرانے کی ترغیب دی اور ہر طرح سے حوصلہ افزائی  
 فرمائی۔ میرے لیے یہ کام سخت مشکل تھا۔ اپنی کم علمی اور بے بصاعتی آرٹ سے  
 آتی تھی۔ اس ذمہ داری کو نبھانے کی ہمت نہ پاتا تھا۔ غفلت اور سونج بچار  
 میں بو نہی دن گزرتے جاتے تھے کہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کا سالانہ عرس  
 پاک آگیا۔ گھر سے حاضری کے لیے روانہ ہوا۔ بس میں میرے محترم و مکرم جناب  
 حاجی محمد علی صاحب آف کلا کمال مہربانی اور شفقت سے ملے۔ لاہور سے جب  
 شرق پور شریف والی لاری پر سوار ہوئے تو راہ میں بندہ نے ضمناً ”خطبات“  
 کا ذکر کیا تو جلد حاضرین نے بھی اس میں بے حد دل چسپی لی اور مجھے تاکید کی کہ  
 اس قیمتی نسخے کو عوام تک ضرور پہنچایا جائے۔ بلکہ کئی دوست (احباب) تو میرے  
 پاس آکر خطبات نقل کر کے لے جانے پر بھی مہر ہوئے۔ دربار شریف پر برادرم  
 چودھری نال حسین صاحب ناز (جو حضرت قبلہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص  
 ارادت مندوں میں سے ہیں) سے ملاقات ہوئی۔ ان کو پہلے ہی ”خطبات“  
 کے متعلق علم ہوا۔ ملتے ہی پوچھنے لگے کہ مسودہ کہاں تک تیار ہوا ہے۔ ان حالات و

واقعات سے میری حوصلہ افزائی ہوئی اور دربار شریف پر استقامت کے لیے عاجزانہ دعا کی جو بفضلہ تعالیٰ قبول و منظور ہوئی۔

دعا ہے کہ اس نایاب کتاب کے مطالعے سے آپ کے مُرید پرانی یادیں تازہ کر کے قلب و رُوح کو تسکین پہنچائیں۔ اور آستانہ عالیہ کے متوسلین اپنے ایمان اور رُوح کی تقویت اور فرحت کا سامان پاسکیں۔ شاید یہی میری ناچیز کوشش محشر کے روزِ ربِّ العزت کو پسند آجائے اور اس طرح میری بخشش ہو جائے۔

۔ شنیدم کہ در روز اُمید و بیم بدایا بہ نیکیاں بہ بخشد کریم  
برادرانِ عظام دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میری اس محنت و کوشش کو قبول فرمائے  
اور ہمیں بزرگانِ دین کی خدمت اور اُن کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق  
عطا فرماتے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیش بہا انعامات سے بہرہ ور ہو سکیں، اور  
اپنے آپ کو اس کے فضل و کرم کا مورد بنا سکیں۔ اللہ بھی کریم اور رسول اللہ بھی  
کریم ہیں ہم دو کریم، سستیوں کے درمیان ہیں اس لئے بخشش یقینی ہے  
یارب تو کریم و رسول تو کریم  
صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

میاں محمد سعید شاد  
۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ



# تعارف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

زیائے تابش ہر کجا کے نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ بخشا اور خلافت  
ارضی کا منصب عطا فرمایا۔ اس منصب اور شرف کے لیے  
کچھ قواعد و ضوابط کی پابندی لازمی قرار دی گئی۔ اس پابندی کو آسان تر کرنے  
کے لیے اپنے خاص برگزیدہ بندے بھیجے جن کو نبی اور رسول کہتے ہیں تاکہ انسان  
اُن کے عملی نمونہ اور تعلیم سے کما حقہ استفادہ کر سکے۔ اور خلعت خلافت کو تار تار  
ہونے سے بچا سکے۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضور سرور  
کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ انبیاء علیہم السلام کا وجود مبارک ان  
صفات اور خوبیوں کا حامل ہوتا ہے۔ وہ پیدا نشی طور پر گناہوں سے محفوظ اور معصوم  
ہوتے ہیں۔ مرتبہ نبوت وہی ہے۔ کسی نہیں۔ حضرت انسان کا کھلا کھلا دشمن شیطان  
ہے۔ جس نے انسان کے سامنے سرطاعت خم کرنے سے انکار کر دیا اور اس  
کی عظمت کا قائل نہ ہوا۔ اس انحراف کی پاداش میں راندہ درگاہ قرار دیا گیا۔ اس  
نے مجبوراً یہ ذلت تو برداشت کر لی مگر ساتھ ہی دعوے کیا کہ میں انسان سے پورا  
پورا بدلہ لوں گا۔ ساتھ ہی یہ بھی اقرار کیا کہ تیرے کچھ بندے ایسے ہوں گے جن پر

لے پاؤں سے لیکر سر تک اس کو جہاں سے دیکھتا ہوں۔ ادا میں دل کا دامن تھام لیتی ہیں  
کہ کچھ ہو جانے کی یہی جگہ ہے۔

میرا جادو نہ چل سکے گا۔ مگر اکثریت میرے ہی احکام کی پابندی کرے گی۔ مگر اللہ کی رحمت اپنے بندوں سے جدا نہیں ہوتی۔ اُس نے ہدایت کے لیے قافلاً قافلاً انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور جب سلسلہ نبوت ختم ہو گیا تو رُشد و ہدایت کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء کے سپرد ہوا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: علماء اُمّتی کا نبیاء بنی اسرائیل۔ میری اُمت کے عالم بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ اُن کو منصب ولایت عطا ہوا۔ بے شک و شبہ ولایت کسی ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ منصب ولایت پر فائز ہونے والے انسان بھی اپنے آپ کو پہلے ان لوگوں کے مالک ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ پیدا نشی ولی ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ ہی کے مطابق کسی شیخ طریقت کے زیر تربیت رہنا ضروری ہے۔ اب وہ شیخ طریقت کی توجہ سے دوسروں کی نسبت تھوڑی مدت میں بلند ترین مدارج پر پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اُن کی ہمت بلند اُن سے بھی آگے قدم بڑھا لیتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ شیخ طریقت بھی اُن سے فیض حاصل کرتا ہے، اگرچہ ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ مشہور نقشبندی بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ نے فرمایا کہ پہلے شیخ احمد سرہندی مجھ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ اب میں اُن سے استفادہ کرتا ہوں۔ ایسا ہی حضرت بابا میرالدین رحمۃ حضرت میاں شیر محمد صاحب شرق پوری کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ خواہ ان دونوں بزرگوں کے قول کو کس نفسی پر محمول فرمایا جائے۔ خواہ لوگوں پر اپنے مرید کی عظمت کے اظہار پر۔ بہر حال کوئی توجیہ بھی ہو، شیخ احمد سرہندی اور حضرت میاں صاحب کی عظمت کو تسلیم کرنا پڑے گا، اولیائے کرام کے گروہ میں سے دوسرے پیدا نشی ولی تو نہیں ہوتے۔ مگر اُن میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ جو ہر موجود ہوتا ہے جو ولایت کا لازم ہے، ایک دفعہ حضرت میاں شیر محمد صاحب



کا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو کھیل رہے تھے۔ آپ نے اُن کی طرف دیکھا اور فرمایا: کہ ان بچوں میں ایسے بھی ہیں کہ اُن پر اگر توجہ دی جائے تو وہ توجہ ضائع نہ جائے گی۔ مگر ان کی یہ صلاحیتیں یونہی ضائع ہو جائیں گی، ایسے انسانوں کو اگر اچھا شیخ طریقت مل جائے تو ولایت کے مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ یہاں میں ایک بات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ جن لوگوں کو کسی شیخ کامل کی صحبت نصیب ہو جائے تو وہ خواہ کسی ادنیٰ مرتبے پر بھی کیوں نہ ہوں، اُن کی صحبت ضائع نہیں جاتی۔

ایک روز، صحت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بگیا  
 شیخ کامل کو عقیدت کے ساتھ ایک دفعہ فرمایا کہ ساپ اگسہ کو ڈس لے تو اس کا زہر کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرے گا۔ اسی طرح اللہ کے بندے ہر آنے والے کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں۔ انشاء اللہ اُس کا اثر کسی نہ کسی وقت ضرور ہو جاتا ہے۔  
 سچے قسمت کیا ہر ایک کو تمام ازل نے۔ جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا  
 ببل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا۔ غم ہم کو دیا سب سے جو شکل نظر آیا۔  
 صحابیت ایک بہت بڑا درجہ ہے۔ جن صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی مدتوں صحبت اختیار کی اُن کا کہنا ہی کیا۔ لیکن جنہوں نے مسلمان ہونے کی حیثیت میں ایک دفعہ بھی زیارت کی وہ بھی صحابی ہیں اور جو کم سن اور کم عمر تھے اور کسی صحابی کے بیٹے تھے، اُن کو صرف زیارت کا شرف حاصل ہوا۔  
 اُن کو بھی صحابی صغیر کہا جاتا ہے، بے شک

جن لوگوں کو عقیدت کے ساتھ ایک دفعہ بھی حضرت میاں صاحب کے دیدار مبارک کا شرف حاصل ہوا ہے وہ بھی آپ کے فیض سے محروم نہیں رہے۔ ایک شخص لوگوں میں بڑائی کے سبب مشہور تھا۔ وہ ایک راستہ پر جا رہا تھا حضرت

سہ دل اللہ کی خدمت میں چند لمحات بیٹھنا سو سال کی بے ریا بندگی سے بھی افضل ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دوسری طرف سے تشریف لارہے تھے، اُس نے آگے بڑھ کر دست بوسی کا شرف حاصل کیا اور آگے بڑھ گیا، وہ چلا جا رہا تھا، کہ ایک شخص نے اُسے اُس کے بدنام سے پکارا۔ غیب سے آواز آئی کہ اس کو ایسا نہ کہو۔ اس نے جنید سے مصافحہ کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا غلام مرتضیٰ رح بیرل شریف والوں سے اُن کے ایک مرید نے بار بار کہا کہ حضرت فلاں شخص مجھے بہت تکلیف دیتا ہے آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا۔ کیا کروں اس نے ایک دفعہ جب میں بچہ تھا، پیار کے ساتھ گود میں اٹھایا تھا۔ مجھے اُس خدمت کا لحاظ ہے۔ حضرت موصوف مریدوں کے باسے میں بڑے غیور تھے۔ مگر اتنی سی خدمت بددعا کے آڑے آگئی۔

حضرت میاں صاحب اُن اولیاء میں سے تھے جن کی مثالیں صرف متقدمین اولیاء میں ملتی ہیں۔ لہذا اُن کی صحبت میں ایک دفعہ بھی بیٹھنے والا آپ کی منظر عنایت سے محروم نہیں رہا۔ اصل عالم توارشاد باری کے مطابق وہ ہیں جن کے قلوب خشیت الہی سے سرشار ہوں۔ بعض لوگ علم تور کھتے ہیں لیکن خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ سے محروم ہوتے ہیں

خداوندی علم خود بڑی نعمت ہے اور نعمت کے حصول کا ذریعہ بھی۔ لیکن عالم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرے۔ مکتب کا علم اور لہذا فی علم اور اولیاء اللہ کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ فیضانِ الہی ہے۔ اولیاء اللہ ناء سید رسول ہوتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب کی خدمت میں ہر سلسلے کے مرید حاضر ہوتے تھے۔ آپ کو بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ چشتی کے سامنے آپ بڑے جذبے کے

ساتھ فرمایا کرتے چشت اہل بہشت پھر حضرت بابا فرید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمانے لگ جاتے اور قادری ہوتا تو فرماتے حضرت گیارھویں شریف والی سرکار تو یہ فرما رہی ہے اور تم یہ کرتے ہو۔ اُس وقت یوں معلوم ہوتا تھا کہ بغداد شریف والی سرکار خود فرما رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ اُن کی ترجمانی کرتے ہیں۔ حضرت میاں غلام اللہ صاحب کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ میں نے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اُن کے لیے خلافت کی اجازت حاصل کر لی ہے۔ اب خود غور کرو ہر عالم کا یہ منصب نہیں جو عالم بھی یہ سمجھتا ہے کہ میرے لیے میرا کتابی علم کافی ہے وہ فریب خوردہ انسان ہے۔

حضرت میاں صاحب کا جو اندازِ تبلیغ تھا، اُس کو براہِ راست جاننے والے چند نفوس باقی رہ گئے ہیں اور اُس کی ایک جھلک زیرِ نظر کتاب میں موجود ہے۔ پنجابی زبان کے سادہ لفظوں میں تبلیغ فرماتے تھے۔ بڑے بڑے دیدارِ اشخاص خدمت میں حاضر ہوتے کسی کی پٹائی ہوتی، کسی کو یونہی نصیحت فرماتے۔ لیکن بیٹھک شریف سے جب وہ اشخاص باہر آتے تو بادیدہ نم چہرے پر خاص قسم کی نورانیت، آنکھوں میں عجیب سی مستی چھائی ہوتی، چال میں عجز و انکساری غرض کہ یکسر بدل چکے ہوتے اور انہی اشخاص کو اگر کچھ دنوں کے بعد دیکھنے کا موقع ملتا تو پہچاننا مشکل ہو جاتا۔ چہرے پر سنت کے مطابق ڈاڑھی، سر پر ٹوپی یا ٹوپی پر پگڑی، کھلی آستینوں والا کرتا، گھٹنوں تک، سادہ اور صاف لباس زیب بدن، دنیا ہی بدل چکی ہوتی۔ ایک عورت ہمارے ہمسایہ میں رہتی تھی اُس کا ایک بھانجا اُسے ملنے کے لیے آیا کرتا تھا۔ بڑا دینگ طبیعت۔ لمبی لمبی مونچھیں پتنگ بازی کا شائق، ٹانگہ جلیا کرتا تھا، بڑا لڑاکا، ایک بازو کسی لڑائی میں داغدار ہو چکا تھا۔ اُس سے خوف آیا کرتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد اپنی خالہ کو ملنے کے لیے آیا۔

تو فرشتہ سیرت انسان تھا، وہ آہی رہا تھا کہ میرے والد صاحب نے اُن کو اپنے پاس بٹھالیا اور وہیں اُس کی خالہ کو بلا لیا۔ والد صاحب فرمانے لگے "جیہوں! (یہ اُس عورت کا نام تھا) دیکھ تیرا اہیہ اوہو ای بھانجا اے، ایسا کس طرح ہوا؟ وہ ایک ایسے کام کی دعا کے لیے میاں صاحب کے پاس حاضر ہوا جس کا میں یہاں ذکر مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ یہ سمجھ کر گیا تھا کہ کوئی عام پیر ہے، اُس کی دعا سے شاید میرا مطلب حاصل ہو جائے۔ میاں صاحب نے اُس کی خوب پٹانی کی اور کچھ ارشاد فرمانے کے بعد کہا "چلے جاؤ۔" عشق کا جو بھوت اُس کے سر پر سوار تھا، نکل چکا تھا، اُس شخص نے خود مجھ سے کہا کہ جب میاں صاحب مجھے مار رہے تھے۔ میرا دل چاہتا تھا کہ مارتے ہی چلے جائیں چونکہ آپ تھک گئے تھے اس لئے میرا دل چاہتا تھا کہ میں اُن کی مٹھی چا پی کر دوں۔ یہ تھا تربیت کا ایک نرالا رنگ۔

زیر نظر کتاب آپ کے مرید میاں خدابخش صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے انہوں نے اُن تمام خطبات کا خلاصہ جمع کیا ہے جو اُن کی حاضری میں حضرت میاں صاحب نے مشرق پور میں ارشاد فرمائے تھے، نہ کوئی لمبی چوڑی تمہید ہے اور نہ لچھے دار تقریر۔ مگر جن بابرک انسانوں نے اُن کے وعظ سنے ہیں۔ وہی آنکھوں دیکھا حال بتا سکتے ہیں۔ آپ وعظ فرما رہے ہیں۔ اکثر کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں۔ کسی کی چیخیں سنائی دیتی ہیں۔ کوئی حال سے بے حال ہو رہا ہے اور دل چاہتا ہے کہ آپ کا سلسلہ کلام ختم ہی نہ ہو۔ یوں معلوم ہوتا ہے مسجد کی ساری فضا نور سے بھری ہوئی ہے۔ حاضرین پر رحمت کی بارش ہو رہی ہے۔ علما اپنی استعداد کے مطابق اور عوام اپنی قابلیت کے مطابق سرچشمہ رحمت سے یکساں فیض یاب ہو رہے ہیں۔ سامعین کے دلوں کا حال حضور پر روشن ہے اور اشاروں ہی اشاروں میں اُن کو تہیہ فرما رہے ہیں ایسے حالات

میں تمہید و تسلسل کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کبھی ایسی باتیں بھی فرما جاتے جو عام سمجھ سے بالاتر ہوتیں، گویا یہ کلام خواص کے لیے ہے۔ کبھی اہل شہر کی طرف توجہ ہوتی، تو سو خوروں کے لیے فرماتے "سو رکھاتے ہو، سو رقیامت کو کیا جواب دو گے؟" آج کس میں جرات ہے کہ کھلے لفظوں میں ایسا کہہ سکے۔ سننے والے رنجیدہ نہ ہوتے بلکہ اپنی اصلاح کی کوشش کرتے۔ مجال دم زردان نہ تھا۔ زبان پڑنمہ ان عَلَيْنَا بَيِّنَاتٌ (پھر اس کا بیان ہمارے اوپر ہے) کا قیاس ہوتا تھا۔ گویا کہنے والا آپ کی زبان مبارک سے کہلوار ہا ہے۔ حضور اپنی لڑت سے کچھ نہیں کہتے ہاتھ غیبی جو الفاظ کو کہتا ہے، وہی بیان ہو رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحیح کیفیت بیان کرنے سے میرا قلم قاصر ہے۔ وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ سچ فرمایا۔ خدا کے سچے اور پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو قبول فرماتا ہے تو اُس کا ڈھنڈورا آسمان پر پٹ جاتا ہے اور اُس کی آواز دنیا کے گوشہ گوشہ میں سنائی دیتی ہے۔ پھر دُور و نزدیک سے لوگ کچھ بولتے اُس نیک بندے کی طرف چلے آتے ہیں وہ مقام رشد و ہدایت پر فائز ہوتا ہے۔ اُس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ دلوں پر تیر و نشتر کا کام دیتا ہے۔ دلوں کی سیاہیاں دُھل جاتی ہیں اور نور الہی کے دل منور ہو جاتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے۔

۔ اَنَّهُ اَوْ كَفْتَهُ اللّٰهُ بُوَدٍ      مگر چہ از حلقوم عبد اللہ بُوَدٍ

آپ ان خطبات کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں، جتنی دفعہ پڑھیں گے، نئی لذت حاصل ہوگی اور نیا سرور آئے گا۔ قرآن کریم چودہ سو سال سے پڑھا جا رہا ہے، لیکن ہر دفعہ پڑھنے سے نئی لذت اور نیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ دنیا کی نئی نئی کتاب نہیں جواتے تکرار سے پڑھی جائے اور پھر بھی لذت قائم رہے یہ اللہ کا کلام ہے، لیکن اللہ کے بندوں کے کلام میں اللہ کی بخشش ہوئی ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جتنی

.....

بار پڑھا جائے تنہا ہی لطف آتا ہے پڑھنے کے وقت ایسا تصور کر لیا کریں کہ اللہ کے شیر اور حضور پر نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے مہراب کے نزدیک ہاتھ میں عصا لیے وعظ فرما رہے ہیں اور جو کچھ ان خطبات میں فرماتے ہیں، ان کو اپنے حال پر منطبق کرتے جائیے، میرا ایمان ہے کہ آپ پر بھی وہی کیفیت طاری ہو جائے گی، جو حاضرین پر ہوا کرتی تھی اور اصلاح احوال کے لیے یہ خطبات بہت ہی مفید ثابت ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت پر کچھ اچھی کتابیں اور بھی لکھی گئی ہیں اور بہت سی اچھی کتابیں لکھی جائیں گی۔ مگر یہ پہلو نشہ خیز تھا۔ کسی صاحب نے اس پہلو کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ میں نے آج سے چالیس سال پہلے انقلاب الحقیقہ حصہ دوم کے دیباچے میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ کسی ولی اللہ کے کشف و اکتساب کو ثانوی حیثیت حاصل ہوتی ہے، سب سے اول اور مقدم بات یہ ہے کہ اس ولی کے بارے میں یہ دیکھا جائے کہ اس میں دلوں کی دنیا بدنے کی کہاں تک اہلیت ہے۔ کیونکہ اصل کام تو یہی ہے کہ اپنے رب کا کریم سے غافل انسانوں میں ایسی تبدیلی کر دی جائے کہ وہ خدا کے دربار میں سجدہ ریز ہو جائیں اور اس کے رسول کی محبت میں سرشار۔ یہی اصل کام ہے۔ یہ خطبات اس کی ایک جھلک ہے۔ میاں خدا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سادات مندی ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات، کو اپنی یادداشت کی بناء پر تحریر کرتے رہے، اور اس طرح کچھ نہ کچھ ذخیرہ جمع ہو گیا۔ ایسی ترغیب بھی خدا کے فضل کی نشانی ہوتی ہے۔ خدا جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے کسی نہ کسی نیک بندے سے اپنا کام لے لیتا ہے۔

خاک پائے شیر بانی

مولوی ظہور ربی عفی عنہ مچھرون ضلع شیخوپورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

## دیباچہ

خدا در امتنا رحمد نیست محمد چشم بر راه ثنا نیست  
محمد حامد حمد خدا بس خدا مداح شان مسطفی بس  
۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۶ء تک جب کہ بندہ گورنمنٹ ہائی سکول شرق پور شریف میں  
ایک طالب علم تھا، میرا زیادہ وقت قبلہ حضرت ثانی لاثانی حجرتہ کی قدم بوسی میں گذرنا  
جو محبت اور توجہ حضرت قبلہ ثانی و لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے نصیب رہی وہ شاید ہی  
کسی اور کے حصہ میں آنے ہو۔ چار سال کا یہ عرصہ میرے لیے سرمایہ حیات ثابت ہوا۔  
آپ کا پیار اور شفقت تا زندگی مجھ یا نہیں جاسکتا۔

اپنے پیر و مرشد حضرت کراماں والی سرکار کی صحبت اور غلامی میں بھی کچھ وقت  
گذارا۔ آپ کی نوازشات اور توجہ خاص کو میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ آپ کی مہربانیاں  
صرف اس وجہ سے تھیں کہ بندہ آپ کے پیر بھائی کا بیٹا ہے۔ کراماں والا ر ضلع فیروز پور۔  
اور اب ضلع ساہی وال میں جب حاضر ہوتا تو آپ فرماتے یہ تو میرے پیر بھائی کا بیٹا  
ہے اور خصوصی توجہ سے سرفراز فرماتے۔ آپ کی دھیمی دھیمی اور میٹھی میٹھی باتیں بسرے  
قلب و روح کے لیے باعث مسرت و ابہتاج ہوتیں۔ ایک ایک کر کے یہ سب  
نورانی ہستیاں ہمیں داغ مفارقت دے گئی ہیں۔ بارگاہ رب العزت میں نہایت

سے خدا کسی کی مدد کا محتاج و منتظر نہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثنا کے خواہاں نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ کی حمد کرنے والے کافی ہیں اور خدا اپنے محبوب کی تعریف کے لئے کافی ہے۔

عجز و نیاز سے دعا گو ہوں کہ ان کے آستانے رہتی دنیا تک شاد و آباد رہیں ، اور صاحبزادگان کو دین اور دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوں۔ آمین۔

اباجان نے بچپن ہی میں مجھے کریماء پند نامہ شیخ عطار گلستان و بوستان - انوار سہیلی و دیگر دینی کتب پڑھا دی تھیں اور میری تربیت دینی ماحول میں فرمائی چونکہ اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب نے اباجان کو مطالعہ کی خاص اجازت فرمائی ہوئی تھی اس لیے بیشتر وقت پڑھنے اور لکھنے میں گزرتا اور لطف کی بات یہ ہے کہ اباجان ہمیشہ دوزانو بیٹھ کر مطالعہ فرماتے۔ توجہ اور انتہاک کی کیفیت دیدنی ہوتی۔ اپنے شیخ کامل سے عقیدت اور نسبت کا یہ مقام تھا کہ کسی کو نام لے کر پکارنے کی اجازت نہ تھی۔ گھریا باہر کبھی دنیا کی کوئی بات نہ ہوتی بس ہمیشہ اپنے پیر و مرشد کی عنایات اور مہربانیوں کی یادوں کا تذکرہ فرمایا کرتے۔ اکثر فرمایا کرتے ”اگر شرفیوری سرکار کی غلامی اور فقیری نصیب نہ ہوتی تو نہ جانے کتنا بڑا حال ہوتا نہ دین کے رہتے نہ دنیا کے۔ اباجان نے سینکڑوں خطوط مجھے لکھے۔ کسی ایک خط میں بھی دنیا کی کوئی بات نہیں ملتی یہاں چند خطوط کی نقول پیش کروں گا۔ قارئین کرام! میں بے حد گناہگار ہوں عمنکم کہ من دالم

بس جو کچھ بھی ہوں ان بزرگانِ عظام کے فیضانِ نظر کے صدقے سے ہوں۔ میری کم علمی اور کم مائیگی کے باعث اس کتاب میں کوئی خامی دیکھیں تو قلمِ عفو سے درست فرمادیں چونکہ داناؤں کا قول ہے کہ کتاب کا مطالعہ کرتے وقت زبانِ اندانی اور انشا پر دازی پر خاص توجہ دینے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف خیالات اور کوشش پر توجہ دینی چاہیے۔ ہاں اگر کوئی بات پسند خاطر آجائے تو اس بندہ عاجز و ناتواں کے حق میں

دعا سے خیر فرما کر عند اللہ عاجز ہوں۔

کسی کی مغفرت کا یہ اگر ساماں ہو جائے تو شاید حشر میں مشکل میری آسان ہو جائے



یہ مافی ہونی بات ہے کہ اولیائے کرام ہی ایسی ہستیاں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین اور شریعت مطہرہ کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلایا۔ کردہڑ ہا غیر مسلموں کو مسلمان کیا اور گمراہ مخلوق کو راہِ راست دکھایا۔ سرکارِ مدینہ کی طرف سے اولیائے کرام کو علاقے تفریحی ہوتے ہیں جہاں کتاب و سنت کے احیاء کی تمام تر ذمہ داریاں ان کو سونپی جاتی ہیں بالخصوص ہندوستان میں دین کی ترویج و اشاعت ان ہی بزرگانِ عالی مقام کی بدلت ہوئی سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ حضرت خواجہ فرالدین مسعودی ملقب بہ گنج شکر الغرض سینکڑوں اولیائے کرام ہندوستان میں مامور ہوئے۔ صرف لاہور شہر میں ساٹھ سے زائد بڑے بڑے اولیائے کرام دور دراز کی مسافتیں طے کر کے تشریف لائے۔ شبانہ روز کے مجاہدوں اور ریاضتوں کے درمیان انہوں نے رشد و ہدایت کے سلسلے جاری کیے اور بالآخر یہیں پیوندِ خاک ہوئے۔ یوں ہندوستان کے شہر شہر میں اسلام کا بول بالا ہوا اور ان بوریائشمنوں کے فقر کا سکہ پورے برصغیر میں بٹھکتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ پورے برصغیر میں رسولِ عربیؐ کے نام ایسا پیدا ہو گئے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ ”ہند سے مجھے خوشبو کی مہک آ رہی ہے۔“ یہ مہک برصغیر پاک و ہند میں اسی بادِ نسیم کی لائی ہوئی ہے جن کو عرف عام میں صوفیائے کعب سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا تذکرہ ہمارا فرس ہے اگر ہم اپنے ان محسنین کا شکر دہ کر کے ان کے نام میں بخل سے کام لیں گے تو خدا کا شکر کیسے ادا کر پائیں گے۔ چنانچہ بندۂ عاجز کے نزدیک شکر یہ ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان بزرگانِ دین کی پاکیزہ زندگی کے حالات دوسروں تک پہنچا کر ان کے ارشادات و ملفوظات کو عام کیا جائے۔

اسی ضمن میں بندہ اپنے علاقہ کی ایک نامور ہستی کا ذکر خیر کرنے کی سعادت

حاصل کر رہا ہے۔ اس نورانی ہستی کا ظہور شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ میں ہوا۔  
یہ ایک ایسی بلند پایہ اور گراں قدر ہستی ہے جس کے مدارج حد فہم و ادراک سے ماورا  
ہیں۔ دین حق اور شریعت مطہرہ کی حفاظت جس تہذیبی اور ہمت سے آپ نے  
فرمائی وہ دنیا والے خوب جانتے ہیں۔ اس علاقہ میں بسنے والے ہر مذہب اور  
فرقہ کے لوگوں نے خیر و برکت کا حصہ بقدر استعداد آپ سے پایا۔ آپ کا نظم و  
ضبط، جمال و جلال، مجاہدہ و ریاضت، صبر و استقلال، عادات و اطوار، کردار  
گنتار نشست و برناست، طعام و کلام، خوراک و پوشاک و عطر و نصیحت، تعلیم و  
تلقین، غرضیکہ آپ نے زندگی کے ہر شعبہ میں آقائے نامدار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی عین متابعت میں شب و روز گزارے، میرے والد گرامی فرمایا کرتے  
تھے کہ سچی بات تو یہ ہے کہ شرق پوری سرکار کے مدارج کو کوئی سمجھ ہی نہ سکا۔ گو  
میرا مدعا یہاں سیرت و سوانح بیان کرنا نہیں تاہم تبرک کے طور پر چند باتیں  
والد گرامی کی تحریروں میں سے پیش کرتا ہوں۔ آپ جب پرائمری سکول میں  
پڑھتے تھے تو ہمیشہ دو زانو بیٹھتے تھے بھلا اس کم عمری کے عالم میں آپ کو  
دو زانو بیٹھنا کس نے سکھا دیا ہمارے لئے تو التعمیات میں بھی دو زانو بیٹھنا مشکل اور دو بھر  
سے۔ یقیناً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی تربیت کا اثر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آغاز  
زندگی سے لے کر انجام زندگی تک حضور کی ہر سنت پر دل و جان سے عمل فرمایا۔  
شریعت مطہرہ کی پابندی جس اہتمام و انصرام سے آپ نے فرمائی  
اور پھر اپنے مریدوں سے کرائی اس کی مثال مٹی محال ہے۔ بندہ نے اپنے والد گرامی  
کو زندگی کے آخری ایام تک اپنے پیرومرشد کی ہر ادا کا پابند پایا یاد رکھیں!  
بے ادب کبھی دل نہیں ہو سکتا کیونکہ ولایت کے لیے سنت کی پیروی لازمی ہے  
اور بے ادب اخلاق نبوی سے منحرف ہوتا ہے۔

حضرت میاں صاحب التعمیاتؒ کو نہایت اطمینان اور سکون سے پڑھتے اور اُس وقت عجز و انکساری کی انتہائی حدود میں ہوتے اور فرمایا کرتے تھے، کہ التعمیات میں قربِ خداوندی ہے۔ آپ دنیا میں رہ کر ذیوی علائق سے مبرا تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”نہ دھکی نہ فوجھی طبیعت رہے اچھی“ گو بظاہر کوئی خاص سلسلہ آمدنی نہ تھا مگر آپ کا دسترخوان ہمیشہ شاہانہ ہوتا تھا۔ کسی نے دل میں جو چیز بھی کھانے کا ارادہ کیا آپ اس کو وہی چیز مہیا فرما دیتے۔ ان دنوں تعمیرِ مساجد کے لیے ہم لوگ چندے اکٹھے کرتے ہیں اور ان ذرائع میں جائز و ناجائز کی بھی کوئی تمیز نہیں کرتے۔ مگر آپ نے اپنی مسجد پر کوئی مشکوک شے نہیں لگنے دی۔ مقروض کا قرض اپنی جیب سے ادا فرماتے۔ اکثر حاجت مندوں کی حاجت روانی اپنی جیبِ خاص سے فرماتے۔ آپ نے بوقتِ حلت اپنے بے حد عزیز اور محترم بھائی حضرت قبلہ ثانی لاثانیؒ کو فرمایا، گھبرانا نہیں مہمانوں کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔ انشاء اللہ تمہیں کسی بات کی کمی نہ رہے گی۔ حضرت قبلہ ثانی لاثانیؒ نے زندگی بھر آپ کی اس دصیت پر بھرپور عمل فرمایا اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کے ہاں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔

بقول شاعر

دنیا میں تو ایسا ہو رہ جوں مرغابی شاگرد میں  
نام پیا کا ایسے جینا جوں چٹ ناری گاگر میں

صحیح مرد میدان وہ ہے جو گھر میں دنیا دار معلوم ہو تو مسجد میں اہل دین کا سردار  
دنیا کا ہر کام کرے مگر دین کا ہر وقت دھیان رکھے، بقول کسے ”ہتھ کاروتے  
دل یاروتے، تارک دنیا کمزور اور تارک دین نعمت ایمان سے محروم ہے۔  
جناب مولوی برکت علیؒ امام و خطیب مڑھ بھنگواں جن پر اعلیٰ حضرت بے حد راضی

سے التعمیات کی کچھ تشریح صفحہ نمبر ۲۰۴ پر ملاحظہ ہو۔ سہ پانی سہ دھیان تو ہے اور تہ کھڑا

تھے، انہوں نے کیا خوب فرمایا ہے :-

ط۔ طرز تیری سوہنی ایسہ جی اُتوں وچوں لوکاں دُنیا دار ہووے  
اے پر ہووے چھری محبوب دی پھری بوئی اندر دارتے وار ہووے  
سینہ پہچھ پہچھ کباب ہووے ہتھ دینج دنیا والی کار ہووے  
برکت کپہہ پرواہ اوہوں جسدا ایسہ جیسا سٹا ہو کار ہووے  
مرید صادق الاعتقاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ کی اولاد، ازواج احباب، برادر  
اور قرابت دار کا بے حد احترام کرے۔ جب تک آداب کی رعایت نہ کرے  
گافیض اور رحمتِ الہی سے محروم رہے گا۔ ۵

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم گشت از فضلِ رب  
ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں بے ادب اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہتا ہے  
شرق پوری سرکار کو کتاب و سنت کے احیاء کا بے حد خیال تھا۔ اللہ کے  
دین کی اشاعت اور سنتِ نبوی کے احیاء کے لیے آپ نے اپنے نامین مقرر فرمائے  
ہوئے تھے اور ان کے ذمے تبلیغِ دین کا کام لگایا ہوا تھا۔ اس غلام و فقیر کے پروردگار  
کرماں والی سرکار نے دین کی جو خدمت پہلے کرماں والا (ضلع فیروز پور) اور پھر کرمانوالا  
نزد اوکاڑہ ضلع ساہیوال میں کی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کی ذاتِ گرامی  
منظہرِ جمال تھی۔ ہر لمحہ میٹھی میٹھی مسکراہٹ آپ کے چہرہ مبارک پر آنے والے کا  
استقبال فرماتی۔ دکھی دلوں والے غم زدہ پریشان حال جو شخص بھی آپ کے پاس آ  
گیا وہ شاداں و فرحاں واپس لوٹا۔ اب آپ کے صاحبزادگان اسی سلسلے کو قائم و  
دائم فرمائے ہوئے ہیں اور اشاعتِ دین میں ہمدن مصروف ہیں۔ مجسمہ نور  
حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحبِ منظہر جلال کیلیاں والی سرکار کو تحصیل حافظ آباد

۱۔ جناب شاہ فیروز پوری سرکار  
۲۔ ہم خدا سے ادب بڑنے کی توفیق چاہتے ہیں۔ بے ادب اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔

ضلع گوبرانوالہ کا علاقہ سوزپا گیا تھا۔ آپ نے کہاں مستعدی سے اپنے علاقے میں  
 دین کی خدمت فرمائی۔ اب آپ کے صاحبزادگان کمال ہمت اور استقلال سے  
 دینی فرائض کی بجا آوری فرما رہے ہیں۔ ضلع سرگودھا کا علاقہ فاضل اجل حضرت  
 صاحبزادہ حافظ محمد عمر صاحب پیر بلوچی کو تفویض فرمایا تھا۔ یہ علاقہ قبضہ حضرت ممدوح  
 کے فیضان کا منون ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک انشا اللہ العزیز جاری رہے گا۔  
 حضرت زیند میاں رحمت علی گھنگ ضلع لاہور والی سرکار کو "ملجے" کا علاقہ سپرد کیا  
 گیا جہاں آپ نے توجہ باطنی سے چوروں اور ڈاکوؤں کی اصلاح فرمائی اور اپنے  
 پیروں کا نشان خوب باری رکھا اور یہ سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں رہتی دنیا  
 تک پختا رہے گا۔ علی بد القیاس اور جی بے شہر زمانہ ہستیاں دیگر جگہوں پر پاموش  
 قبائلیہ فرمایا کرتے تھے انہوں نے پورے سرکار انڈیا میں یہ  
 شعر پڑھتے تھے:

عالم حافظ و زاہد و صوفی      ایں جملہ شدی لے مسلمان شدی

کتاب و سنت سے زبرد تقویٰ کا علم حاصل کرنا اور چیز ہے اور اسی چیز کو کسی  
 عارف کامل کی صحبت اور فرماں برداری سے اخذ کرنا اور بات ہے صورت اول  
 صرف قال ہی قال ہے جب کہ دوسری صورت میں قال و حال دونوں ہیں۔ آپ  
 کے سامنے کسی ایک ایسے عالم ہوں گے جو شریعت کے تمام اوصاف و لواہی کا علم تو  
 رکھتے ہیں مگر ذائل نفسانی یعنی غصہ، حسد، لالچ، غرور، حرص، شہوت، ریا، بخل  
 تکبر و عجب وغیرہ سے شاید محفوظ ہوں۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ عارف  
 کامل کی صحبت کے بغیر صرف رسمی عبادت سے تصفیہ اور تزکیہ حاصل کیلا سکتا ہے  
 تو وہ سراسر کاذب و فریب خوردہ ہے۔ اس کے برعکس ایسے نسبتاً کم علم بندگان خدا  
 بھی ہیں جو صرف اپنے شیخ کامل ہی کی تربیت سے مذکورہ بالا تمام ذائل نفسانی

تانیفقتہ پر تو مردِ نظر  
از وجود خویش کے یابی خبر  
پس نکشد نفس را جز ظلِ پیر  
دامن اس نفس کس است گمراہ  
یہ مسئلہ امر ہے کہ فیضِ باطن اور قربِ خداوندی کے حصول کے لیے کسی  
رہبرِ کامل کی رہبری اور رہنمائی لازمی اور لازمی ہے ورنہ ذوقِ عرفان سے یکسر خالی رہی  
عبادت نام نہ آسکے گی۔ روحانی امراض کے لیے روحانی طبیب یعنی ولی اللہ کی  
ضرورت کو کسی طور بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر صرف کتاب اللہ اور سنت صحیحہ  
کا علم ہی فلاح اور اصلاح کا موجب ہوتا تو تمام علمائے دین عارفانِ کامل بن گئے ہوتے  
مگر ایسا نہیں ہے۔ انجینئرنگ یا میڈیکل کالج کے طالب علم کے لیے کتابی علم یعنی  
تھیوری (THEORY) جس کے معنی قیاس، کلیہ اور اصول ہیں کے علاوہ پریکٹیکل  
(PRACTICAL) یعنی عملی کام سیکھنا لازمی ہے۔ اگر کوئی طالب علم محض کتابیں ہی پڑھتا  
رہے تو وہ کبھی ماہر ڈاکٹر یا سرجن یا ماہر انجینئر نہیں بن سکتا۔ بعینہ محض کتابی عالم اس وقت  
تک مردِ کامل نہیں بن سکتا جب تک وہ استادانِ طریقت و مشائخِ کامل کی صحبت  
میں رہ کر عملی (پریکٹیکل) تربیت حاصل نہیں کر لیتا۔

پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ مشرقِ پوری سرکار نے مختلف علاقوں میں بڑے بڑے  
نامین مقرر فرمائے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے علاوہ آپ کے بے شمار غلام اور فقیر اکثر  
دیہاتوں میں بھی مامور تھے۔ ان غلاموں اور فقیروں نے بھی اپنے پیرِ مرشد کی تعلیم کو بے حد  
فروغ دیا اور آپ کے فیس کو جاری و ساری رکھا۔ آپ ان نامین اور غلاموں کا ماہرہ  
بھی فرماتے رہتے۔ کسی کی غفلت پر تنبیہ بھی فرماتے۔ جب آپ کو پتہ چلتا کہ وہاں  
نے دین کی خوب خدمت کی ہے تو آپ خوش ہوتے اور آپ کی یہی خوشی غلاموں  
کے دلوں میں اس قدر ذاتِ نقش کرنے کا باعث بنی۔ آپ کے غلام جو مقرر کردہ ٹھکانوں

میں جب تک کسی ولی اللہ کی نظر تھی پر نہ پڑے تو تھے اپنے آپ کے لیے اور کوئی شخص بھی  
نظر کو چھو کی توجہ کے اندر مار نہیں سکتا۔

کو چھوڑ گئے وہ بالآخر کہیں کے بھی نہ رہے دین ملا اور نہ ہی دنیا۔ انہی غلاموں اور فقیروں میں میرے والد ماجد بھی تھے جن کو حکم ہوا کہ چک نمبر ۱ میں ڈیرہ لگاؤ دین اور دنیا کی خدمت کرو نمازیوں کی تعداد بڑھاؤ۔ بچوں کو قرآن پاک پڑھاؤ اللہ کریم مہربانی فرمائے گا۔ والد ماجد مدرس تھے جتنے بچے سکول میں پڑھتے اس سے کہیں زیادہ صبح مسجد میں حاضر ہوتی۔ آپ کی توجہ خصوصی سے ہر طرح سے عزت و احترام نصیب تھا دینی تعلیم کا یہ سلسلہ چون (۱۹۴۰) سال آٹھ ماہ تک جاری و ساری رہا۔ والد گرامی نہایت ہی بااستقامت شخصیت تھے کسی کی کیا مجال تھی کہ کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتا۔ اللہ کی رحمتیں بھی ان ہی لوگوں پر نازل ہوتی ہیں جو اس کی راہ میں صبر اور استقامت کے دامن کو نہیں چھوڑتے۔

سورہ السجده میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس پر ڈٹ گئے۔ ان پر وقت نزع فرشتے آریں گے اور کہیں گے زخوف کرو (آنے والے واقعات کا) اور نہ غمناک ہو (ان کے بارے میں جو بیچھے چھوڑ آئے ہو) اور بہشت ملنے کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے (اسی لئے اولیاء اللہ کا رعب و جلال ہوتا ہے) اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق اور سفارشی ہیں اور وہاں بہشت میں جس نعمت کے حصول کے لئے تمہارا جی چاہے گا وہی تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہوگی یہ نختے والے رحمان کی طرف سے مہمانی ہوگی یہ

یہ قبلہ والد ماجد ہی کی ہمت اور اپنے مرشد سے والہانہ عقیدت تھی کہ ۱۶، ۱۷ میل پیدل سفر کر کے آپ کی اقتدا میں نماز جمعہ پڑھنا پھر پیدل ہی واپس آنا اور پھر سونے سے قبل آپ کے ارشادات و فرمودات کو قلب بند کرنا کس قدر ہمت

کا کام تھا اس وقت والد ماجد کی عمر تقریباً ۲۶، ۲۷ سال تھی وہ تو پھر بھی جوانی کا عالم تھا مگر ۷۵، ۷۶ سال کی عمر میں بھی اتنی ہمت اور عشق مرشد تھا کہ جب طبیعت اداس ہوتی۔ اسی لمحہ شہر قیور شریف کی طرف پیدل ہی چل پڑتے۔ شہر کے اندر نہ جاتے سیدھا روضہ مبارک پر جاتے اور وہیں سے سیدھا گھر واپس لوٹتے۔ پیدل چلنے میں حکمت یہ تھی کہ آپ اکثر اپنے مریدوں سے پوچھتے کہ کیسے آئے ہو۔ ان دنوں سائیکل کی سواری عام تھی اگر کوئی کہتا کہ سائیکل پر آیا ہوں تو فرماتے ”دو پہنچی“ کی بجائے پیدل چلنا بہتر ہے۔ پیدل چل کر آنے والوں پر آپ خوش ہوتے اگر والد محترم آپ کے ارشادات کو محفوظ نہ فرماتے تو آج یہ انمول تحفہ ہم تک کبھی نہ پہنچ سکتا۔ اللہ تعالیٰ والد محترم کی اس کوشش کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مقبول و منظور فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

یا اللہ ! بندہ عاصی کی اس کوشش کو بھی قبول فرما۔

## رباعی

من بندہ عاصم رضائے تو کجا است	تاریک لم نور ضیائے تو کجا است
مارا تو بہشت گر بطاعت بدیہے	آن بیع بود لطف عطائے تو کجا است
ترجمہ میں گناہگار ہوں تیری رضا کہاں ہے	میرادل سیاہ ہے تیری روشنی کا نور کہاں ہے
ہم کو اگر بہشت طاعت کے بدلے تو دیوے	تو یہ بیع ہے تیری مہربانی اور بخشش کہاں ہے

میاں محمد سعید شاد

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## دیباچہ طبع ثانی

”خطبات شیربانی“ کے پہلے ایڈیشن کی ایک ہزار کاپیاں شائع ہو کر ۱۹۸۰ء میں بازار میں آگئی تھیں۔ خیال ہی نہیں بلکہ یقین تھا کہ آستانہ عالیہ شرق پورا و خلفائے کرام کے آستانوں کے لاکھوں پروانے اس نایاب کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لے لیں گے۔ مگر اس ضمن میں کافی مایوسی ہوئی میرا خیال تھا کہ دوسرے ایڈیشن میں کچھ ترامیم و اضافہ کروں گا فارسی اشعار کا ترجمہ کروں گا اور بعض صوفیانہ اصطلاحات کی تشریح کروں گا مگر پہلا ایڈیشن ختم ہونے کو ہی نہ آتا تھا۔ آخر میں نے خود کمر ہمت باندھی اور سکولوں اور کالجوں کی طرف رجوع کیا تو تب جا کر کہیں پہلا ایڈیشن ختم ہوا اب دوسرا ایڈیشن لیکر حاضر خدمت ہو رہا ہوں اسی امید پر کہ اب کی بار شرق پوری آستانہ کے دیوانے مایوس نہ کریں گے۔ یاد رکھیں نثر شرق پوری آستانوں سے اب تنگی رکھنے والے جو آج مالدار اور صاحب حیثیت ہیں یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت کی مہربانیوں اور نوازشات کے طفیل ہے پھر اس میں نخل پیمانہ یعنی دارالعلوم دیوبند اعلیٰٰ تعالیٰ آبت کے مریدوں میں سے ایسی ایسی صحابہ حیثیت بستیاں موجود ہیں جو ایک ہزار کتاب تو لیا لئی بہار ایسی کتابیں خرید کر آبت کے بیلیوں میں منت لقسیر کرتی ہیں۔

میں خودی جانتا ہوں یہ کتاب علم احفظت کے تمام مضامین، ارشادات اور فرمودات کا پوری طرح سے احاطہ نہیں کر سکتی تاہم میں اس کتاب کو پیش کرنے کی جرات صرف اس لئے کر رہا ہوں کہ شاید کسی ایک انسان ہی کو اس کے مضامین سے فائدہ پہنچ جائے۔ اللہ تبارک تعالیٰ سے یہ تفرع والتجاریہ دعا ہے کہ وہ میری اس

ناچیز محنت و کوشش کو اپنے دربار میں قبول فرما کر اس کا ثواب میرے والد ماجد حضرت  
میاں خدانخش مرحوم (المتوفی ۷ صفر المنظر ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء) کے  
نامہ اعمال میں ثبت فرمائے۔

بعض دوستوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کتاب مفت میں ہاتھ لگ جائے تو کچھ  
ورق گردانی کر لی جائے یہ پر لے درجے کی کنجوسی اور نجیلی ہے وہ کیا جانیں کہ تالیف و  
تصنیف کس قدر مشکل کام ہے ایک مسئلہ کی تحقیق، ایک نکتہ کی وضاحت کے لیے  
ہو تو دوسرا مسئلہ نکل آتا ہے اور اس طرح سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے انسان  
غور و فکر میں ڈوبا ہی رہتا ہے۔ مجھے "پاس انفاس ارہ" کا پتہ نہ چلتا تھا کئی کتابوں  
کے مطالعہ کے بعد یہ مشکل آسان ہوئی۔ اس کی تشریح مناسب جگہ  
اب آپ بھی پڑھ سکیں گے۔ "پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت" کے عنوان سے جو مضمون  
اس کتاب میں پہلے سے موجود ہے اسے ضرور پڑھنا چاہیے۔

میرے والد گرامی کے سینکڑوں ایسے خطوط میرے پاس ہیں جن میں چند و نصائح  
ہیں۔ اسرار و حکمت کی باتیں ہیں۔ اگر بلیوں نے اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لے لیا تو  
میں بھی انشاء اللہ ان خطوط کا مجموعہ "کتاب کریم" کے عنوان سے جلد ہی ہی شائع کر دوں گا  
اس ایڈیشن میں فارسی اشعار کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اسماء الحسنیٰ کی مختصر تشریح کی  
گئی ہے اسماء الحسنیٰ اور حروف ابجد کی عددی قیمت کے چارٹس دیئے گئے ہیں  
پاس انفاس ارہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ شجرہ طیبہ شائع کردہ حضرت ثانی۔ ثانی  
حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اضافہ کر دیا ہے تاکہ تمام بلی اس سے مستفید  
ہو سکیں۔ ہر دو تیننا مجھے ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔

آخر میں بارگاہ رب العزت میں بعد عجز و نیاز دست بستہ التجا ہے کہ

توغنی از ہر دو عالم من فقیر - روز محشر عذر ہائے من پذیر

گر تو بینی حسابم ناگزیر - از نگاہ مصطفیٰ پہنہاں بگیر۔

میاں محمد سعید شاد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## دیباچہ تیسرا ایڈیشن

دوسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں بندہ نے متوسلین آستانہ عالیہ شرق پور شریف اور خلفائے کرام کے آستانوں کے متوسلین سے شکوہ کیا تھا کہ خطبات تیسرے بانی رحیمیسی نایاب کتاب پورے جوش و خروش سے خریدی نہیں جاتی۔ الحمد للہ دوسرے ایڈیشن کی پانچ صد کتب اب کی بار ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں۔ مولف اس جوصلہ افزائی کے باعث اب تیسرے ایڈیشن کی ایک ہزار جلدیں چھپوا کر اعلیٰ حضرت قیدہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر پیش کر رہا ہے امید ہے کہ انشاء العزیز یہ ایڈیشن بھی اگلے سال کے عرس مبارک سے پہلے پہلے آپ سے سعادت مندوں کے ہاتھوں تک پہنچ جائے گا اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ چوتھا ایڈیشن پیش کیا جائے گا پچھلے دو ایڈیشنوں میں اعلیٰ حضرت قیدہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی مختصراً دیئے گئے تھے میں اس کمی کو شدت سے محسوس کرتا تھا اور موجودہ دور اور آنے والے دور کے نوجوانوں کو تشریحی سرکار کے مفصل حالات زندگی بتانا ضروری سمجھتا تھا لہذا اس ایڈیشن میں اس کمی کو کسی حد تک دور کر دیا گیا ہے۔

بعض بیلیوں نے کئی اغلاط کی طرف نشاندہی فرمائی تھی ان کو بھی درست کر دیا گیا ہے میں ان کا بے حد ممنون ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی یہ عمل جاری رکھیں گے میرے عزیز اور نہربان جناب قدر آفاقی صاحب نے جو حضرت قیدہ میاں غلام اللہ ثانی لائانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں میں سے ہیں اور پنجابی زبان میں لکھی گئی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صدر پاکستان کی طرف سے انعام یافتہ ہیں خطبات تیسرے بانی رحیمیسی کے لئے دو تحفے دیئے ہیں جو اس ایڈیشن میں زینت کتاب بنائے گئے ہیں۔ "ماہ شرق پور" اور

”فضل یاری تعالیٰ“ پڑھ کر مستفیض ہوں نیز قارئین کرام سے استدعا ہے کہ پنجابی زبان میں لکھی گئی مذکورہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ ایک جامع مستند اور منقرد کتاب ہے اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔ مدینہ کراچی مارٹ ۱۱/۵ ملتان روڈ موڑ سمن آباد لاہور سے رجوع فرمائیں۔

بادشاہ! جرم مارا در گزار	ماکتہ کاریم تو آمرزگار
تو نکو کاری و ما بد کردہ ایلم	جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایلم
بردر آمد بندہ بگر۔ بختہ	آبروئے خود ز عصبیاں ریختہ
مغفرت داریم از لطف تو	ازاں کہ خود فرمودہ لا تقنطو
مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو	سشی اللہ از جمال روئے تو
دست بکشا از جانب زنبیل ما	آفریں بر ہمت و بازوئے تو
اے کریمے کہ از خزائنہ غیب	گبر و ترسا و ظیفہ خورداری
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ بادشمنان نظر داری

میاں محمد سعید شاد

جمعۃ المبارک ۲۲ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ

۱۶ اکتوبر ۱۹۸۶ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد اول

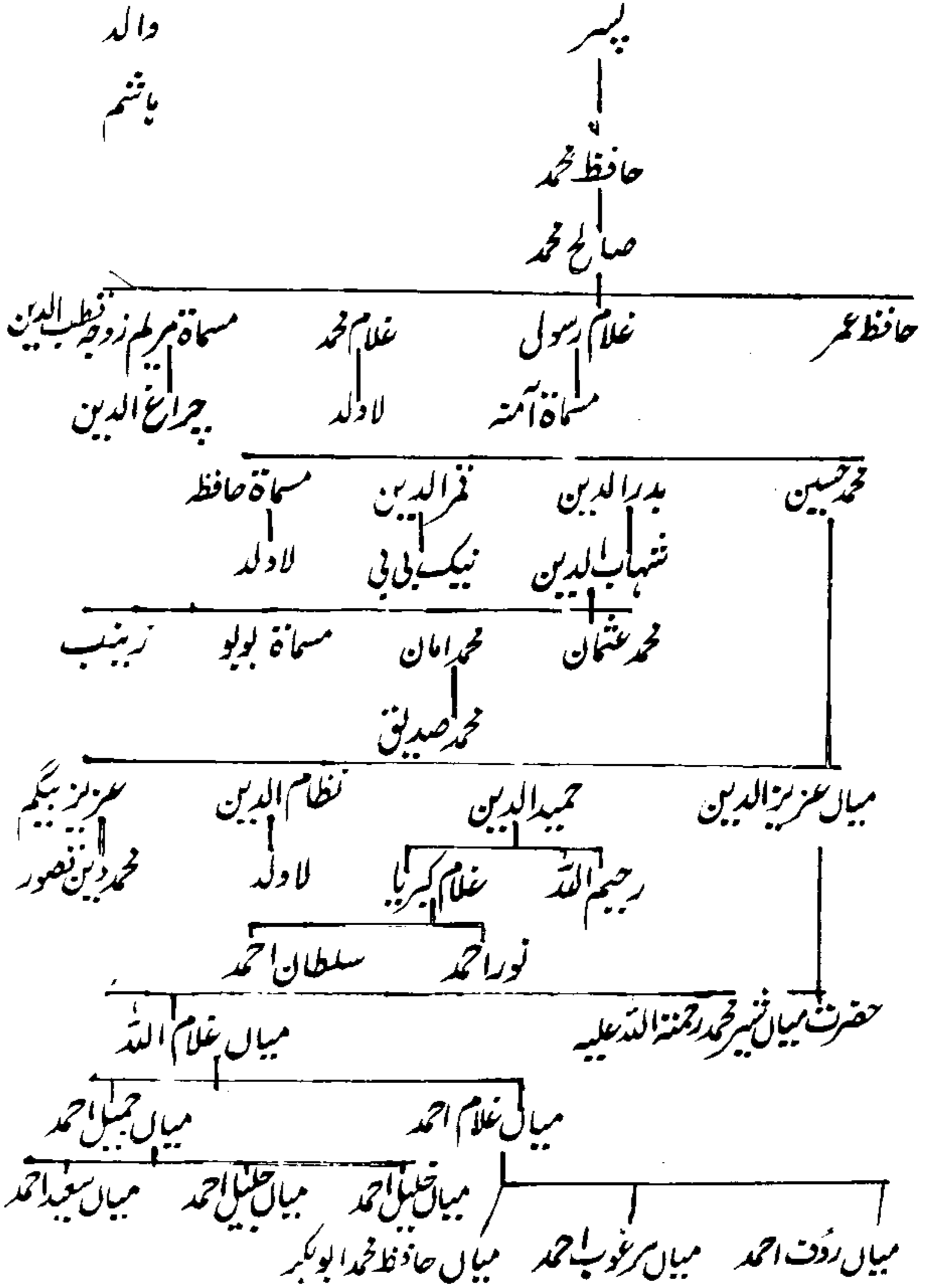
# فضل باری تعالیٰ

سب سے فضل خداوند قدوس و اظہر مرے پیشوا کا گھرا نام ہے روشن  
یہ میں فیض شہر محمد کے جلو سے ہے نور علی نور گلشن کا گلشن  
جو آتے ہیں پست سونے شرق پور، ہو کے سیرا تے وہ ٹکٹے ٹکٹے  
زمانے میں یوں پھیلتے جا بے ہیں نہیں اُن پہ گویا رکاوٹ نہ قدغن  
خدا کا رم ہے حق کی نظر اور صدیق و سلمان کی خوش عطائی؛  
وہ نقشبنداں معطر مہکتے مہکتے ہیں رُوحوں کے آنگن؛  
پلاتے ہیں وہ چھپے چھپے سے ایسی کمر سالک بلندی پکڑتا ہی جائے  
اور اُن مانہ بھی آنکھیں بچھاوے پکڑ لیں قدم پھیر بھی دوست دشمن  
در شرق پور ہے کھلا آؤ لوگو یہاں فیض بتا ہے جیسے ادب سے  
ادب سے بڑھو سوتے فیض مسلسل بھر و فضل باری سے سب اپنے دامن  
ابھی بچی سر نقشبنداں بچی محب ددو شیر محمد  
غلام اللہ ثانی کا لاثانی نگر ہے حشر تک یونہی جاری من و عن  
قدر پر بھی نظر عنایت ہو آقا، پلا دو کرم کی نظر سے پلا دو؛  
عطا ہو دوامی بہاؤں کی دنیا، جہاں بچہ میں ہو منفرد اپنا گلشن؛

○ از حقیر فقیر: قدر آفاق عنی عنہ

۱۔ حضرت میاں غلام اللہ ثانی رضی اللہ عنہما نے جو کچھ دستِ شفقتِ حق پرست پرہیزگار کا شرف اس  
ناچیز کے ذریعے سے لیا ہے، اللہ تعالیٰ کو شکر ہے۔ ۲۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میری طرف سے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کا شرف ہے۔

# شجرہ نسبی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شریقی



# بارگاہِ ربوبیت میں دعا

(صاحبزادہ محمد عبد رحمتہ اللہ علیہ پرہیز شریف)

ذکر تیرے سے رہے معمور میری گفتگو  
 تاکہ میں سب بھول جاؤں جو کہ ہے تیرے سوا  
 اور تیرے ماسوا ہرگز نہ ہو مجھ کو مزین  
 شکر تیری نعمتوں کا میں ادا کرتا رہوں  
 پھر تجلی طوہ کی ہر دم رہے اس پر سدا  
 تانائے قلب لذت اٹھاؤں اک عجیب  
 جسم پر لرزہ رہے اور دل میں تیرا ڈر رہے  
 بے نیازی تیری کا کھسکا رہے اسے بے نیاز  
 میں مٹوں سارے کا سارا اور مٹ جائے بھی نام  
 کچھ نہ ہو کھسکا کہ میرا کوئی ہے فرزند و زن  
 لیک ظاہر میں رہے تیری شریعت کا لباس  
 ہر نفس پر میں کہوں یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ  
 اور حجاب اٹھ جائے سارا اس رخ پر نور سے

دبدم تیرا تصور ہی رہے اور جستجو  
 کر محبت ذاتِ اقدس کی مجھے یارب عطاء  
 نیک و بد اختیار کی اٹھ جانے بھی مجھ سے تیز  
 یا الہی میں تیری حمد و ثنا کرتا رہوں  
 آنکھ میری بند ہو اور قلب ہو میرا کھلا!  
 موت سے پہلے ہی مرنا مجھ کو ہو جائے نصیب  
 خوف تیرے سے ہمیشہ چشم میری تر رہے!  
 ساتھ ہی دعویٰ محبت کا رہے باعز و ناز  
 مطلع الانوار سینہ میرا ہو جائے تمام  
 قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ کی ہو جھلک تو نکلن  
 وصل تیرا ہو میسر تے بکیف بے قیاس  
 سنت خیر الورا کی بھی ملے مجھ کو لورا!  
 آنکھ میری دیکھ لے پھر نور اس محبوب کے

یہ حقیقت دیکھ کر پھر ہو حقیقت کل عمال  
جن کے کہنے سے لہز جگے زبان ناتواں

موت گرا جائے آسانی سے ہو میرا گذر  
یہیے کوئی پل سے گزے یا کہ راہ سے بے نظر  
ہاں مسلمان ہو کے جاؤں اس جہاں سے اے خدا  
بنا بنگان خاص میں پھر رکھو پھر مجھ کو اسے شہا

عصمت و عفت تھی کی بھی ملے مجھ کو روا  
کیونکر یہ بدکارا بتو ہے بہت رسوا ہوا  
نفس اتارہ پہ قابو دے تو اے قادر کریم  
تیری رحمت کے سوا چارہ نہیں اب تو رحیم  
اک گھڑی یا اس سے کم بھی مجھ کو اپنے پر نہ چھوڑ  
یا ابھی بجز عصیاں ہیں مری کشتی نہ توڑ  
ماں سے بڑھ کر تو ہو اور ہو باپ بڑھ کر بھی تو  
یار و مولس میرا تو ہو اور سب کچھ تو ہی تو  
رات دن تیرا تخیل ہی رہے مجھ کو ہدام  
اک گھڑی بھی آنے نہ مجھ کو سو تیرے آرام  
تو بھی میرا ہو ہے اور میں بھی تیرا ہو رہوں  
تیرے کانوں سنوں گریں سنوں اے کردگار  
تیری ہی آنکھوں سے دیکھوں گریں دیکھوں بار بار

کچھ ارادہ ہو نہ میرا اگر ارادہ میں کروں

جو ارادہ تو کرے وہ پھر ارادہ میں کروں



# نعت شریف

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابّر - کلیر شریف

امروز شاہ شاہاں مہاں شدہ است مارا  
 جبریلؑ با ملائک درباں شدہ است مارا  
 در محفل گدایاں مُرسل کجا بگنجد  
 بے برگ و بے نوا می ساماں شدہ است مارا  
 در جلوہ گاہ وحدت کثرت کجا بگنجد  
 ہزار عالم یکساں شدہ است مارا  
 ماخانہ جہاں را بسیار سیر کردیم  
 اے شیخ بت پرستی ایماں شدہ است مارا  
 احمد بہشت و دوزخ بر عاشقاں حرام است  
 ہر دم رضائے جاناں رضواں شدہ است مارا

© مہدی حسن خوشنویس کریمہ اراکتابت چوک منی لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حالاتِ زندگی

شیربانی اعلیٰ حضرت میاں شہر محمد ثمر قنویری رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ از بیاض میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ "حزنیہ معرفت" و شیربانی (مولفہ

محمد امین مرحوم ثمر قنویری، مولفہ صوفی محمد ابراہیم مرحوم قنویری)

قبل از ولادت اعلیٰ حضرت میاں صاحب کی ولادت کی تو ثمر قنویری آپ کے جد اعلیٰ

کو کابل کے ایک بزرگ نے ایک صدی پہلے دی تھی اور حضرت قبلہ کا نام بھی تجویز فرمایا

تھا۔ آپ کے تانا حضرت قبلہ مولانا غلام رسول صاحب کا سر زمین ثمر قنویری کو مسکن بنانے

کے بعد "بوتے دوست آمد" کے مصداق امیر طریقت حضرت بابا امیر الدین حضرت قبلہ

میاں صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے ترقی پور میں تشریف لائے اور فرماتے کہ ہمیں

حق سبحانہ تعالیٰ نے کشف سے بتایا ہے کہ اس شہر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شیر پیدا

ہوگا۔ حضرت بابا صاحب سال بسال یہاں تشریف لاتے اور دیار محبوب کی سیر کرتے۔

کہتے ہیں حضرت قبلہ شیربانی کی ولادت سے بہت سال پہلے ایک مجذوب بھی

حضرت قبلہ کے مولد پاک اردگرد چکر لگایا کرتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے "اس محلہ میں ایک

مقبول بارگاہ ربّ العالی پیدا ہوگا۔ میں اس کی بوتے مست سے روح کو مسرور اور

دل و دماغ کو تازہ کرتا ہوں۔"

کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت سیر بلوی علیہ الرحمۃ سے پوچھا "حضرت صاحب مستقل

میں کوئی ولی اللہ اور بھی پیدا ہوگا؟ آپ نے فرمایا "ہاں! ثمر قنویری تشریف میں پیدا ہوگا۔"

ولادت | بالآخر آپ ۲۰ جون ۱۸۶۳ء بمطابق ۲۸۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے

سات روز بعد آپ کا نام نامی اسم گرامی شیر محمد رکھا گیا آپ کی صحیح تاریخ پیدائش کسی کتاب یا کسی اور ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکی۔ تاریخ وفات سے (۵۷ سال ۲ ماہ) منہا کریں تو قریباً ۲ جون ۱۸۶۳ء نکلتی ہے واللہ واعلم حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کی بڑی ہمیشہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب ”شیر بانی“ پیدا ہوئے تو گھر بھر میں عجیب کیفیت پائی جاتی تھی ایسا معلوم ہوا کہ آسمان سے ایک تخت اترتا ہے فرشتے میرے بھائی کو اس پر بٹھا کر اوپر سے گئے ہیں اور جب واپس لے کر آئے تو گویا یہ تھا ہی لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں۔“ حضرت قبلہ میاں صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ تصویر میں ایک بزرگ کی خاتقاہ ہے جس پر نعل پڑھنے کے لئے اکثر مستورات جایا کرتی تھیں۔ میری والدہ محترمہ بھی وہاں نعل پڑھا کرتی تھیں۔ صاحب مزار سے اشارہ ہوا کہ ان کے ہاں ایک صالح لڑکا تولد ہو گا اور نام اس کا شیر محمد رکھنا۔“

ان کی ولادت پر حضرت مولینا غلام رسول صاحبؒ نے جو زندہ تھے حضرت قبلہ کو گود میں لے کر بہت پیار کیا اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی جسے انہوں نے چوسا۔ وہ انہیں سینہ سے لگاتے اور بار بار چومنے۔ حضرت مولینا مولوی غلام رسول صاحبؒ بڑے بابرکت بزرگ تھے۔ حضرت مولینا صاحب حجرہ شاہ مقیم والی سرکار کے مرید تھے اور صاحب کمال تھے۔ عالم باعمل تھے۔ کسی ایک آیتہ مبارکہ کی تلاوت فرماتے تو گھنٹوں تک اس کی تشریح فرماتے اور کبھی مولینا روم کا کوئی شعر پڑھ کر حاصل سیرت فرماتے صاحب کرامت ولی تھے۔ ایک دفعہ تشریح پور تشریف کے ارد گرد طاغون کی دبا پھیل گئی۔ لوگوں نے دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ”بحکم خداوندی دبا یہاں نہیں آئے گی۔ صرف ایک لڑکی مرے گی۔ تقارہ بجادو۔ جہاں تک آواز تقارہ کی پہنچے گی وہاں سے انشاء اللہ آگے دبا نہیں آئے گی۔“ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صرف ایک بندو لڑکی مری۔ اگر کسی کو اثر و چشم

کی شکایت ہوتی تو آپ اپنا لعاب لگا دیتے جس سے شفا ہو جاتی۔ اگر کسی کے مکان میں بھڑ  
ڈیرہ جمالیتے تو آپ چھتہ پکڑ کر پھینکتے مگر کوئی بھڑ ڈنگ نہ مارتی۔ علیٰ هذا القیاس  
آپ کی اور بھی کئی کرامات تھیں جن کو بخوف طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

بچپن میں حضرت مادر زاد ولی تھے کم سنی ہی میں کھیل کود سے بیزار نظر آتے تنہائی  
کو پسند فرماتے۔ عام بچوں کی طرح آپ کو کھیل کود پسند نہ تھی آپ علیحدگی کو پسند  
فرماتے کبھی لڑکوں کو کھیلتے دیکھتے تو فرماتے ہم بھی اپنا کھیل کھیلے گے اور گھر جا کر اسم ذات  
اللہ کو لکھنا شروع کر دیتے۔ آپ اسم ذات اللہ کے بے حد شیدائی تھے اور یہ نام انہیں  
دنیا کی ہر شے سے زیادہ عزیز اور پسند تھا آپ کے دست مبارک سے لکھا ہوا قطعہ اسم  
ذات کا عکس کتاب ہذا کے صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمایا جائے آپ جب سیارہ قرآن مجید  
پڑھتے تو آنسوؤں کی کثرت کی وجہ سے جلد خراب کر دیتے۔ تانا جان کی باز پرس پر سوائے  
سکوت اور رونے کے کچھ جواب نہ دیتے والد بزرگوار کے اصرار پر دنیوی مدرسہ میں صرف  
ابتدائی پانچ درجہ تک تعلیم حاصل کی تھی کہ اسے چھوڑ دیا۔ مسجد میں اپنے چچا میاں حمید الدین  
صاحب سے کلام مجید اور فارسی کی چند درسی کتابیں پڑھیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ کی محبت  
جب موجزن ہوتی تو پانچ چھ سال کی عمر میں ہی قبرستان میں پے جاتے اور جوہ حضرت  
قبلہ کی والدہ ماجدہ دریافت فرمائیں کہ کہاں گئے تھے تو فرماتے: "بزرگوں سے ملنے گیا تھا"  
کبھی کبھی جو شش عشق الہی میں دکتے ہوئے کوٹے پکڑ لیتے اور اتہیں نکلنے لگتے اور کبھی کھولتی  
ہوئی ہنڈیا منہ سے لگا لیتے اور فرماتے یہ چیزیں بھی تو اللہ ہی کی ہیں۔ گھر والے انہیں  
"دیوانہ" سمجھتے! حالانکہ ۴ جنوں کا نام فرد و خرد کا نام جنوں لکھ دیا کس نے! جب ذرا  
جذبہ شوق و محبت کم ہوتا تو دینی تعلیم کے حصول میں لگ جاتے۔ مولانا حمید الدین صاحب  
کے علاوہ حضرت مولانا غلام رسولؒ کے شاگرد رشید حکیم شیر علی صاحب سے بھی حضرت

قبلہ نے تعلیم پائی، آیا و اجداد کی وراثت "خطاطی" خاص طور پر حضرت قبلہؑ کو در شہ میں ملی تھی۔ مدرسہ میں بھی حضرت قبلہؑ کی خوشخطی کی دھوم تھی۔ مدرسہ چھوڑنے کے بعد بھی آپ نے چندے خطاطی کی مشق جاری رکھی۔ اچھے اچھے کاتب حضرت کا خط دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ مگر اس شوق میں بھی حضرت کا مقصود واحد ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کا حصول تھا۔ اللہ پاک کی شان میں کہی گئی حمد و ثنا کی نظمیں نقل کرتے، یا حضور پر نور جناب کے سالتماب صلی اللہ علیہ وسلم جن کے حضرت جان و دل سے والاد شیدا تھے ان کی تعریف میں نعتیہ کلام قلمبند کرتے۔ پھول پتیوں کے نقش و نگار میں حق سبحانہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ رحیل شانہ اور حضور صاحب لولاک سرکار و عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک "حمد صلی اللہ علیہ وسلم" کو بصد شوق لکھتے۔

**نوجوانی** | حضرت قبلہؑ جب بچپن سے نکل کر حد جوانی میں داخل ہوئے، تو ان کے لئے بچپن کی طرح یہ میدان بھی عام لوگوں سے بالکل مختلف تھا۔ پیسے قبرستانوں میں اس لئے جاتے تھے کہ بڑوں سے بیس جلسیں اور خیر و عافیت دریافت کریں "اب قبرستان کی چپ چاپ اور خاموش آبادی میں بیٹھنے اور لیٹنے کو جی چاہتا تھا، حضرت قبلہؑ وہاں جاتے اور ٹون پھوٹی قبروں میں لیٹ جاتے اور انتہائی کیفیت دلذت محسوس کرتے، عشق الہی میں حضرت قبلہؑ کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ کسی کے ہاتھ میں بوتل دیکھتے تو حالت سُکر میں گر پڑتے، کہیں چلتی دیالی دیکھ پاتے تو یہی کیفیت ہو جاتی اور چہ کھڑی کی آواز سن پاتے تو بھی جذب طاری ہو جانا اور گھنٹوں بے ہوش پڑے رہتے اس حالت میں حضرت قبلہؑ کی نظروں میں جلیباں سی کوئدتی تھیں جس پر پڑتیں بے خود بنا دیتیں۔ غرض محبوب حقیقی کی صنایع انہیں کائنات کی ہر چیز اور ہر ذرہ میں نظر آتی اور آپ بے خود ہو جاتے۔

حضرت قبلہؑ شروع ہی شاہ خزیج تھے اجباب نوازی اور غریب پروری میں سب سے

پیش پیش تھے اس لئے ادھار لیتے حضرت قبیلہ کے والد بزرگوار خفا ہوتے اور فرماتے ”  
عجب بات ہے ایک لڑکا ہے وہ بھی شاہ خرچ اور دیوانہ“ کہتے ہیں انہی ایام میں حضرت قبلہ  
کے والد گرامی ایک مرتبہ مندراندھیرے گھوڑے پر سوار ہو کر ملازمت پر جا رہے تھے کہ کسی نے  
صبح کے دھند لگنے میں راستہ روک کر گھوڑے کی باگیں تھام لیں اور فرمایا کہ جس لڑکے کو آپ دیوانہ  
سمجھتے ہیں اور اُسے ناراض ہوتے ہیں وہ ایک دن بہت بلند اقبال ہوگا اور اس کے بڑے چرچے  
ہوں گے اگرچہ آپ نہیں دیکھیں گے حضرت قبلہ والد محترم اس تا ئید غیبی سے حسان کے  
شاندار استقبال سے آگاہ ہوئے تو حضرت قبلہ سے مطمئن ہو گئے۔

جیاداری کا یہ عالم تھا کہ حضرت قبلہ جب گھر سے باہر نکلتے تو چہرہ مبارک پر  
رومال ڈال لیتے۔ اڑوس پڑوس کی عورتیں انہیں دیکھ کر کہتیں ہمارے محلہ میں یہ لڑکا نہیں  
بلکہ لڑکی رہتی ہے جو غیروں سے منہ چھپاتی پھرتی ہے۔

کہتے ہیں کہ چند ہیلیوں کے ہمراہ مسجد کی دو تخت پر تشریف فرما تھے کہ حالت سُکریہ کا ایک  
سائے سے اٹھ کر دھوپ میں لیٹ گئے اور زمانے گئے کہ مولا کریم کی گرمی کا بھی لطف اٹھانا چاہئے  
تھوڑی ہی دیر میں پسینے چھوٹ گئے اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر بوسے۔  
واللہ کریم اب عینہ برسا کر ٹھنڈ فرما دو۔ نہار سے لئے کیا مشکل ہے۔ کہتے ہیں اسی وقت آسمان  
پر ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی حضرت قبلہ روتے تھے اور استغفار پڑھتے  
تھے اور فرماتے تھے ”پتہ نہیں اللہ کریم کو عینہ برسانا منظور تھا کہ نہیں۔ میں نے ایسی خواہش  
کیوں کی؟“ کئی روز حضرت قبیلہ یہی کلمات دہراتے رہے اور اپنی کم بائگی پر آنسو بہاتے رہے۔  
شمسوار حضرت قبلہ کو ابتدا ہی سے گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا اربیل  
سے اربیل جانور کو بھی مطیع فرما لیتے ایک مرتبہ باہر سے برات آئی۔ ان کے پاس ایک منہ زور دار  
سرکش گھوڑی تھی وہ لوگ امتحاناً اُس گھوڑی کو حضرت کے سامنے لائے۔ آپ اس پر سوار ہوئے

تو وہ ہر طرح سے مطیع اور فرماں بردار تھی آپ کے ہر اشارے پر چل رہی تھی۔ تمام برائی حیران ہو گئے

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے چوئیاں سے واپس آنا تھا۔ ایک شخص بڑی منہ زور گھوڑی حضرت قبلہ کی سواری کے لئے آیا۔ حضرت نے اسے چکارا۔ تھکی دی اور سوار ہو گئے۔ سارے سفر میں وہ بڑے آرام سے چلتی رہی اور کوئی سرکشی نہ کی۔ چنانچہ یہی وہ زور شہ سواری تھا کہ حضرت قبلہ کے دو پر و بڑے بڑے سرکش اور موذی انسان آتے مگر گردن ڈال دیتے اور منہ زور جانوروں کی طرح راہ راست پر چلنے لگتے۔

سبحان اللہ!

عائیلی زندگی | حضرت قبلہ کے ہاں دو صاحبزادے ہوئے جو بچپن ہی میں یکے بعد دیگرے چل بسے۔ کہتے ہیں حضرت قبلہ انہیں گود میں لے کر فرماتے تھے کہ تم نے اچھا نہ بننا ہو تو تمہارا مرجانا ہی اچھا ہے۔ حضرت قبلہ نے اپنے ہاتھوں انہیں غسل دیا اور فرمایا کہ کیسے خوبصورت نکل آئے ہیں اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

صاحبزادوں سے بڑی ایک صاحبزادی صاحبہ بھی تھیں جن کا نام حضرت قبلہ نے بکمال عقیدت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے "غلام فاطمہ" رکھا تھا۔ یہ خود تقویٰ اور دینداری میں کامل تھیں۔ حضرت قبلہ؟ کو بھی ان سے بہت محبت تھی۔ بعد شادی صاحبزادی صاحبہ کی کسرال میں بعض وجوہ کی بنا پر بن نہ آئی اور وہ سایہ عاطفت میں چلی آئیں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد حضرت قبلہ نے لنگر کا کام انہیں سونپ دیا تھا۔ اس کے علاوہ جو مستورات گھر میں آئیں انہیں مسائل سے آگاہ اور ہدایت فرماتیں۔ حضرت قبلہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ۳۴ھ ہجری میں ہوا اور نین سال بعد صاحبزادی صاحبہ کا انتقال ۳۳ھ ہجری

ہو گیا۔ کہتے ہیں۔ حیب ان کا دقت آخر قریب ہوا تو حضرت قبلہؑ نے ان سے معرفت کی بہت سی باتیں کیں۔ فرماتے تھے کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں اب میری باری ہے۔

حضرت قبلہؑ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا تو احباب دوسری شادی کے لئے زور دیتے تاکہ فیوض و برکات کا تخرین بصورت نسل آگے چلے اور قائم رہے حضرت قبلہؑ فرماتے اول تو مجھ میں طاقت نہیں رہی اگر یہ ہو تو بھی ہم روحانی بیٹیوں کو نسلی بیٹیوں پر ترجیح دیتے ہیں الغرض بقیہ زندگی تجرد ہی رہے۔

بچپن ہی سے آپؑ بڑی محنت و جانفشانی سے اور اردو **تلاش مرشد اور بیعت** و وظائف میں مشغول اور سخت ریاضت فرماتے تھے کہتے

ہیں یہ درود شریف بکثرت پڑھنے جس کی تعداد روزانہ چھ ہزار سے کم نہ ہوتی۔ اللہم صل علی سیدنا محمد بن النبی الامی و علی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ ذکر نفی اثبات اور پاس انفاس آ رہے ہیں بے حد محنت و جانفشانی فرماتے۔ اب ضرورت مرشد بے حد پیدا ہو چکی تھی۔ حضرت قبلہؑ کے خاندان کے بزرگ حجرہ شاہ مقیمؒ سے روحانی تعلق رکھتے تھے۔ ابتدا میں آپ کی توجہ بھی حجرہ شریف کی طرف مبذول ہوئی غالباً اپنے بزرگوں کی ایما پر آپ حضرت پیر سعادت علی سجادہ نشین حجرہ شاہ مقیمؒ کی خدمت میں حاضر بھی ہوئے۔ ایک ہی نظر میں وہ حضرت کے بلند عزائم سے آگاہ ہوئے اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ کفار آشیاں صاحب باطن مرشد ڈھونڈیں اور انہوں نے عاجزی کا اظہار فرمایا۔ کہتے ہیں حضرت قبلہؑ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اکتالیس بقولے تین صد ساٹھ اولیا کرام نے بیعت کی دعوت دی۔ لیکن میری چند شرائط تھیں جنہیں وہ پورا نہ کر پاتے تھے اس لئے بیعت نہ ہو سکی۔

حضرت بابا امیر الدین اکثر کوٹلہ شریف سے شرقپور آپ کے جدا مجد کے پاس مسجد میں



تشریف لاتے وہاں ٹھہرتے اور چلے جانے کچھ عرصہ بعد پھر لوٹ آتے اس آمد و رفت کا مطلب صاف تھا۔ مگر یہ شاہین بلند پرواز ان ضعیف اور عمر رسیدہ بزرگ کے قابو میں آنے دکھائی نہ دیتے تھے بالآخر اس ضعیف مگر جواں ہمت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی برکات کے ایمن، امیر طریقت نے روحانی تصرف سے ان پر قابو پایا، اور انہوں نے حضرت بابا صاحب کے روبرو گھٹنے ٹیک دیئے !

حضرت بابا صاحب نے بیعت کے بعد جب حضرت قبلہ کو ذکر کی تلقین فرمائی اور خصوصی توجہ سے نواز تو جذب و سکر کی کیفیتیں اُمند آئیں۔ حضرت قبلہ بے خودی میں تڑپتے اور گویا بان چاک کرتے۔ بیقراری کے عالم میں مسجدوں کے دروازوں پر جا کھڑے ہوتے اور اللہ کریم کا نام لے لے آوازیں دیتے اور کبھی جنگل کی طرف نکل جاتے اور جو ملنا اُس سے اللہ رب العزت کا پتہ پوچھتے اور کبھی حالت جذب میں اچھل پھیل پڑتے۔ گاہے جھاڑیوں اور کانٹوں پر جا پڑتے اور بدن لہو لہان ہو جاتا۔ جب ہوش سنبھلتا تو حضرت پیر و مرشد کی خدمت حاضر ہو کر معروض ہوتے کہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ حضرت صاحب پھر جذب و سکر میں کھو جاتے کئی کئی روز اسی حالت میں گذر جاتے، بدن کے کپڑے پھٹ جاتے مسجد کے فرش پر دیوانہ وار لوٹتے۔ اکثر قبرستان کی طرف چلے جاتے اور کسی ٹوٹی پھوٹی قبر میں پھسپ جاتے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے زمین پر چلنا پھرنا اور فضلے سما جاتا سے فارغ ہونا مشکل ہو گیا ہے کیونکہ ہر جگہ کم ذات روشن نظر آتا ہے الغرض آپ پر عجیب و غریب عالم بیقراری طاری تھا اور طرح طرح کی وارداتیں ظاہر ہو رہی تھیں۔

ایک وقت وہ تھا کہ حضرت قبلہ بابا صاحب کے دام میں ان کی پیرسالی کی وجہ سے آنا نہیں چاہتے تھے اور جب اس تجربہ کار اور جہاندیدہ شیخ کامل نے ان پر قابو پایا تو حضرت میاں صاحب ان کے روبرو ہمیشہ مودب و دوزانو بیٹھتے۔ ایک دفعہ حضرت پیر و مرشد کو رخصت

کرنے کے لئے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستے میں کسی وجہ سے حضرت بابا صاحبؒ کو ایک بڑھئی کے مکان میں ٹھہرنا پڑا۔ وہ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اور حضرت قبلہؒ زمین دُونوں بیٹھتے تھے اکثر ان کی سواری کے ساتھ ساتھ پیدل دوڑتے۔ جب حضرت پیر و مرشد تشریف لاتے تو ان کی خوشی کا کچھ ٹھکانا نہ رہتا۔ دل کھول کر خاطر مدارت کرتے۔ بلکہ مقروض ہو جانے کیا مجال جو طبیعت میں ذرہ برابر بھی ملال آیا ہو۔ ان کی آمد کو باعثِ خیر و برکت سمجھتے۔

ایک مرتبہ حضرت بابا صاحبؒ نے چلے پینے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ امید من نہ تھا۔ آپ نے اپنی پگڑی جلا کر چائے تیار کی جب حضرت قبلہؒ اپنے پیر و مرشد کے وطن جاتے تو ہر طرح کی خدمت بجالاتے جھگل سے لکڑیاں جن کر لاتے۔ چکی پیتے اور دیگر امور گھریلو سرانجام دیتے۔ ایک مرتبہ حضرت پیر و مرشد کے پاؤں دبانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ بابا صاحب نے فرمایا۔ ”ہوں۔ ہوں! حضرت قبلہ فرماتے ہیں مجھے اس سعادت کی محرومی سے ایسا معلوم ہوا جیسے دُرخ میں جا پڑا ہوں۔ بالآخر نوبت یاس جا رسید کہ ایک موقع پر حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ ”میرے اور (حضرت) شیر محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے درمیان جو فرق سمجھے گا وہ بے ایمان ہے۔“ نیز لوگوں سے کہا کہ میاں شیر محمد کی فقیری آج کل کی سی نہیں بلکہ ان کا طریقہ سلف صالحین کے مطابق ہے۔

**خلافت** | حضرت قبلہ میاں صاحبؒ نے نہایت قلیل عرصہ میں اشغالِ نقشبندیہ میں کمال حال کر لیا تھا۔ لطائفِ شش گمانہ بھی فتوح ہو گئے سلطان الذکر کی منزل بھی طے کر چکے تھے یقینی اثبات، پاسِ انفاسِ ارہ اور طریقہ یادداشت میں بھی مشاق ہو گئے تھے۔ اتباعِ سنت میں بھی حد درجہ رعایت فرماتے تھے۔ حضرت بابا صاحب نے انہیں معراجِ کمال پر دیکھا تو ایک روز بڑی شفقت اور مہربانی سے عطاِ خلافت کی تحریر ان کے حوالہ کرنا چاہی تو آپ ہاتھ کھینچ کر بولے ”میں خلیفہ بننے کے لئے مرید نہیں ہوا ہوں میرا مقصود بیعت تو معبودِ حقیقی کا بندہ بنانا تھا“

حضرت بابا صاحب نے کچھ عرصہ کے بعد یہ نظریہ دوبارہ دینی چاہی مگر حضرت قبلہ انکار پر اڑے رہے، اسی کشمکش میں اڑھائی سال بیت گئے، حضرت پیر و مرشد "مخدومیت" کی سند پیش کرتے تھے مگر یہ خادمت کے درجہ سے بڑھنا نہیں چاہتے تھے، آخر ایک روز حضرت بابا صاحب نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا: "ہیں آپ کا مرشد ہوں، تعمیل ارشاد لازم ہے، حضرت قبلہ کے لئے اب جائے انکار نہ تھی۔ اجازت نامہ حضرت ممدوح کے ہاتھ سے تمام لیا، اس ذمہ داری کے بوجھ کو ایسا محسوس کرتے گویا کس نے پہاڑ انڈیل دیا ہے۔ لوگ مرید بننے کے لئے جوق در جوق حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے مگر آپ قبول نہ فرماتے اور کہتے ہیں خود کو ہرگز اس منصب کا اہل نہ نہیں پاتا ہوں۔ مگر کیا کروں پیر و مرشد مجبور کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہی ایام میں دوران سفر ایک نوجوان ملا۔ وہ حضرت قبلہ کے پاس کئی بار بیعت کے لئے حاضر ہو چکا تھا۔ مگر حضرت قبلہ نے الطاف نہ فرمایا۔ آخر وہ نوجوان کسی ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا جس نے پہلے تو اسے حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کو سجدہ کرے، پھر اپنے تئیں سجدہ کرنے کو کہا۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری مرحوم مولف "حزینہ معرفت" لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت قبلہ کو یہ واقعہ سنایا اور عرض کی کہ آپ کے انکار سے دنیا شرک میں مبتلا ہو رہی ہے چنانچہ اُس روز کے بعد حضرت قبلہ بیعت کرنے لگے۔

بیعت کے متعلق حضرت قبلہ ارشاد فرماتے ہیں اب یہ ایک رسم رہ گئی ہے۔ بیعت کے معنی ہیں یک جانا۔ اب کون کسی کے ہاتھوں بکت ہے، سب نفس کے تابع ہیں۔

حضرت قبلہ "میانہ قد اور نحیف الجثہ تھے۔ کتابی چہرہ، رنگ گندمی مائل  
**حلیہ مبارک** | گورا، پیشانی چوڑی۔ بینی بلند، ابرو پیوستہ، ڈاڑھی گھنی جس میں کچھ بال سفید اور باقی سیاہ تھے۔ اکہرے جسم کے تھے۔ آنکھیں درمیانہ سیاہی مائل، اکثر سرمہ لگاتے تھے بوجہ کثرت گرہ مینائی پر اثر پڑا تھا مطالعہ کے وقت عموماً عینک لگاتے تھے۔ چہرے پر

تفکرات بغور و تدبر کے اثرات نمایاں رہتے تھے۔ بہت ہی کم ہنستے تھے۔

**لباس** | حضرت قبلہؑ کے لباس میں انتہائی سادگی ہوتی تھی۔ پانچ کالی ٹوپی پر سفید مہمل کی بگڑی باندھتے تھے۔ ڈھیلی آستینوں کا کرتہ اور تہمد ہوتا تھا

جاڑوں میں بگڑی کی واسکت اور بند ہی گلے کا کوٹ پہنتے تھے۔ سردیوں میں جپڑے کے موزے بھی استعمال فرماتے تھے۔ تہمد ٹخنوں سے اونچا باندھتے اور سفید لباس کے دل دادہ تھے۔

قصوری زرد رنگ کی جوتی بڑے نیچے والی استعمال فرماتے تھے۔ سیاہ جوتے سے سخت نفرت تھی۔

**وضع داری** | حضرت قبلہؑ عزیز و اقارب اور دست احباب سے آزادانہ ملتے جلتے

تھے۔ ہاں خلاف شریعت امور کو سخت ناپسند فرماتے اور عزیز و اقارب

سے بگڑ کر چلے آتے۔ رواج کے مطابق احباب کو تحفے متخالف بھی بھیجتے تھے۔ احباب کے ساتھ

خط و کتابت بھی فرماتے۔ آپ بہت پاکیزہ خط تھے۔ جنازے کی نماز میں اکثر شرکت فرماتے متوفی

کے پس ماندگان کے پاس برائے تعزیت اور ماتمہ خواتی بھی جاتے۔ وہاں پہنچ کر سب

سے پہلے ہاتھ اوپر اٹھاتے اور زبان مبارک سے اللہ اکبر لاہ الا للہ وواللہ اکبر

وللہ الحمد پڑھتے پھر سورہ فاتحہ پڑھتے اور متوفی کے لئے دعائے معصرت فرماتے اور

مختصر سی دیر بیٹھ کر چلے آتے۔

**انکساری** | ذاتی شہرت اور تعزیت کو سخت ناپسند فرماتے۔ ملنے والے جب کہتے کہ

زیارت کو آئے ہیں فرماتے۔ ”میں زیارت کے کہاں لائق ہوں“ خدا تعالیٰ

کا ایک ”ناچیز بندہ ہوں“ اس قسم کی باتوں پر آپ خفا ہوتے۔ جب کوئی تعظیم کو اٹھتا تو

ایہی حرکت کو ناپسند فرماتے ملنے والوں سے بلند جگہ پر بیٹھنے سے احتراز فرماتے۔ ساتھیوں

کے ساتھ چلنے وقت آگے نہ بڑھتے بلکہ پیچھے چلنے کو ترجیح دیتے۔ بعض اوقات جاہل آپ

اراض بھی ہو جاتے تو ان کو بڑے نحل سے سمجھاتے اور راہ راست پر لاتے۔ اگر کوئی بہ

بیمار ہو جاتا تو خود اس کی تیمارداری فرماتے۔ کہتے ہیں کہ قصور میں ایک جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک بھنگن کا ٹوکرا اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیا جب کہ وہ مرد کے انتظار میں تھی۔ ایک دفعہ ایک مردہ کتے کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ دیر نگاہِ عبرت سے دیکھتے رہے۔ فرمایا: ”چند روز پہلے تو ہماری طرح چلتا پھرتا تھا آج تیرا یہ حال ہے۔ حالانکہ احباب کو بوجہ بدبو قریب جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔“

**اطوار** | ہمیشہ روزانہ بیٹھتے، کھانے کے وقت ایک زانو پر تشریف فرماتے۔ راستے میں اینٹ یا پتھر یا کسی پھل کا چھلکا پڑا ہوتا تو اُسے ہاتھ سے اٹھا دیتے۔ چلتے ہوئے نظر نیچی رکھتے۔ تیز رفتار سے چلتے تھے۔ چال ڈھال میں بناوٹ ہرگز نہ ہوتی فخر سے دور رہتے اور انکساری اختیار فرماتے۔ جب کوئی چیز خریدتے تو وتر کے لحاظ سے خریدتے مہمانوں کے آگے روٹیاں بھی نہیں تین رکھتے۔ کسی خادم کو اپنی جوتی نہ چھونے دیتے۔ ہر چیز دائیں ہاتھ میں لیتے اور دائیں ہاتھ میں دیتے۔ البتہ روپیہ پیسہ بائیں ہاتھ سے لیتے اور بائیں ہی میں دیتے۔

**طریق دعا** | اکثر بیمار بھی خدمتِ اندس میں برائے دعا حاضر ہوتے۔ تو آپ فرماتے۔ نہ میں حکیم ہوں نہ ڈاکٹر تم یہاں کیوں آئے ہو۔ آخر میں فرماتے میاں موت تو ضرور ہے اس سے تو کسی کو چارہ نہیں۔ دوا بھی کرو۔ میں دعا کروں گا۔ اور فرماتے کہ الحمد شریف میں لبیم اللہ کی میم کو الحمد سے ملا کر سات مرتبہ پانی پر دم کر کے پی لیا کرو اور لوگ کتراپ ہی سے پانی دم کر لے جایا کرتے تھے اور بیمار شفا یاب ہو جاتے۔

**مجاہدہ اور وجد** | تمام رات یارات کا بیشتر حصہ ذکرِ اذکار میں

گذر جاتا۔ دن کا بیشتر حصہ بھی اسی طرح گذرتا۔ بعض اوقات اپنے کپڑے اٹھا کر کسی برہنہ کوٹے دیتے۔ اُن دنوں نعت خوانی بہت سنتے تھے۔ گیا رہیں شاہ محمد غوثؒ جا کر شمولیت کرتے اور بارہویں اپنے ہاں کرتے۔ وجد میں آکر جوش سے جب حالت طاری ہو جاتی اور بعض دفعہ لمبے پٹوٹ جاتے۔ آپ جس آدمی کی طرف نظر کرتے وہ گر پڑتا۔ ایک دفعہ قصور میں ایک دکان پر بیٹھے تھے۔ ایک مولوی صاحب وہاں بیٹھے یہ کہہ رہے تھے کہ وجد وغیرہ کچھ نہیں ہوتا فریب ہی ہوتا ہے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا کہ مولوی کیا کہہ رہا ہے۔ بس وہ وہیں گر کر تڑپنے لگا۔

آپ جب پندرہ سولہ برس کے تھے، بیمار ہوئے۔ والد صاحب نے دو یونانی حکیم اور دو ڈاکٹر بلائے۔ انہوں نے ملاحظہ کر کے راتے دی کہ صاحبزادہ بیمار نہیں ہے، یہ تو عشقِ مولیٰ میں جل گیا ہے۔

از سر بالیں من بر خیز اسے ناواں طبیب

در دمند عشق را دار و بجز دیدار نیست

نماز اور وظائف | آپ پابند نماز اور محافظِ اوقات تھے۔ سنت

رسولؐ کے مطابق سنتیں گھر میں اور فرض مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔ بعد از شاریات چادر پر درود شریف پڑھ کر دعا مانگتے۔ پھر دیر تک مراقبہ فرماتے۔ طالبین کو توجہ فرماتے۔ پھر گھر کی بیٹھک پر تشریف لے جاتے۔ نفل اشراق کبھی گھر پر اور کبھی چھوٹی مسجد میں آکر ادا فرماتے اور لوگوں کو زیارتِ ملاقات سے مشرف فرماتے۔ اگر کسی نے بیعت ہونا تو بیعت کرتے اور اگر کوئی اور حاجت رکھتا تو پوری فرماتے۔ پھر کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ پھر دسترخوان بچایا جاتا۔ آپ ایک طرف بیٹھ جاتے، خاص خاص مرید آپ کے پاس بیٹھے اور لوگ لوگ بیٹھ جاتے۔ آپ سب کے ساتھ مل کر چند لقمے تناول فرماتے

لیکن سب کے پیچھے بس کرتے۔ عمدہ چیز دوسروں کو دے دیتے۔

آپ لوگوں سے علیحدہ نہیں کھاتے تھے۔ امیر و غریب کے کھانے میں کوئی تمیز نہ تھی۔ شہر کے مساکین اندھے اور درویش آکر کھانے جاتے، بعض وہیں بیٹھ کر کھا جاتے۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھلائے جاتے۔ دایاں زانو کھلا رکھا اور بائیں بیٹھا رکھنے کا حکم فرماتے۔ کھانا کھانے کے بعد یہ مسنون دعا پڑھتے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ اور انگلیوں کو خوب چاٹنے کے بعد خواب قیلوٰلہ کے لیے آرام فرماتے۔ صرف گھنٹہ آدھ گھنٹہ آرام فرما کر نماز ظہر کی تیاری فرماتے۔ نماز ظہر اول وقت (ایک مثل سایہ) میں ادا فرماتے۔ بعدہ خطوط ملاحظہ فرماتے اور جواب لکھتے۔ اگر کوئی حاجت مند ہوتا تو حاجت روائی فرماتے۔ بعدہ نماز عصر اپنی مسجد میں اول وقت (دو مثل سایہ) کے بعد ادا فرماتے۔ اُس وقت کی جماعت عموماً آپ خود کرتے۔ فرضوں کے بعد مختصر دعا مانگ کر دیر تک رو بہ قبلہ بیٹھے رہتے، مراقبہ فرماتے۔ اس کے بعد رُوبِشمال فرما مانگتے۔ کوئی ضروری بات ہوتی تو مختصر کرتے۔ پھر بیٹھک میں تشریف لے جاتے۔ خاص خاص لوگ اور ضروری کام والے اُس وقت بھی مل سکتے تھے۔ نماز مغرب کے قریب سب کو مسجد میں بھیج دیتے تھے۔

آپ عین وقت پر مسجد میں پہنچتے۔ مغرب کی نماز عموماً کسی اور کو فرماتے کہ پڑھائے۔ ادائیگی فرض کے بعد مسجد کے اوپر تشریف لے جاتے اور وہاں نماز پوری کرتے اور اوامین نوافل بھی پڑھتے۔ پھر عشاء تک مراقبہ فرماتے۔ توجہ اُس وقت بہت زور سے فرماتے۔ جو بیان سے باہر ہے اور وظائف بھی پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ شَرِيفٌ بھي پڑھتے۔ قصیدہ غوثیہ کا یہ شعر بھی پڑھتے:

كُلُّ وَلِيٍّ لِّهٖ قَدَمٌ وَّ اِيْدٌ  
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرُ الْكَمَلِ

شَيْئًا اِلَّا اللهُ يَا شَيْخَ حَضْرَتِ سُلْطَانِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي  
 الْمَدْدُ لِي نُورِيَا كِزْبِيَا وَوَصْفِيَا ذَاتِ مُعْطَفِيَا صَلِّ عَلَيَّ يَا خَوَاجَا  
 شَاهِ نَقْشِبَنْدِيَا نِقْ فَا رُوْنِيَا وَعُمُرِيَا وَعُثْمَانِيَا وَعَلِيُّ يَا بَشْرُفِيَا رَا - از چہ سار  
 یار مرحبا یا خواجہ نقشبند

اے نقشبند عالم نقش مرابہ بند  
 نقش چناں بہ بند کہ گویند نقشبند

شَيْئًا اِلَّا اللهُ چوں گدائے مستند المدد

خوادم یا خواجہ شاہ نقشبند

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا  
 ناقصاں را پیر کامل کمالاں را رہنما

پھر دعائے مانگتے، اس کے بعد کلمہ شریف پڑھتے ایک دفعہ محمد رسول اللہ کہتے دوسری  
 دفعہ احمد رسول اللہ پھر پہلے کی طرح۔

پھر کھانا عشاء کا آجاتا، آپ کی دعا سے فراغت کے بعد دسترخوان بچھایا جاتا،  
 ہاتھ دھلائے جاتے، لوگ دسترخوان کے گرد اگے و ایک زانو کھلا اور ایک نیچا کر کے  
 بیٹھ جاتے۔ جو خواص ہوتے وہ آپ کے ہمراہ بیٹھتے۔ اگر نیچے مسجد میں کوئی ہوتا تو  
 اُس کو پہلے کھانا بھیجتے۔ تین چار بتیاں بھی آجاتیں، اُن کو دودھ پیالوں میں ڈال  
 کر رکھ دیتے۔ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو مسنونہ دعا مذکور مانگتے۔ دسترخوان  
 اٹھانے سے پہلے کوئی نہیں اٹھتا تھا۔ پھر سب کو فرماتے: چلو نماز پڑھو۔ آپ وہیں  
 اور حجرہ میں جو مسجد سے ملحق تھا، وضو کرتے اور سنتیں پڑھتے، اُس وقت کسی سے کوئی  
 بات نہ کرتے۔ پھر نیچے تشریف لاتے، درود شریف والی چادر کے ایک کونہ کے  
 پاس جو آپ کے لئے خالی رکھا جاتا، دو زانو بیٹھ کر درود شریف پڑھتے،

بانی سب بھی دو زانو بیٹھتے، سب کے سر ڈھکے ہوتے۔ دونوں امور کی



غلات ورزی کرنے والے کو زجر فرماتے۔ بعد فراغت درود شریف یوں دعا مانگتے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَنَبِيِّنَا  
مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا  
إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا  
وَحَبِيبِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ  
عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ  
حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

پھر کبھی یہ درود پڑھتے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَ  
نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَابِقِ كُوْرُهُ وَآخِرِ ظُهُورِهِ وَرَحْمَةِ الْعَالَمِينَ  
وَجُودِهِ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

پھر یہ دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ يَا رَبَّ بِيحَاہِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفَى وَرَسُولِكَ الْمُرْتَضَى  
طَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يَبَاعِدُ عَنْ مَشَاهِدَتِكَ وَ  
مَحَبَّتِكَ وَآمِنْنَا عَلَى السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشُّوقِ إِلَى لِقَائِكَ  
يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ط اور یہ شعر پڑھتے:

خدا یا بدہ شوق ذاتِ رسولؐ بدر و محمدؐ مرا کن متبول  
شب و روز در عشقِ حضرتِ بدار ہمہ عمر در وصلِ احمد گزار  
حیاتی ممانی ہمہ وقتِ ما عطا کن وصالِ مرا مصطفیٰ  
نداریم غیر از تو فریاد رس تونی عاصیاں را خطا بخش و بس  
نگہدار مارا از راہِ خطا خطا در گزار و صواب ہم نہ  
کبھی یہ شعر اس جگہ زیادہ کر لیتے:

۷۳  
 اے خدا صدقہ کبریائی کا      صدقہ اس نورِ مصفائی کا  
 سیدھے رستے چلائیو ہم کو      پیچ و خم سے بچائیو ہم کو  
 جب دم واپس ہو یا اللہ      لپ پہ ہو لا اِلٰهَ اِلَّا اللہ

ظاہر و باطن ہو برائے خدا      چاہیے خدا سے نہ سوائے خدا  
 دیدہ بینا ہو ہر اک موتے تن      محوِ تجلی رہے رُوح و بدن  
 المددِ موتے مرے والی دلی      عطا کیجو مجھ کو طفیلِ نبیؐ  
 جو ہیں سماں اور بھائی مرے      اُمہیں فضل سے بھی تُو یہ تیرے  
 مائیم پُر گناہ تو دریائے رحمتی      جاتے کہ فضلِ تست چہ باشد گناہِ  
 یارب ز سودائے دل ریش دار      زندہ را مردہ بعشقِ خویش دار  
 اَل چُناں بان خود بگرداں آشنا      تا کجروم یک زماں از تُو جدا  
 کبھی یہ شعر بھی پڑھتے :

الہی عاصم استغفر اللہ      توئی فریاد رس الحمد للہ  
 ندائیم ہیچ گوئے توشہ راہ      بجز لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللہ

خیالِ غیر از من دور گرداں      بدرِ عشقِ خود رنجور گرداں  
 بعشقِ خود گرم کُن سینہ ما      بروں کُن کبر و حسد و کینہ ما  
 کبھی یہ شعر بھی زیادہ کر لیتے :

باہج ترے معبود نہ کوئی تو ہیں اک خدایا  
 اللہ اکبر شان تری ہر شے تھیں اعلیٰ پایہ  
 باہج تری توفیق نہ ہمت کراں جو نیکی کا  
 باہج تری توفیق نہ طاقت کراں جو ترکِ برائی

یہ آیت بھی دعائیں پڑھتے :

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ  
لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

اسے اکثر سہ بار پڑھتے۔

یہ دعا بھی اس جگہ پڑھتے :

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِنَا وَ لِإِسَاتِنَا وَ لِأَصْحَابِنَا وَ  
لِحَبَابِنَا وَ لِقَبَائِلِنَا وَ مِنْ لَدُنْ حَقِّ عَلَيْنَا وَ لِجَمِيعِ أُمَّةِ  
مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ وَ قِنَاعِ عَذَابِ  
النَّارِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ احْشُرْنَا  
مَعَ الْمُتَّقِينَ وَ الْأَبْرَارِ ۝

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ وَ نَبِيِّكَ  
وَ حَبِيبِكَ وَ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ  
وَ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَ  
الْمُرْسَلِينَ وَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَ عَلَى عِبَادِ اللَّهِ  
الصَّالِحِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

پھر عموماً عشاء کی جماعت آپ ہی کراتے۔ جب مؤذن اقامت کہنے لگتا تو  
آپ ہاتھ باندھ کر مقتدیوں کی طرف توجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے جب اشہد ان محمدًا  
رسول الله کہہ لیتا تو پھر قبلہ رو ہوتے۔ جب اللہ اکبر کہتے تو سبحان اللہ کیا  
کیفیت بیان ہو۔ جب الحمد شریف پڑھتے، سب پر سبیت الہی طاری  
ہو جاتی تھی۔ ہر ایک کی یہ خواہش ہوتی کہ رات بھر اسی طرح پڑھتے رہیں۔ آپ  
کی قرأت کا بیان آپ کی عادات میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔ آپ نماز جمعہ وتر  
ہی پڑھتے تھے۔ کچھ دیر مراقبہ فرما کر دعائیں مانگتے۔ پھر مراقبہ فرما کر کوئی ضروری بات

ہوتی تو کر لیتے۔ اگر کسی کو رخصت کرنا ہو تو اسی وقت فرما دیتے کہ تم صبح چلے جانا۔ پھر کتوں کے لیے روٹی کے ٹکڑے کچے رومال میں رکھ لیتے۔ اور ایک سلوہ کی چھڑی پکڑ کر بیٹھک کو تشریف لے جاتے۔ جب مسجد کے دروازہ کے باہر آتے تو چند گتے بیٹھے منظر ہوتے، ان کو ٹکڑے ڈالتے۔ پھر بیٹھک میں تشریف لاتے۔ اس وقت تک (گرمیوں میں) تقریبات کے بارہ بج جاتے جو طالعین بیٹھک میں ہوتے ان کو ادھ پون گھنٹہ توجہ فرماتے۔ پھر گھر تشریف لے جاتے۔ والدہ صاحبہ آپ کو دودھ پلاتیں۔ مستورات جو طالب مولیٰ آتی تھیں وہ اپنے احوال بیان کرتیں۔ پھر آپ مستورات کو توجہ فرماتے لیکن مستورات ملحقہ کمرے میں ہوتیں۔ کبھی کم، کبھی زیادہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بھی۔ کبھی دو بتیاں روشن کر کے کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ کبھی اپنا صبح کا وظیفہ اسی وقت شروع کر دیتے، بعدہ تہجد پڑھتے، پھر صبح ہو جاتی۔

**صبح کا وظیفہ |** درود شریف ۳۵۰۰ بار، قل شریف ۲۵۰۔ کبھی اس

کے علاوہ صلوٰۃ تخبینا بھی پڑھتے، تعداد کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔

النتیجیات بڑے آرام اور سکون سے پڑھتے، فرماتے کہ التحیات میں قربت  
**کرامات |** آپ کی کرامات بے شمار ہیں یہ مختصر سا تذکرہ ان کا

متحمل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کتاب کا یہ موضوع ہے۔ تاہم اس ضمن میں آپ کی زندگی پر دوسری مفصل کتابیں موجود ہیں جن میں ”خزنیۃ موفت“ اور ”شیربانی“ مشہور کتابیں ہیں ان کا مطالعہ فرمایا جائے۔

**وفات |** حضرت شیربانی میاں شیر محمد شرق پوری کی عمر مبارک ۶۵

سال دو ماہ تک جب پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے عاشق کو اپنے حضور طلب فرمایا۔ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ کو بوقت شب حاضرین سے فرمایا: ”تم خانہ کعبہ و بیت المقدس شریف کو دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کی ”نہیں۔“ فرمایا: ”کیا تمہاری آنکھیں نہیں ہیں؟ یہ دراصل روحانی سیر تھی اور بے ساختہ

بات زبان سے نکل گئی۔

اگلے روز ۲۰ اگست ۱۹۲۸ کو بعد نماز عشا تقریباً ۱۱ بجے حضرت اقدس ر  
اپنے حقیقی مولیٰ و محبوب اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ گئے اور علائق دنیا سے رسمی تعلقاً  
بھی منقطع کر لیے۔ نماز جنازہ ۲۱ اگست ۱۹۲۸ء بجے شام صاحبزادہ مظہر قیوم مکان  
شریف والوں نے پڑھائی۔

آپ ہمیشہ لاغر و کمزور رہے اور بیمار بھی۔ بڑے خلیق اور ہر ایک سے محبت  
کرتے تھے۔ آپ نہایت سخی اور غمخوار تھے۔ ہمہ صفاتِ حسنہ میں کامل تھے۔ متوکل  
تھے اور خلاف شرع امور کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔



# دُرُودِ تَنْجِينَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوَةٌ تُنَجِّنَا بِهَا مِنْ  
جَمِيعِ الْاَهْوَالِ وَالْاَفَاتِ وَتَقْضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ  
الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا  
بِهَا عِنْدَكَ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصٰی الْغَايَاتِ  
مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ  
عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

ابن فاکفانی نے اپنی کتاب فخر منیر میں دلائل الخیرات کے حوالے سے لکھا ہے کہ  
ایک بزرگ شیخ ساحح موسیٰ نابینا تھے انہوں نے فرمایا کہ ایک جہاز جس میں  
بھی سوار تھا دو بنے لگا اس وقت مجھے غنودگی معلوم ہوئی۔ اسی حالت میں  
رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود پاک تعلیم فرمایا کہ ہزار بار پڑھنے  
سے جہاز دو بنے سے بچ جائے گا۔ ابھی میں سو تک بھی نوبت نہ آئی تھی کہ جہاز  
ساحل مقصود پہنچ گیا یہ درود پاک ہر مصیبت کے لیے شفا ہے۔

# میاں خدابخش کے حالات زندگی

ہوتا ہے کوہِ ودشت میں پیرا کبھی کبھی

وہ مرد جس کا فخر خنزف کو کرے نگیں

پیدائش | آپ ۲۵ مارچ ۱۸۹۸ء بروز جمعہ المبارک بوقت جمعہ المبارک موضع پیر اللہ پور تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے ایک ارائیں گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بزرگوں نے آپ کا نام ”خدابخش“ رکھا۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں خیر محمد تھا اور آپ کے دادا جان کا نام میاں الہی بخش تھا۔

عبد طفولیت | آپ ابھی دو دھ پیتے بچہ تھے کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے والد ماجد نے تازہ زندگی عقدِ ثانی نہ کیا۔ آپ کی پرورش نانی صاحبہ نے فرمائی۔ سن شعور کو پہنچے تو گاؤں کی مسجد میں داخل ہوئے۔ بچپن ہی سے خاموش طبیعت واقع ہوئے تھے۔ بچوں کے ساتھ کھیل کود سے نفرت اور طبیعت میں عاجزی اور انکساری بدرجہ اتم تھی۔ غور و فکر کا مادہ بکثرت تھا گھر میں نہ ماں تھی نہ دادی اس لیے گھر کا کام بھی از خود کرتے اپنے بزرگوں کا زمینداری میں بھی ہاتھ بٹاتے۔ جب کبھی فرصت کا کوئی لمحہ ملتا تو فوراً مسجد میں تشریف لے جاتے۔ بچپن ہی سے نماز کے سخت پابند تھے۔ بزرگ تو یہ چاہتے تھے کہ زمیندارہ میں ان کا ہاتھ بٹائیں مگر آپ بھاگ بھاگ کر مسجد میں جایا کرتے۔ مسجد کے امام مولوی محمد عبداللہ جو اپنے وقت کے ولی اللہ تھے، آپ سے خاص محبت فرمایا کرتے اور نمازیوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ”خدابخش“ ایک سعادت مند اور ہونہار بچہ ہے۔ گاؤں کی اسی مسجد میں ایک غور و ادراخوش پوشاک نوجوان موضع دانیوال سے حصولِ تعلیم کے

لے خذف۔ سٹی کابرن

یہ آیا کرتا تھا۔ دورانِ تعلیم ان پر کچھ ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ بعد میں آپ دائیوال والے مست کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ جو بات کہہ دیتے تھے اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتے۔ مخلوقِ خدا ان کے پیچھے بھاگتی تھی اور وہ اپنے حال میں مست آگے بھاگتے تھے۔ ایک دفعہ جب کہ والد صاحب صبح کے وقت اپنے کھیتوں کی طرف جا رہے تھے تو کہیں سے حضرت مست صاحب بھی آگئے وہ ان کے پیچھے دوڑے تو یہ ڈر کر آگے بھاگے۔ ادھر سے آپ کے دادا جان ان دونوں کی طرف بھاگے کہ شاید مست صاحب بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچائے اتنے میں حضرت مست نے بچے کو گود میں اٹھالیا۔ دادا جان نے عرض کی کہ اس یتیم بچے کے لیے دعا فرمائیں۔ مست صاحب موج میں آگئے۔ تھکی دی اور فرمایا بڑا سعادت مند نیک اور نامور ہوگا۔ کچھ سیانے ہوئے تو ایسا ہی ایک اور واقعہ پیش آیا۔ اسی گاؤں کا ایک درویش صفت نوجوان جان محمد عرصہ سے روپوش تھا وہ ایک روز اچانک گاؤں میں وارد ہوا۔ مگر کیفیت اُس کی یہ تھی کہ چہرے سے نور برساتا تھا۔ استغراق کی حالت تھی۔ گاؤں کے لوگ خوش ہو ہو کر کہتے تھے کہ جان محمد آگیا۔ جان محمد آگیا۔ یہ نوجوان شیر الہی کی کچھاریں رہ کر گیا تھا۔ سب سے پہلے شرق پور شریف کا نام جناب ابا جان کے کانوں میں اُس وقت پڑا تھا اور اسی لمحہ دل میں تڑپ پیدا ہو گئی تھی اور اس دربار کی درباری کے لیے دعا فرمائی تھی۔

وہی جذبہ ملاقات بالآخر قبلہ والد صاحب کو کشاں کشاں شرق پوری سرکار کے قدموں میں لے آیا۔

بچپن کے دن گذرتے گئے۔ مسجد میں قرآن شریف اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھ لیں۔ زمیندارے کام کا بوجھ بڑھتا گیا۔ حصولِ تعلیم کے شوق میں یہ ایک بڑی رکاوٹ تھی۔ جسے دور کرنے کے لیے ابا جان کو گھر والوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔



حصولِ تعلیم! خاندان میں صرف آپ کے چچا جان جناب چودھری جان محمد صاحب پڑھے لکھے تھے جو اُن دنوں پٹواری مال کے عہدہ پر فائز تھے۔ قبلہ والد گرامی نے جب ابتدائی تعلیم حاصل کر لی تو مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے اصرار کیا جب کسی نے کوئی بات نہ سنی تو آپ مومع خیر اللہ پور سے کجاگ کر شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ کے ایک درس میں آکر داخل ہو گئے۔ جب آپ کے دادا جان اور چچا جان نے حصولِ تعلیم کے اس شوق کو دیکھا تو چچا جان نے اپنے بھتیجے کو اپنی کفالت میں لے لیا اور یوں سکول میں سلسلہ تعلیم شروع ہو گیا۔ ابھی آٹھویں جماعت پاس نہ کر پائے تھے کہ آپ کی شادی ہو گئی۔ ایک بوجھ اور پڑ گیا۔ ڈسٹرکٹ فائنل کا امتحان گورنمنٹ مڈل سکول شاہ کوٹ تحصیل نکوڈر ضلع جالندھر سے جب پاس کیا تو اُس وقت آپ کے ہاں ایک لڑکا بھی پیدا ہو چکا تھا۔ کچھ وقت بطور مدرس کام کیا۔ اسی دوران گورنمنٹ نارمل سکول دھرم سالہ ضلع کانگڑہ میں داخلہ مل گیا۔ اپنے گاؤں سے سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے پیدل ہی دھرم سالہ پہنچے اور ایک سال کا تربیتی کورس وہاں سے مکمل کیا۔ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی کتب کے مطالعہ کا شوق بھی پورا فرماتے رہے۔

ملازمت | آپ کا گاؤں دریائے ستلج پر واقع تھا۔ اسی دریا بردہ ہو گئی تھی۔ وہاں کے حالات ناموافق تھے۔ آپ نے حصولِ ملازمت کے لیے صرف اس غرض سے ضلع شیخوپورہ کے تعلیمی افسران کے پاس درخواست بھیج دی کہ شاید اسی بہانے شیر تانی کے دربار تک رسائی نصیب ہو جائے۔ بفضلہ تعالیٰ جلد ہی پروانہ ملازمت بطور اول مدرس گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر ۱۱ (نہرا چنیا) مل گیا یوں آپ کی دلی دعا قبول ہو گئی۔ آپ اپنے بال بچوں کو لے کر فوراً ایہاں تشریف لے آئے، معلوم ہوا کہ اپنے گھر مقصود کے قریب دُجوار میں جگہ مل گئی ہے

جائے تقرری شرق پور شریف سے صرف ۱۲، ۱۳ ایل کے فاصلے پر ہے، ان دنوں حضرت قبلہ مولوی برکت علیؒ خادم آستانہ عالیہ اعلیٰ حضرت صاحب موضع مڑھ بھنگواں میں امام اور خطیب تھے۔ جناب قبلہ مولوی صاحب پر قبلہ اعلیٰ حضرت کی خاص الخاص توجہ اور نظر تھی اور جناب قبلہ مولوی برکت علی صاحب اس علاقے میں آپ کے طریقے کو نہایت سختی اور پابندی سے جاری کیے ہوئے تھے، اباجان کو اکثر کی صحبت نصیب رہی۔ دوسری ہستی جناب مولوی نواب دین کی تھی۔ ان پر اعلیٰ حضرت شرق پوری بہت راضی اور خوش تھے۔ یہ اس وقت لوئرڈیل سکول مڑھ بھنگواں کے ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ اباجان ما ان کے ساتھ محکمانہ تعلق بھی تھا اور یہ تعلق نصف صدی تک نہایت خوش اسلوبی سے قائم رہا۔ جناب مولانا نواب دینؒ مرد استقامت اور بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ قبلہ اعلیٰ حضرت کے وصال مبارک کے بعد اس مبارک کے لیے جتنا ایندھن درکار ہوتا وہی پہنچایا کرتے۔ اباجان بھی اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ یہ باتیں نا آگئی ہیں ایسی شہار باتیں اور واقعات اور بھی ہیں مگر وہ زیر نظر موضوع سے غیر متعلق ہیں۔ لیے طوالت کے خوف سے انہیں یہاں درج کرنا مناسب نہیں سمجھتا اگر زندگی رہی تو ایسے حالات اور واقعات کا پھر بھی احاطہ کروں گا۔

شیر ربانی کی غلام

۶ جولائی ۱۹۲۴ء کا مبارک دن تھا۔ اباجان پہلی حاضری خاک شود در پیش شیخ با صفا تاز خاک تو بر وید کیمیٰ دینے کے لیے شرق پور شریف حاضر ہوئے۔ تو ان دنوں قبلہ اعلیٰ حضرت کی طبع مبارک ناساز تھی شرف قدم بوسی نصیب نہ ہوا۔ حسرت اور یاس لیے ہوئے واپس آگئے اور دوبارہ حاضری کے لیے بے تاب رہے۔ ۲۶ جولائی ۱۹۲۴ء کو پھر حاضر ہوئے بفضل خدا شرف زیارت نصیب ہوا۔ عصر سے کچھ پہلے کا وقت تھا بالاخانہ میں

ہوایا گیا۔ حضرت حاجی عبدالرحمن بھی موجود تھے۔ کمال مہربانی سے پیش آئے۔ بہت محبت فرمائی، پوچھا، کچھ علم بھی ہے؛ مناسب عرض کی۔ پوچھا۔ اس علم کو حاصل کرنے کے لیے کتنے سال لگائے، عرض کی، نو سال۔ فرمایا قرآن شریف کو پڑھنے کے لیے کتنے سال لگائے۔ خاموشی کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ نہایت پیار اور محبت سے اپنا دستِ شفقت جسم پر پھیرا۔ کتنا رُوح پرور منظر تھا، سب کدورتیں دھل گئیں اور طبیعت پانی کی مانند شفاف ہو گئی۔ نماز باجماعت، گیارہ بار سورۃ اخلاص ہر نماز کے بعد پڑھنے کی ہدایت فرمائی اور کچھ نصیحتیں فرما کر رخصت فرمادیا۔ یہ سلسلہ از و نیا آپ کے وصال مبارک تک بدستور قائم رہا۔ شاید ہی کوئی جمعۃ المبارک یا اتوار کا دن ایسا گذرا ہوگا جس میں آبا جان شریف قدم بوسی کے لیے حاضر نہ ہوئے ہوں گے۔

۲۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز اتوار اشارہ خاص سے آبا جان کو طلب فرمایا۔ پہلی ملاقات کے پورے دو سال دو ماہ اور چھبیس دن بعد جب قبلہ اعلیٰ حضرت نے یہ دیکھ لیا کہ اب برتن قلعی کرنے کے قابل ہو چکا ہے تو اسم ذات قبلہ والد گرامی کے دل پر نقش فرمادیا۔ اپنی انگشت شہادت سے دل کے مقام پر نام ذات باری تعالیٰ "اللہ" لکھ کر جو ضرب لگائی تو آبا جان نیم سہل پزیدے کی طرح تڑپ رہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ اللہ اللہ پڑھ رہا ہے۔ گویا یُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ اِنخفا چاہیے۔ اٹھ کر دست بستہ حاضر ہوئے تو دل از خود پڑھ رہا تھا۔

اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ دل جاری تھا۔ خوشی کی انتہا نہ تھی۔ گویا دونوں جہاں کی نعمتیں مل گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھ لیا یہ کیا بھید ہے؛ اسی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے۔ دل ہمارے پاس ہے اب زیادہ آنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے

قال را بگذار مردِ حال تو      پیش مردِ کاملے پامال شو  
سرِ مہ کن در چشمِ خاکِ اولیاء      تا بہ بینی ز ابستہ تا انتہا

۱۔ باصفا مرشد کے۔ ۲۔ مجز و انکساری اختیار نہ کرنا کہ تیری اس انکساری سے تو سونا بن سکے

بند: دیباچہ میں عرض کر چکا ہے کہ آپ نے مختلف علاقوں میں اپنے نائبین مقرر فرمائے ہوتے تھے۔ چک بٹا کا علاقہ آباجان کے سپرد تھا۔ نمازیوں کی تعداد میں اضافہ، نمازیوں کی اصلاح، شریعت کی پابندی کرانا۔ معاشرے کی اصلاح کرنا، بچوں اور لڑکیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا، پاک صاف زندگی گزارنے کی نصیحت کرنا، مسجد کی تعمیر و صفائی اور اس کی آبادی کی طرف خاص دھیان دینا علاقہ میں اشاعتِ دین کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا، یہ تمام فرائض دینی آپ کی طرف سے آباجان کے سپرد تھے الحمد للہ! بفضلِ تعالیٰ قبلہ والدِ گرامی نے تریپن سال آٹھ ماہ اور سات دن تک آپ کے احکامات کی تعمیل فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ چک بٹا اور گردونواح کے گاؤں میں آج بھی اس روح پرور تربیت کا اثر ہے۔ آپ کے شاگرد گھر گھر میں موجود ہیں اور ان دیہات میں برکت کے آثار نمایاں ہیں یہ سب کچھ شیربانی کے غلام اور فقیر قبلہ والدِ گرامی کی محنت کا نتیجہ ہے

ایک بار قبلہ اعلیٰ حضرت سے وطن جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا ربِّ کریم سب کچھ یہیں عطا فرمائے گا۔ بس دین کی خدمت کیے جاؤ اور سچی بات تو یہ ہے کہ اس وقت آپ کی دعاؤں کے صدقے ہمیں سب کچھ نصیب ہے۔

معمولات اور یہ حقیقت ہے کہ آباجان نے اپنے پیرومرشد کے معمولات کی مکمل اتباع کی۔ بعد نماز فجر درود شریف پڑھنے کا وہی معمول جاری ہے جو قبلہ اعلیٰ حضرت اپنے زمانے میں اپناتے ہوئے تھے۔ درس کا انتظام بھی ویسا ہی ہے۔ آباجان کا ہر فعل، ہر کام، ہر بات اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، چلنا پھرنا، بات چیت لین دین غرضیکہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات اور بڑی سے بڑی بات اپنے پیرومرشد کی اتباع کے عین مطابق تھی بجز خیر ہی آپ کا معمول تھا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد درود شریف نہایت ادب و احترام اور حضور قلب سے شماروں پر پڑھا جاتا۔ بعد تقریباً پندرہ

۱۔ بحث مباحثہ چھوڑا اور مرد حال ہو جا کسی مرشد ہاں کامیہ بن جا ادبائے تہذیب کی خالص کا سرزمین آنکھوں میں لگاتا کہ تجھے روشنائی نصیب ہو۔

چالیس لڑکے قرآن شریف پڑھتے۔ بلکہ دور شریف میں بھی شامل ہوتے۔ ان کو بھی پڑھاتے اور معمول کی عبادت بھی فرماتے۔ مسجد سے آکر گھر میں تقریباً اتنی ہی لڑکیوں کو قرآن مجید کا سبق دیتے اور مسئلے مسائل سے بھی بچوں کو آگاہ فرماتے۔ پھر ناشتہ فرماتے اور سکول میں تشریف لے جاتے۔ بعدِ رخصت گھر تشریف لاتے۔ کچھ دیر آرام فرماتے۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھاتے بلکہ پانچوں نمازیں خود پڑھاتے۔ عشاء کی نماز کے بعد بلکہ ہر نماز کے بعد مسجد میں موجود نمازیوں کو نید و نصائح فرماتے۔ اللہ اور اللہ کے محبوب کی باتیں بڑے مؤثر انداز میں بیان فرماتے۔ رات کو گھر آکر مطالعہ دینی کتب میں منہمک ہو جاتے اور یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہتا۔ قبلہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے دینی کتب کے مطالعہ کی تلقین تھی، اس لیے مطالعہ آپ کی زندگی کا جزو لاینفک تھا۔ آپ پوری توجہ، دھیان اور انہماک سے مطالعہ فرماتے تھے۔ ہر کتاب پر آغاز مطالعہ اور انجام کی تاریخیں درج ہیں تفسیر حسینی (فارسی) کا مطالعہ ۲ سال اور چھ ماہ میں پورا کیا۔ جا بجا حاشیہ پر مقام غور، مقام عبرت اور دیگر حوالہ جات درج کیے ہیں۔ جہاں کہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر "صلی اللہ علیہ وسلم" نہ لکھا ہوا دیکھا۔ وہاں اپنے قلم سے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتے، چاہے یہ سلسلہ کتنا ہی طویل کیوں نہ ہوتا۔ اس وقت آپ کے کتب خانے میں سینکڑوں کتابیں موجود ہیں، جو بفضلِ تعالیٰ مری تحویل میں محفوظ ہیں۔ آپ کا لباس بے حد سادہ اور سفید ہوتا۔ غذا بہت ہی سادہ تھی۔ پیلو (دو) کی جرط کی مسواک ہمیشہ پاس رہتی۔ لکڑی کی چھوٹی سی پرانی طرز کی کنگھی استعمال فرماتے۔ آٹے کا تیل اکثر استعمال فرماتے۔ عطر گلاب سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ پیدل چلنے کو ہر صورت تریح دیتے۔ صحت بفضلِ تعالیٰ قابل رشک تھی۔ جوان سے جوان آدمی آپ کے ساتھ پیدل نہیں چل سکتا تھا، دائیں قدم پر اللہ اور بائیں قدم پر ہو کہہ کر آغاز سفر فرماتے

تو کس کو مجال تھی جو آپ کا ساتھ دے پاتا۔ لاہور شرق پور شریف اور کوٹلہ شریف تک کا سفر اکثر پیدل فرماتے۔ یہ اس لیے بھی تھا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب پیدل چلنے والوں کو پسند فرماتے تھے۔ حضور کے وصال کے بعد آبا جان کا معمول تھا کہ وہ جمعرات کے دن اپنے معمولات سے فارغ ہو کر پیدل ہی شرق پور شریف جاتے اکثر پھیر یا نوالہ کے پتن سے نہر عبور کرتے اور سیدھے اپنے آقا کے دربار پر جاتے۔ وہیں سے سیدھے دربار حضرت داتا گنج بخشؒ حاضر ہوتے۔ بعد نماز ظہر اپنے مکان پر واقع رحمان پورہ کالونی اچھرہ لاہور تشریف لاتے۔ نماز عصر اور مغرب وہاں ادا فرماتے اور عشاء کی نماز پھر حضرت داتا گنج بخشؒ اور فرما کرات وہیں گزارتے صبح ایک مقرر کردہ چائے والے کی دکان سے چائے نوشن فرماتے اور سیدھے حضرت شاہ محمد غوث کے مزار شریف پر حاضری دیتے۔ وہاں سے دہلی دروازہ سے ہوتے ہوتے مسجد کے بچوں کے لیے قاعدے اور قرآن مجید و دیگر ضروری اشیاء خریدتے ہوتے اڈہ لاہی پر تشریف لاتے۔ خان پور والی نہر سے اتر کر پیدل ہی گاؤں پہنچ کر جمعہ ایڑک پڑھاتے۔ راستہ میں اگر کوئی سواری پیش کرتا تو منع فرمادیتے مگر لطف یہ ہے کہ سواری والوں کے ساتھ ساتھ ہی پہنچ جاتے۔ یہ معمول صحت قائم رہنے تک جاری رہا۔ زمیندار کے کی دیکھ بھال بھی فرماتے۔ آمد و خرچ کا حساب بدرجہ کمال رکھتے، زمیندارہ کام میں کوئی عار نہ سمجھتے۔ مال مویشی بھی چرتے آپ کا ایک بھینسا جب آپ کو دور سے آتے دیکھتا تو وہ استقبال کے لیے آجاتا فرماتے تھے کہ مویشی چرانے کی برکت سے میری ایک منزل حل ہو گئی ہے۔ مال مویشی سے آپ کو بہت پیار تھا۔ جب ہم سب کھانا کھانے بیٹھتے تو ایک بلی صرف آپ ہی کو بڑی نرمی سے پنچہ مار کر کھانا طلب کرتی اور کسی کی طرف توجہ نہ کرتی تھی۔

۱۔ وردل مسلم مقام مصطفیٰ است۔ آبروئے مازنام مصطفیٰ است  
مسلمان کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا مقام ہے، ہماری عزت فقط آپ کے نام سے ہے

آپ نے مجھے متعدد خط لکھے اگر ان کو یک جا کیا جائے تو اچھی خاصی کتابی شکل اختیار کریں لطف کی بات یہ ہے کہ کسی خط میں بھی کوئی دنیا کی بات نہ لکھی۔ ہر خط مسئلے مسائل اور پند و نصائح کا حامل ہے ایک نیک اور صالح باپ کو اپنی اولاد کی آئینت سوار نے کے لئے جس قدر فکر ہوتی ہے اس کا اندازہ ان خطوط سے باسانی لگایا جاسکتا ہے دنیا دار باپ اپنے بیٹے کی دنیا سوار نے کے لئے خطوط لکھتا ہے وہ شاید ہی لکھے کہ نماز پڑھا کرو شریعت کی پابندی کیا کرو حقوق العباد کا لحاظ رکھا کرو غریبوں کی مدد کیا کرو ایسا صرف وہی باپ کر سکتا ہے جو خود ان اوصاف سے متصف ہو۔ میرے والد ماجد نے ہمیشہ ہم سب اہل خانہ کو محبت اور پیار بھرے انداز سے اسلامی شعار اپنانے کی نصیحت بذریعہ خطوط بھی اور زبانی بھی فرمائی خیال ہے کہ اہل خاندان کے پاس جتنے ایسے خطوط ہیں ان کو اکٹھا کر کے ایک کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے تاکہ تمام سبلی بالخصوص اور عوام بالعموم ان سے مستفیض ہو سکیں۔ فی الحال یہاں صرف تین خطوط کی نقل شائع کی جا رہی ہے۔

اللہ حافظ

عزیزم سلمہ الرحمن

اسلام علیکم رحمۃ اللہ علیہ

بہر حال اللہ کریم کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جو عنایتیں اور بخششیں مولیٰ کریم ذوالجلال و الاکرام کی ہم پر ہو رہی ہیں کہاں تک ہم ان کے لائق ہیں؟ دنیا میں کوئی کمی نہیں، انشاء اللہ العزیز نہ رہے گی کیونکہ نیتیں اچھی ہیں۔ اب دین کا فکر کرنا چاہیے جو کہ بعد موت کام آنا ہے۔ پھر برکتیں مزید تر ہوں گی۔ نماز کی پابندی کی طاقت ظاہر و باطن کی مولیٰ کریم ہی عطا کرتے ہیں اور ہر کمی کو خود بخود پورا کرتے ہیں۔ آج عزیزم مشتاق احمد صاحب کو دو صد روپیہ ارسال کر

دیا گیا ہے۔ رسید آنے پر بقایا بھی بھیجا جائے گا۔

عزیزم محمد اسحاق کو بھی یکصد روپیہ اُس کی والدہ کی طرف سے ارسال کیا گیا ہے

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۖ وَالسَّلَامُ

آپ کی والدہ محترمہ کی طرف سے سب کو دعوات قبول ہو۔

اللہ حافظ جل شانہ

عزیزم سلمہ الرحمن

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی حقوق کے تحت لکھنا ہی پڑتا ہے۔ امر آجتنا تعلق وجودی و نبوی میں

والدین اور اولاد میں ہوتا ہے۔ اُتنا ہی حقیقتاً مقدم با جان و دل مالک حقیقی کے امر معروف

پر چاہیے اور واللہ! اگر یہ مسلمان ہے تو بارگاہِ رَبِّ العزت میں پانچ وقت حتی غلے

الصلوٰۃ کی مُنادی میں کیوں اور کس وجہ سے سر نیاز عاجزانہ نہیں جھکاتا ہے؛ جبکہ

قرآن مجید میں تاکیدِ حکم ہے تو گویا غفلت میں کلام اللہ اور رب اور رسول صلی اللہ

علیہ وسلم کو جھوٹ جاننے والا ہوا۔ جس نے پیدا کیا ہے رزق کا وسیلہ بھی بنایا ہے پھر

موت اور حساب ہے پھر جزا میں جنت یا جہنم ہے تو یہ ضعیف ننھی جان خدا سے

مقابلہ کر رہی ہے! وَاللَّعْنَةُ لِلَّذِينَ ابھی وقت ہے۔ امر معروف کے تحت میں

سختی سے پوچھ ہوگی۔ خود اور گھر والوں کے واسطے کسی وجہ سے نحوست شقاوت

کی وجہ بجائے شفا و رحمت کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں۔ محض دنیا ملعونہ جو کہ حقیر

سے حقیر ہے کی تلاش کیوں ہے؛ تو اس میں اسی کے واسطے دن رات بھاگ دوڑاؤ۔

تصورات خیالات میں غرق یہ وجودی بُت پرستی نہیں تو اور کیا ہے پھر؟ کلمہ بھی چھوڑ

دو۔ محض نام کی مسلمانی اسلام میں کجا؟

دنیاوی علم میں تو واقعات تاریخی و ہر ایسے مگر نورانی ہستیاں جن کے قلب سلیم

منیب جن کی نشان میں کلام اللہ میں خاص خاص آستیں نازل ہیں اور ہر صفت



رضائے الہی اور اتباع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں موصوف ہیں کیا ان کے اعمال آثار اور نور ایمانی سے ہمیں کوئی ہوا تک بھی لگی ہے؟ ہر کوئی اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ دنیا میں رہ کر دین کو نہ چھوڑو ورنہ آخر خوار اور مجرم ہو گے۔ کیونکہ جزا و سزا کا وعدہ حق ہے۔

ہر والد۔ مسافر اور مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔

دین و دنیا دونوں سنبھالو!

جب یقین ہے کہ مسجد میں جماعت ہوگی تو گھر میں نماز جائز نہیں، بلاغہ ثمری

۱۔ باقاعدہ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرو۔

۲۔ قرآن مجید صبح بالترجمہ خواہ ایک رکوع ہی کیوں نہ ہو جان پر فرض لازمی ایسا

سمجھو جیسا کہ بندوں کی نوکری میں دوڑنا ہوتا ہے۔ حقیقی رازق کو بھول بیٹھے

ایسا نہ چاہیے۔

۳۔ بچے جو خود قرآن مجید کے حافظ ہو رہے ہیں ان کو نماز کا سختی سے عادی بناؤ، تاکہ

جز قائم ہو جاوے۔

۴۔ تو خود گھر میں ایک افسر یا سلطان کے مانند ہے خود فرمان موار حق تعالیٰ کا ہو

جائے گا تو باقیوں پر بھی اثر ہوگا اور نحوست شقاوت کی بجائے خیر و برکت ہوگی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

یہ حکم کافروں کے واسطے نہیں بلکہ ایمان والوں کے واسطے فرمایا ہے۔

۵۔ کسی مستند کتاب دینی جو تصوف پر ہو یا غنیۃ الطالبین وغیرہ کا مطالعہ ضرور چاہیے۔

۶۔ حضرت اعلیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فداہ روحی و قلبی کا کبھی بھی ذاتی نام مبارک

نہ لینا چاہیے۔ کیونکہ یہ سنت خلاف ادب ہے۔ اول تو عوام میں حضور

پر نور کی بات اور کلام بھی نہ کرنی چاہیے۔

عذیب مست داند قدر گل - چندرا از گوشه ویرانه پرس  
مست بلیل پھول کی قدر جاتی ہے۔ الو تو کسی ویران گوشے ہی کی خبر دے گا  
۷۔ اگر یہی صورت حال پیش احوال ہے تو آپ مجھے سمجھے کہ بس مر گیا، اور  
دعا بھی یہی کیا کریں۔

والسلام

پھر آگے لکھا ہے۔

جب قرآن شریف با ترجمہ پڑھنا نصیب ہو جاوے تو پھر تفسیر و تفسیر و تفسیر جو یہاں  
ماشاء اللہ اتنا کتب خانہ موجود ہے یہ کون پڑھے گا۔ کیا گھر والے سب محروم رہیں گے  
اور دوسرے فیض لوٹ لے جا دیں گے۔ مفت میں گھر جو بیٹھے ہیں جو قابل اور  
لائق ہیں مگر ہمت سے خالی۔ حُبُّ اللہ میں سب گھر والوں میں سے عزیز می مشتاق احمد  
سب سے زیادہ قریب ہے۔ اُس کے واسطے جب دعا کا خیال یا وقت آتا ہے  
تو محض دین میں ترقی کے واسطے دعا ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ خود راہ ہدایت اور صراطِ مستقیم  
میں با شرائطِ آداب میں پانچ بنا اسلام میں سے چار پر دل و جان پر پابند ہے۔  
(۱) وضو (۲) نماز (۳) تلاوت کلام اللہ اور (۴) درود شریف خود بخود شفا میں  
دنیاوی کام اُس کے خود قدرۃ آسان ہوتے ہیں۔

۵ دین گنویا دنیا خاطر دنیا نہ جاکے ساتھ۔ دونوں تھوک چھوڑ کے چلیا خالی ہاتھ  
کام جو ہر ضائے الہی کے واسطے ہو۔ گھر میں بیوی کا حق جو ہے وہ خدا واسطے کرے اولاد  
کا حق بھی اسی طرح مقدم ہے۔ خود خداوند کریم کا مطیع اور فرماں بردار ہو جائے تو سب درست  
ہو جاتا ہے و حقیقت شامتِ اعمال کا نتیجہ خود اپنا وجود ہوتا ہے اور دوسرے کو  
ناحق کہا جاتا ہے۔

والسلام  
بندہ خدا بخش

## شوق باغبانی

گھر میں مسجد میں اپنی حویلی میں سکول میں آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے اب بھی موجود ہیں۔ آپ کو فارغ وقت میں درخت لگانے، پھول اگانے اور سبزیاں کاشت کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چاہے کلتر والی زمین ہو بسم اللہ پڑھ کر درخت لگا دیا، بس دنوں میں پودے تیار ہو جاتے تھے۔ اس وقت گاؤں کے سکول میں بڑے بڑے اونچے درخت ہیں جو سب آپ کے ہاتھ کے لگائے ہوئے ہیں۔ گاؤں کی مسجد کے ساتھ ایک باغیچہ تیار کیا ہوا تھا، اسی باغیچہ میں آج کل ابدی نمیند سو رہے ہیں۔ اس میں آم کے درخت، انجور کی بیل، میٹھے کا بڑا پودا، جامن، املتاس کا درخت، کھجور کے درخت تھے کھجور کے درخت کا بڑا احترام فرماتے اور کہتے یہ درخت سرکار مدینہ کے دیار کا ہے۔ کوئی حاجی کھجوریں تحفہً پیش کرتا تو ان کی گٹھلیاں بودیتے۔ خود جب حج سے واپس آئے تو وہاں سے گٹھلیاں لا کر اپنی مسجد کے باغیچہ میں بوئی تھیں اپنی حویلی میں کیکر کے درخت بہار دکھائے

ہیں۔ گھر میں آپ کے ہاتھ کا لگایا ہوا سفیدے کا درخت میلوں دور سے اپنی بہار دکھا رہا ہے بالعموم صبح اور شام کھرپہ اور کستی لے کر باغیچہ کی دیکھ بھال فرماتے تھے۔ وضو والے لوٹے سے اکثر بانی کونپلوں پر چھڑکاتے تھے۔ سبز و شاداب باغیچہ میں رہ کر روح کے لیے تقویت پاتے تھے۔ اہل دل اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ پھول اور پودے اور ان کی سرسبزی اور شادابی روحانی دنیا پر کس قدر اثر انداز ہوتی ہے۔

## سفرِ عرب میں شریفی

آپ اور والدہ محترمہ نے بفضلِ تعالیٰ ۱۹۶۸ میں بیت اللہ شریف کا حج فرمایا تھا۔ اس پاک سفر کے حالات آپ نے قلم بند فرمائے ہیں۔ آپ کی ڈائری سے مختصراً چند حالات تبرکاً پیش خدمت ہیں:

فرماتے ہیں: ”اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چار

ارکان پر پابندی نصیب ہوئی۔ اب پانچواں رکن حج بھی اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ زیارت بیت اللہ شریف کی تڑپ دل میں رہی، اور سرکارِ مدینہ کا روضہ اطہر دیکھنے کی تمنائیں دل میں مچتی رہیں، لیکن اپنے آپ کو دیارِ نبی لے جانے کے قابل نہ پاتا۔ تاہم جب کسی حاجی کے جانے یا آنے کی خبر ملتی یا کسی حاجی کو الوداع کہنے کی سعادت نصیب ہوتی تو اس وقت بے قراری کا عالم طاری ہوتا اور سرد آہ بھرتا کہ خدایا کبھی اس ناچیز کو بھی یہ سفر خاص، پرفیض، برکتوں والا نصیب ہوگا؟ اسی آرزو اور تڑپ میں دن گزرتے جاتے تھے۔

”اس مبارک سفر کی روئیداد طویل ہے۔ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کی کیفیت کا حال لکھ کر اس موضوع کو نہیں ختم کرتا ہوں۔ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۸ سووار صبح ۹ بجے جدہ شریف کے حاجی کیمپ میں آگئے۔ مورخہ ۳۰ جنوری صبح گیارہ بجے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ خانہ خدا کا رعب و جلال برداشت کے باہر تھا وہ کیفیت صرف محسوس کی جاسکتی ہے بیان نہیں ہو سکتی اور نہ احاطہ تحریر میں لائی جاسکتی ہے۔ بس یہ جان لیں جہانوں کے مالک اتنے بڑے اللہ کا گھر بھی کتنا عالی شان اور برکتوں والا ہوگا۔ نہایت تعظیم اور تکریم سے طواف کیا، سعی کی، سرمنڈوایا، معلم مرزوقی صاحب نے دعوت کھلائی۔ بدنی صحت دونوں کی اچھی ہے۔ مگر اصل صحت کا دار و مدار روحانی صحت کی اچھائی پر ہے۔“

**کرامات** [والد ماجد مرد استقامت تھے اور صاحب استقامت ہونا صاحب کرامت ہونے سے بہتر ہے کیونکہ کرامت کو تمہارا نفس چاہتا ہے اور استقامت کو اللہ انبیاء کے لیے معجزات اور صالحین کے لیے کرامات ثابت شدہ حقائق ہیں یہ کرامت دراصل اطاعت الہی اور اطاعت رسول کے صلے میں اللہ تعالیٰ کا ایک انعام ہوتا ہے۔ قبلہ والد گرامی کی کرامات تو کئی ہیں مابعد ان کی تفصیل بیان کرنے کی نہیں، اللہ کریم نے توفیق عطا فرمائی تو ان کا تفصیلی ذکر کسی دوسری

کتاب میں عرض کروں گا۔ یہاں صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ کی اصل کرامت سنت نبوی کی غیر متر بزل پیروی تھی چنانچہ چک نمبر ۱ اور ارد گرد کے پانچ پانچ اور چھ چھ میل کے دیہات والے اور ہم سب قرابت دار اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے بھی ۳۵ سال آٹھ ماہ اور سات دن کے طویل عرصہ میں قبلہ والد گرامی سے کوئی فعل یا امر خلاف سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سرزد ہوتے نہیں دیکھا۔ بس اس سے زیادہ کرامت اور کیا پیش کر سکتا ہوں۔

۱۶/۲۹ کو مجھے جامع مسجد نوری بستی بلوچاں شیخوپورہ میں جناب علامہ محمد

اسحاق صاحب کی اقتدا میں جمعہ المبارک پڑھنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ بعد از نماز جمعہ علامہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے ایک شخص کو غلام مصطفیٰ کہہ کر آواز دی۔ ایک صوفی منش نورانی شکل والے بزرگ تشریف لائے۔ ایک دوسرے کا تعارف ہوا۔ جناب علامہ صاحب نے صوفی صاحب سے فرمایا۔ لاجی ذرا اپنی

گردن دکھاؤ میں نے گردن پر ایک زخم کا نشان دیکھا تو صوفی صاحب فرمانے

لگے کہ میں گاؤں گاؤں چوڑیاں نیچنے والا ہوں۔ میری گردن پر سخت خطرناک

قسم کا ایک پھوڑا علاج تھا۔ میں چک بے میں چوڑیاں نیچنے چلا گیا۔ مسجد میں نماز

کے لیے حاضر ہوا، آپ سے دعا کے لیے عرض کی۔ آپ نے فرمایا آپ خود نمازی

ہیں خود پردم کر لو۔ میں مایوس ہو کر تیچھے ہٹ گیا۔ جب آپ نے میری یہ حالت

دیکھی تو تھوڑی دیر بعد مجھے آواز دے کر پاس بلوایا اور اپنا لعاب مبارک لگا کر فرمایا،

اللہ کریم شفا عطا فرمادیں گے۔ بس وہ دن اور آج کا دن پھر کبھی وہ پھوڑا نہ پھوٹا

ایسی ہی اور کئی کرامات اہل خاندان اور دیگر احباب میں ظاہر ہو چکی ہیں۔

قبلہ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اپنے پیرو مرشد کو تصور میں رکھ کر خلق خدا

کی پریشانی کو دور کرنے کے لیے جو دعا مانگی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے

صدقے قبول فرمالیٹے ہیں مگر مجھے پتہ نہیں چلتا تھا کہ مخلوق کا کام کس طرح ہو جاتا

علاست | ۱۹۷۶ء کی عید الاضحیٰ کی آمد آمد ہے۔ آپ فجر کی نماز پڑھانے

کے بعد شماروں پر درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ عید الاضحیٰ کا واقعہ تصور میں آگیا  
جج کے موقع پر قربانیوں کا نقشہ ذہن میں سما چکا ہے۔ چار سو خون ہی خون نظر آ  
رہا ہے۔ ”ذبحِ عظیم“ کے واقعہ کے تصور پر طبیعت نے اس قدم جوش مارا کہ وہیں  
بیٹھے بیٹھے منہ سے خون کے فوارے اُبلنے لگے۔ دیکھنے والے گھبرا گئے۔ گھر  
تشریف لائے۔ والدہ محترمہ خون ہی خون دیکھ کر سخت گھبرا گئیں۔ مجھے شیخوپورہ  
میں اطلاع دی گئی۔ میں جناب محترم ڈاکٹر کیپٹن عبدالکریم صاحب کو ساتھ لے کر  
گاؤں گیا۔ علاج و معالجہ کیا گیا۔ قدرے طبیعت سنبھل گئی۔ مگر میرے دل پر  
ایک ایسی چوٹ لگی کہ رونا بھٹمنے کو نہ آتا تھا۔ آپ نے میری بڑی ڈھارس بندھائی  
جب مذکورہ بالا واقعہ خون آنے کا مجھے بتایا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب میرے  
ابا جان ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ میں آپ کو شیخوپورہ میں لے آیا۔ یہاں آپ  
نے میرے چچا جان اور بڑے بھائی جان کو بھی بلوایا۔ ہم سب تیمارداری میں  
مصروف ہو گئے۔ ایک دن ہم سب بیٹھے تھے بندہ نے جرأت کی اور میرے  
دریافت کرنے پر مشورۃ پوچھا کہ آپ کی آخری آرام گاہ کہاں بنائی جائے۔ مجھ  
سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی کہ چار جگہیں میری نظر میں ہیں  
پوچھا۔ کون کون سی؟ عرض کی پہلی جگہ تو چک نمبر ۱ میں اپنے گھر کا صحن ہے۔ نمبر ۲  
اپنی زمین میں بلب پختہ سڑک، تیسری جگہ کے متعلق پوچھا تو عرض کی گئی کہ آپ  
کا پیرخانہ شرق پور شریف، چوتھی جگہ کے متعلق استفسار فرمایا تو عرض کی کہ گاؤں  
کی مسجد کے ساتھ آپ کا باغیچہ۔ فرمایا یہ جگہ موزوں ہے میری اپنی تیار کردہ ہے  
مسجد کا قرب ہوگا۔ جس سے مجھے فائدہ پہنچے گا۔ میرے شاگرد میری قبر پر فاسخ  
پڑھیں گے تو روح کو سکون نصیب ہوگا۔ ہاں اگر گاؤں میں سے کسی نے اعتراض



کسی جگہ آپ کی آخری آرام گاہ نہیں بننے دینگے میں نے ان کی خواہش کا سارا واقعہ عرض کیا اگلے ہی دن گاؤں کے سب ٹریکٹر اور ٹریلیاں مٹی ڈالنے میں مصروف ہو گئے اور باغیچہ جس کی سطح نیچی تھی اُس میں بھرتی ڈال کر اونچا کر دیا۔ یہ تیاری آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہو گئی۔ ۲۵ جنوری ۱۹۷۷ء کو آپ کو لے کر چک نمبر ۱۱ میں آگئے ایک ہجوم آپ کے استقبال کے لیے موجود تھا۔ چار پائی لے کر آپ کی بیٹھک میں آئے تو سب اہل دیہہ کے لیے نہایت لاغزی کے عالم میں دعا فرمائی۔ ہر ایک کی خدمت کا شکریہ ادا کیا۔ گاؤں والوں کو آپس میں محبت اور خلوص سے رہنے کی تلقین فرمائی۔ کفایت شعاری اپنانے کی تاکید فرمائی اور پھر مجھے قریب بلا کر کہا کہ سب کے سامنے اعلان کر دو کہ میرے فاتحہ کے لیے آنے والا کوئی بھی مکان پر نہ آئے، جو بھی آئے، وہ مسجد میں آئے، وضو کرے، فاتحہ پڑھے اور دنیا کی کوئی بات کہتے بغیر رخصت ہو جائے میں نے سب حاضرین کو سنا دیا۔ پھر مجھے فرمانے لگے آپ سب بھی مسجد میں بیٹھیں اور میری اس نصیحت پر سختی سے عمل کریں اور کرائیں۔

وصال | ۲۷ جنوری ۱۹۷۷ء کو جمعہ المبارک کا دن تھا۔ میں اور میرا بیٹا بخت یار دونوں آپ کے پاس تھے۔ ہم نے آپ کو چائے پلائی۔ باقی افراد خانہ صحن میں تھے۔ جمعہ المبارک کے وقت سے چند گھنٹے قبل میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ابا جان سیدھے لیٹے ہوئے ہیں تھک گئے ہوں گے۔ ان کی کمرٹ بدل دینی چاہیے۔ ہم نے ہاتھ لگایا تو اُس وقت آپ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ گریہ و زاری سے جانتے تھی مگر آپ کے چہرہ مبارک پر ایک نورانی مسکراہٹ ہم سب کا استقبال کر رہی تھی۔ میرے بڑے بھائی اور بندہ نے حسبِ وصیت غسل دیا۔ پودھری بشیر احمد ولد چودھری باغبین مرحوم اور مولوی عبدالرحیم امام مسجد اور آپ کے

لے میرا بیٹا ۵ مئی ۱۹۷۷ء بمطابق ۲۷ رمضان المبارک کراچی کے نزدیک ایک حادثہ میں وفات پا گیا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ قاریینِ مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔



شاگرد نے ہماری معاونت کی۔ وہ کھڑیاں کچھ عجیب ہی تھیں۔ ان کیفیات کو میں تا زندگی نہیں بھول سکتا۔ جوہی کفن پہنا کر چارپائی اٹھا کر صحن میں لائے، تو وہاں موجود سینکڑوں مستورات بچھے، بچیاں اور مرد آخری دیدار کے لیے اٹھ آئے اور کلمہ شریف کا ورد ایک خاص پرتاثر انداز سے شروع ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمانوں سے فرشتے بھی اتر آئے ہیں اور اس خاص مجلس میں ہم سب کے ساتھ شامل ہیں وہ سماں بڑا ہی روح پرور اور کیف آگیا تھا، عصر کی نماز کے بعد جنازہ ہوا۔ اور مغرب کی نماز سے قبل آپ کو آخری آرام گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔

۷ داخل فردوس فرمائے تجھے رب العباد! آہیں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد! آپ کے لگانے ہوئے درخت اب آپ کی قبر کو اپنی آغوش میں لٹے ہوئے ہیں آپ کے شاگرد اکثر اوقات قبر مبارک پر قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی میں تاکید فرمائی تھی کہ قبر پر سایہ ضرور کرنا تاکہ پڑھنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ اللہ کریم مجھے آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

۸ نام نیک رفتگار ضائع مکن۔ تابماند نام نیکت برقرار

عرس شریف اہر سال ۱۶ اور ۱۷ صفر المظفر کو آپ کا سالانہ عرس شریف منایا جاتا ہے جو اعلیٰ حضرت شرق پورمی کے عرس شریف کے عین مطابق ہوتا ہے۔  
اولاد اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔ سب سے بڑے لڑکے کا نام محمد اسحاق ہے۔ یہ موضع رکن پور تحصیل وضع رحیم یار خاں میں مقیم ہے۔ حضرت ثانی لاثانی کے مرید ہیں۔ بفضل تعالیٰ فارغ البال ہیں۔ ملازمت اور اپنی زمین ہے۔ نہایت صوفی منش اور کم گو ہیں۔ قبلہ والد صاحب ان سے بے حد پیار فرماتے تھے۔ بیٹی بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی۔ آپ کا دوسرا بیٹا راقم الحروف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے آپ مجھ پر بے حد راضی تھے آپ کی دعاؤں کے طفیل ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ میری دلی تمنا ہے، کہ

زندگی کے آخری دم تک آپ کے دربار کی درباری کرتا رہوں اور آپ کے طریقہ کار کو جاری و ساری رکھ سکوں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خدمتِ مادرِ پدر کن صبح و شام تاکہ باسٹی دردِ عالم نیک نام  
خدمتِ مادرِ پدر کن اختیاریہ ناستوری از مال و دولت بختیار

آبا جان کی جدائی پر کچھ تاثراتِ غم پیش خدمت ہیں :-

ٹھہراے اضطرابِ دل کہ دردِ دل رقم کر لوں  
ذرا اب خامہ رنگیں کو وقفِ دردِ غم کر لوں

نوائے دردِ غم، سوز و گدازِ نالہ و پینہ سم!  
جو ممکن ہو صریح کلک میں ان سب کو نغمہ کر لوں

ترستی تھیں جو آنکھیں روئے اقدس کی زیارت کو  
انہیں کو آج مٹھوڑی دیر تک اشکوں سے نم کر لوں

نہ تھم اے دیدہ گریباں کہ اب جی بھگرے میں رولوں  
ہو خون اے دل کہ آج اچھی طرح اظہارِ غم کر لوں

ٹپک جائیں ہزاروں نعل و گوہر حبیبِ دامن پر  
ہجومِ دہو و غم سے اگر اک بار خشم کر لوں

قیامت تک نہ آئے گا نظر یہ چہرہٴ نور  
ذرا ٹھہرو کہ آنکھوں میں اسے اب مٹسمہ کر لوں

۶۹  
 کرے اب کون اس دردِ عالم میں سعی غم خواری  
 میں تیری یاد ہی کو اس شریکِ دردِ غم کر لوں

## اشاعت کتاب ہذا

اپنے حلقہٴ احباب کے پیروں کی وجہ سے بالآخر بندہ حضرت صاحبزادہ  
 میان جمیل احمد صاحب کی خدمت عالیہ میں شریکِ پور شریفیہ حاضر ہوا۔ مسودہ اور  
 والد گرامی کی بیاض کی تینوں اصلی جلدیں آپ کی خدمت میں پیش کر کے اپنے  
 ارادہ کا اظہار کیا۔ آپ نے کمال مہربانی فرمائی اور اس نسخہ کو جلدی چھپوانے  
 کے لیے بے حد دلچسپی لی۔ اسی روز اپنے مرید خاص جناب ماسٹر احمد علی صاحب  
 کے ہمراہ مجھے محترم المقام جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کی خدمت میں  
 روانہ کیا۔ ہم دونوں بوقت عصر جناب محترمی حکیم صاحب کے مطب واقع  
 ریلوے روڈ لاہور حاضر ہوئے اور محترم جناب صاحبزادہ صاحب گائیڈ کیا دیا اور مسودہ  
 ان کے حوالے کر دیا۔ جناب حکیم صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے مشورہ فرمایا  
 اور حسب مشورہ مسودے کی درستی وغیرہ کے لیے محترم المقام جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب  
 صدیقی ناظم شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف رجوع کرنے کے لیے کہا  
 چنانچہ بندہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے اس کام کو عین سعادت سمجھا  
 انہوں نے مسودہ کو پہلے سرسری نظر سے پڑھا۔ پھر مجھے ہدایت فرمائی کہ اصل نسخہ  
 کے ساتھ مقابلہ کرایا جائے۔ نیز اخوان محترم جناب غلام سرور صاحب پرنٹنگ  
 محکمہ تعلیم بالغاں لاہور کی خدمات بھی حاصل کر لیں۔ بندہ اصل بیاض کی جلدیں کر  
 حاضر ہوا تو دوران موازنہ و مقابلہ یہ ضروری سمجھا گیا کہ مسودہ دوبارہ لکھنا چاہیے  
 لہذا حسب ہدایت مسودہ کو دوبارہ درست کیا گیا۔ مسودہ کی جانچ پڑتال کے لیے

مجھے محترمی قاضی ظہور احمد اختر صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر شیخوپورہ  
 کی خدمات بھی میسر آگئیں ہم دونوں نے ابتدائی طور پر مستودہ کی دستخطی کی ایک دن  
 جبکہ ہم مصروف کار تھے معاً صاحبزادہ صاحب ہنسے مسکراتے ہوئے تشریف  
 لائے اور ہم چاروں کو مصروف کار دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ مختصر یہی  
 دیر بیٹھنے کے بعد شرق پور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ کے یوں  
 آنے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے نزدیک ”خطبات شیر تباری“  
 کی کس قدر وقعت اور اہمیت تھی

ان واقعات و حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ بالا حضرات  
 کی مدد اور تعاون میرے شامل حال نہ ہوتا تو میں اکیلا اس کام کو کبھی بھی پایہ تکمیل  
 تک نہ پہنچا سکتا اور یہ بیش بہا تحفہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش نہ کر  
 پاتا۔ اسی لیے میں ان سب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہوں، جنہوں  
 نے شروع سے لے کر آخر تک اس کتاب کی تدوین و تالیف میں مدد فرمائی ہے۔  
 اس کا خیر اور محنت شاقہ کا اجر ان کو صرف اللہ تعالیٰ ہی دیں گے۔

میاں محمد سعید شاہ



# ملفوظات ارشادات اور خطبات شریفانی

(جو میاں خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیاض میں تحریر فرمائے)

و ادیم تراز گنج مقصود نشان

گرمانہ رسیدیم تو شاید برسی

الحمد للہ! یہ محض فضل الہی ہے کہ کچھ ایسا سبب بنا کہ بسلسلہ ملازمت محکمہ تعلیم بطور مدرس بمقام چک نمبر ۱۱ (نہرا پر چناب) ضلع شیخوپورہ میں تقرری ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء کا ہے۔ یہ مقام شرق پور شریف سے نو، دس میل کے فاصلے پر ہے۔ لہذا اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ کی خدمت اقدس میں جانا نصیب ہوا۔ اکثر و بیشتر جمعۃ المبارک کی نمازیں بھی آپ کی اقتداء میں پڑھنا نصیب ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات طیبات و خطبات ارشادات کو ضبط تحریر میں لاتا رہا، تاکہ پڑھنے سے خود اور دوسرے حضرات فائدہ اٹھائیں۔

۶ جولائی ۱۹۲۳ء بروز اتوار بندہ بفضلہ تعالیٰ پورے صدق دل سے بار

اول خیال روانہ بسوتے شرق پور شریف ہوا کہ۔

۱۔ ایک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سال طاعت ہے یا

اولیاء اللہ کی مٹھوڑی دیر کی صحبت سو برس کی خالص عبادت سے بہتر ہے

۲۔ گر تو سنگِ خارا مرمزِ شومی چوں بصاحبِ دل رسی گوہرِ شومی

(اگرچہ تو سخت پتھر ہو لیکن جب تو خدا کے کسی خاص بندہ کی صحبت میں

پہنچے گا تو موتی بن جائے گا)

چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ علیل تھی شرف زیارت کے

محروم پھرا۔ درحقیقت حسرت و یاس نے دوبارہ جانے کے واسطے بیتاب کر دیا

پس روز بعد یعنی ۲۶ جولائی کو پھر عازم سفر ہوا۔ بفضل خدا شرف زیارت سے

ادب و محبت گنج مقصود کا نشان بنا۔ نہیں اگر تہہ و تاب۔ شہینچ سکے تو شاید تم ہی وہاں پہنچ جاؤ۔

پہلی بار مشرف ہوا۔ بلاخانہ میں حاضری ہوئی۔ عصر سے کچھ پہلے کا وقت تھا۔ جناب حاجی عبدالرحمن صاحبؒ بھی آپ کے پاس تشریف فرما تھے۔ پوچھا: "کیا پڑھا ہے؟" عرض کی: "جی۔ وی پاس ہوں" فرمایا: "اس علم کو حاصل کرنے کے لیے کتنے سال لگائے؟" عرض کی: "نو سال" فرمایا: "وہی علم حاصل کرنے کے لیے تو نو سال لگاتے مگر قرآن مجید سیکھنے میں کتنے سال لگائے؟" خاصوٹی کے سوا کچھ جواب نہ تھا۔ آپؒ نے کمال محبت فرمائی۔ الحمد للہ! دست مبارک میرے وجود پر پھیرا۔ گیارہ بار سورہ اخلاص ۷ نماز کے بعد پڑھنے کے لیے فرمایا۔ نماز کی تاکید فرمائی۔ قرآن مجید با ترجمہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ پند و نصائح فرمائیں پھر اجازت رخصت عطا فرمائی۔

## ۲۲ اگست ۱۹۲۴ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور تشریف حاضر ہوا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بروقت تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری پر پہلی صف میں سے ایک شخص تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ اُسے منع فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ خاص خیال اور توجہ سے بیٹھے رہنا چاہیے۔ سب نمازی صف در صف دوڑا نو با ادب بے حرکت

۷ بوقت پہلی ملاقات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تقریباً ۷۱ سال تھی اور والد گرامی کی عمر ۲۶ سال چار ماہ اور ایک دن تھی۔ (مؤلف) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی توجہ باطنی اس قدر غالب تھی کہ سانس کی آواز بھی سنائی نہ دیتی تھی۔ کسی کو آنکھ اوپر اٹھانے کی ہمت نہ تھی۔ دوسری اذان حاجی عبدالرحمن صاحبؒ نے پڑھی۔ آپؒ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد نماز جمعہ آپؒ نے خانہ میں تشریف لے گئے۔ یہ جگہ بہت ہی بابرکت ہے اور وہاں عجیب فیض ربانی نصیب ہوتا ہے۔ سب پروانے حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ آپ کی جلالت و

عظمت کے آگے سب دم بخود ہیں لیکن دلوں میں فیض جاری ہے گویا بادِ نسیم  
روحانی سے دل رجوع الی اللہ کی نعمت سے سرشار ہیں۔ پھر سب کو رخصت  
فرمادیا۔

شوہدم پرزاتہ تا سوختن آموزی  
با سوخت گاہ بنیشینی شاید کہ تو ہم سوختی

عمر کی نماز کے بعد دوبارہ شرفِ زیارت نصیب ہوا۔ قرآن مجید بغور  
پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ ہر نماز کے بعد سورۃ اخلاص گیارہ بار بغور بطابق معنی  
پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ”قرآن پاک بامعنی اور سمجھ کر پڑھئے اور  
نماز توجہ و دھیان سے پڑھئے ہی میں سب کچھ حاصل ہے۔ اللہ کریم اپنے فضل و  
کرم سے عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔“

چند دن بعد صوفی برکت علی صاحب کے ہمراہ پھر حاضر ہوا۔ آپ بیٹھا  
میں تشریف فرما تھے۔ ایک عالم کسی مسئلے کے متعلق کچھ عرض کر رہا تھا اور آپ  
اس کی توجہ تفسیر موابب الرحمن کی طرف مبذول فرما رہے تھے۔ جناب دین محمد  
صاحب سے ہمارے متعلق دریافت فرمایا۔ اُس نے مناسب عرض کی۔ بعد نماز  
ظہر حاضر ہونے کی ہدایت کے ساتھ آپ بالا خانہ میں تشریف لے گئے۔ جب ہم  
بعد نماز ظہر حاضر ہوئے تو ایک شخص سے دریافت فرمایا ساتھ کون ہے؟ اُس  
نے عرض کی اکیلا آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں اکیلا نہیں۔“ اُس نے دوبارہ  
عرض کی ”جی اکیلا ہی آیا ہوں۔“ آپ نے فرمایا: ”نہ کوئی اکیلا آیا ہے اور نہ ہی اکیلا  
جائے گا۔“ پھر آپ نے دریافت فرمایا: ”فارسی کتنی پڑھی ہے۔“ اُس نے عرض کی  
کوئی نہیں پڑھی! آپ نے ذرا جوش سے فرمایا: ”کوئی نہیں پڑھی؟ تو فوراً ہی بول  
پڑا۔“ جی پڑھی ہے۔“ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر پھر بھی کہتا کہ نہیں پڑھی تو واقعی

ان لوگوں کے لئے یہ الفاظ پیدائش کے لئے ہیں، اور اللہ کی محبت۔ اتنا کہتا کہ شاید تو بھی جل جائے

بالکل صفائی ہو جاتی آپ نے فرمایا: "یہ ٹھگ بانڈی میرے ساتھ ہی کرنے کو آیا ہے"؛ دراصل اُس شخص کا فیض بند ہو چکا تھا اور وہ بڑا پریشان حال تھا۔ آپ نے فرمایا: "چل پڑے گا۔ گھبراہٹیں نہیں"۔ اُس نے مایوسی کا اظہار کیا، مگر آپ نے نظر عنایت سے مطمئن کر دیا اور اس کو اسی وقت رخصت کر دیا، ہر ایک کے ساتھ مناسب گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں بندہ کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ سبحان اللہ! وہ عجب وقت اور عجب سماں تھا! فرمایا: "خلوت میں کچھ پوچھنا تھا اور کچھ بتانا تھا"۔ پھر سو فی برکت علی صاحب سے متوجہ ہوئے۔ فرمایا: "انگریزی تعلیم زور پکڑ گئی ہے، قرآن مجید کی عظمت دل و جان سے کرو، پھر عجب انداز محبت سے پوچھا: جانا ہے یا رہنا ہے؟ سبحان اللہ! وہ ساعت پھر کم ہی نصیب ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ اگر نہیں جانا تو مسجد میں جاؤ۔ بعد نماز عصر ایک صاحب سے پوچھا کہ ان کو (یعنی مجھے) اسم ذات بتا دیا گیا ہے، عرض کی گئی: جی تا حال نہیں۔ صبح پھر حاضر ہوا تو آپ نے جانے کی اجازت فرمائی۔ قرآن شریف بغور پڑھنے کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ خداوند کریم کوئی سبب بناوے گا۔ اتباع سنت کی سخت پابندی کے واسطے تاکید ہوتی تھی۔ ہمہ افعال و کردار میں اتباع صیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سختی سے پابندی کرانی جاتی، چونکہ دونوں جہان کی خیر و برکت کا حصول اسی سے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ کا ہر کام ظاہر و باطن عین اتباع سنت حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہوتا تھا۔ اسی طرح آپ کی یہ بھی سخت ہدایت ہوتی تھی کہ ہر نادر کوئی حرکت خلاف شرع نہ کرے۔ ہر آنے والے کے لیے ضروری تھا کہ وہ با وضو ہو اور صف پر دوڑا نو بیٹھے۔ دنیا کی کوئی بات نہ کرے۔ بلکہ وہاں تو ہو ہی نہ سکتی تھی۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھلائے جاتے تھے۔ پھر دسترخوان بچھایا

۱۰ دل کا از خود اسم ذات پڑھنا۔ رجوع الی اللہ ہونا۔



جاتا۔ کھانے کے وقت دایاں گھٹنہ کھڑا اور بایاں تہ شدہ ہوتا۔ چھوٹا لقمہ اور چبا کر کھانے کی ہدایت فرمائی جاتی۔ ہر نوالہ منہ میں ڈالنے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھنے کی تاکید ہوتی۔ کھانے کے بعد دعا آپ خود فرماتے۔ ہاتھ دھونے کی ہدایت فرماتے۔ صبح وہی کی نستی اور کھانا شاہانہ کھلایا جاتا پھر طالب کی قسمت میں جو ہوتا وہ بھی اس کو مل جاتا۔

۲۰ مئی ۱۹۲۶ء بروز جمعرات کو اہلیہ محض اللہ اللہ سیکھنے کے لیے روانہ ہوئے شرق پور شریف ہوئی۔ شیرخوار بچہ گود میں تھا اور پیدل سفر تھا۔ حاضری نصیب ہوئی۔ آپ نے پوچھا "کس غرض کے لیے آئی ہو؟ عرض کی "اللہ اللہ سیکھنے کے واسطے" آپ خوش ہوئے اور خود اسم ذات اللہ اللہ اللہ، کہلویا اور فرمایا اس کا ٹوں، ٹوں میں اثر ہو جاتے۔ اس حد تک کہ سو جاؤ تو دل جاری رہے۔ درود شریف با وضو جتنا بھی پڑھ سکو پڑھ لیا کرو، لیکن پانچ صد سے کم نہ چاہیے۔ بعد نماز فجر تین تسبیح بسم اللہ شریف کی اور ہر ایک نماز کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ نماز تہجد کی پہلی رکعت میں تین بار سورہ اخلاص اور دوسری رکعت میں دو بار پڑھنے کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا۔ "اسی وقت واپس چلی جاؤ۔ بتا ہم نے دیا ہے مگر عمل کرنا تمہارا کام ہے"



۲۸ مئی ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

اسی دوران میرا تہ دل سکول تریڈیوالی میں ہو چکا تھا، وہاں سے برائے ادائیگی نماز جمعۃ المبارک شرق پور شریف حاضر ہوا۔ حاضرین بعد ادائیگی

لہ بڑا لڑکا محمد اسحاق لہ ہرتن مورتہ دل از خود اللہ اللہ پڑھتا ہے۔

سنت خاص خیال کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ سب کے دل رجوع الی اللہ تھے۔ ایسا کیوں نہ ہو تاثر پیدا کرنے والے کی نگاہ کی تاثیر تھی۔ عجب فیض عاری تھا۔ سب کے سب دوزانو متوجہ بقلب تھے۔ سورۃ العصر کی تشریح بالتفصیل فرمائی۔ فرمایا: ”یہ کلام اللہ ہے جو ہمارے پاس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے اس میں وقت عصر کی قسم یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی قسم اٹھائی گئی ہے۔ اس میں عبرت کا مقام غور طلب ہے۔ جس طرح دن کا بیشتر حصہ گذر کر انجام کے نزدیک ہوا جاتا ہے جو پھر واپس نہیں آسکتا اسی طرح انسان کی زندگی بھی زوال پذیر ہے۔“

فرمایا: ”مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ“ اس آیت شریف پر آپ نے کافی وقت بیان فرمایا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ”انسان کے ہر افعال اعمال، اقوال و احوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہونے چاہئیں۔“

فرمایا: ”برادری و خویش واقارب کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے، اور دنیوی معاملات ترک نہیں کر دینے چاہئیں۔“

فرمایا: ”خدا تعالیٰ انسان کی آزمائش مصیبت، غم و فکر اور بھوک و

پیاس کے ذریعے فرماتا ہے۔“

فرمایا: خواہشات نفس کی پیروی سے گناہ صادر ہوتے ہیں اور نیک اعمال محض اللہ کی توفیق اور رحمت سے ہوتے ہیں۔ ”بعد نماز آپ ایک خاص حالت میں رہے۔ بعد وقت دریافت فرمایا۔ ساڑھے تین بج چکے تھے۔ کچھ مزید وقت کے لیے وعظ فرمایا۔ پھر آپ حجرہ مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ یوں نورانی چہرہ کچھ وقت کے لیے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مگر بے قرار دلوں کو

جلد ہی قرار آگیا جب کہ آپ دوبارہ مسجد کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔ ایک ستمگر شخص کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "یہ گرتے اور یہ چٹائی کسی کاریگر کے ہاتھ لگنے سے بنے ہیں۔ گرتے کو پہلے پھاڑا گیا، پھر سوئی سے سیا گیا، تب جا کر یہ انسان کے جسم کے مطابق بنا اور پہننے کے قابل ہوا۔ پھر بندہ بھی کسی کے ہاتھ لگے بغیر کب صحیح بندہ بن سکتا ہے؟"

ایک بندہ خدا سے پوچھا "تیرا کیا ہے؟" اُس نے عرض کی: "ابراہیم" آپ نے فرمایا "تو کہاں ابراہیم ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی تھی۔" سچ ہے جو اللہ والے ہوتے ہیں اُن کو اللہ والوں ہی کا دھیان ہوتا ہے۔



۶ جولائی ۱۹۲۶ء (بروز منگل)

بعد نماز ظہر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کی نیت سے شرقپور شریف روانہ ہوا۔ راہ میں ایک شخص آتا ہوا ملا تو دل نے گواہی دی کہ یہ شخص اعلیٰ حضرت سے مل کر آیا ہے۔ دریافت کرنے پر ایسا ہی نکلا۔ اُس نے کہا کہ دُور سے آیا ہوں۔ مدت سے قدم بوسی کی آرزو تھی جو خداوند کریم نے آج پوری فرمادی ہے۔ الحمد للہ!

آپ کی بیٹھک مبارک میں پہنچا۔ وہاں اطمینان اور سکون قلب نصیب ہوا۔ ایک شخص پہلے ہی سے بیٹھا تھا جس کا لباس عمدہ اور نفیس تھا۔ تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے۔ مجھ سے پوچھا: کب آئے تھے؟ عرض کی کہ بوقت عصر حاضر ہوا تھا۔ آپ نے مدرسہ کا وقت دریافت فرمایا۔ پھر پوچھا: جاؤ گے

یا رہو گے؟“ بندہ خاموش تھا۔ آپ نے عجب اندازِ محبت سے فرمایا: ”ایک تو میں بیمار ہوں اور دوسرے تو خاموش ہے!“ پھر فرمایا۔ اچھا مسجد میں چلو۔ صبح دیکھا جائے گا۔ اگلی صبح بعد درود شریف حاضر ہوا تو آپ نوبج کر پندرہ منٹ پر تشریف لاتے۔ سب سے پہلے میری ہی باری آئی پوچھا: ”آج کوئی چھٹی ہے؟“ عرض کی۔ جی نہیں۔ فرمایا۔ صبح ہی کیوں نہ چلے گئے۔ یہ ذمہ داری ہم پر ہے اور کس پر؟ دونوں کام ہی کرنے چاہئیں۔ مگر نوکریاں کرنا کوئی زیادہ مضید نہیں۔ پھر دل پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر عجب حالتِ جلالت میں اسم ذات القا کیا۔ پھر فرمایا۔ اس میں تکلیف اور پریشانی بھی بڑی ہوتی ہے۔ فرمایا: ”کچھ پچھنا اور کچھ بتانا تھا۔ مگر اب وقت نہیں چھٹی کے دن آنا تھا جاؤ! السلام علیکم“ پھر آپ نے فرمایا۔ فاصلہ کتنا ہے۔ عرض کی۔ چار میل فرمایا۔ جلدی چلے جاؤ۔ اس وقت ٹھیک نوبج کر ۲۵ منٹ ہوئے تھے اور دس بج کر ۳۰ منٹ پر سکول میں پہنچ گیا۔ گویا ایک گھنٹہ میں چار میل کا فاصلہ طے ہوا اور لطف یہ کہ معلوم بھی نہیں ہوا۔



۱۶ جولائی ۱۹۲۶ء (بروز جمعۃ المبارک)

بارہ بجے دوپہر سکول کے وقت ختم ہونے کے بعد برائے ادائیگی نمازِ جمعہ بصد شوق زیارتِ قبلہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوئے شرقِ پور شریف ہوا۔ قبلہ اعلیٰ حضرت ابھی خطبہ ادلی کے لیے کھڑے ہوئے تھے کہ بندہ بھی مسجد شریف میں پہنچ گیا۔

فرمایا: لوگ مسجد میں بیٹھنے سے گھبرا جاتے ہیں کہ گرمی ہے۔ مگر کل قیامت کے دن جب سورج سوانیز سے پر ہوگا تو کیا حال ہوگا۔ حالانکہ دنیوی

کام کرنے سے کوئی نہیں گھبراتا۔

فرمایا: خداوند کریم نے ہر ایک چیز انسان کے لیے پیدا فرمائی، مگر انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

فرمایا: نفل عبادت فرضیت کو تقویت دیتی ہے مانند چھلکا بیضہ کے۔

بعد نماز جمعہ آپ نصف گھنٹہ تک مراقبے کی حالت میں تشریف فرما ہے

پھر نصف گھنٹہ تک مزید وعظ فرمایا۔ ایک شخص جو آپ کے قریب ہی تھا،

اُس نے بڑے جوش سے نعرہ "إِلَّا اللَّهُ" لگایا جس سے سب کے دل دل گئے

اور حیران ہو گئے۔ مگر آپ بدستور وعظ فرماتے رہے۔ بعد نماز عصر آپ گھر

تشریف لے گئے۔ بندہ بھی واپس تروٹیوالی پہنچ گیا۔



۲۳ جولائی ۱۹۲۶ء (بروز جمعہ المبارک)

برائے ادائیگی نماز جمعہ و ملاقات اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب رح  
شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ عین وقت پر تشریف لاتے اور جمعہ المبارک چھایا  
آپ کا معمول تھا کہ پہلا آدھ گھنٹہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و  
توصیف میں صرف کرتے۔ دوران وعظ اگر حاضرین کبھی غیر متوجہ ہو جاتے، تو  
ایک ہی نظر سے سب کو متوجہ فرما دیتے۔ اس دن سخت گرمی اور جس تھا۔  
ہر ایک پسینہ میں شرابور تھا۔ اجتماع کی وجہ سے اور بھی گھٹن تھی۔ مگر اس کے  
باوجود آپ نے سواد و گھنٹہ تک وَمَا مَتَاعُ الدُّنْيَا إِلَّا قَلِيلٌ کی  
تفسیر بیان فرمائی اور حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد آپ مسجد بالا  
میں تشریف لے گئے۔ روانگی کی ادائیگی قابل دید تھی۔ محض آپ کو دیکھ لینے ہی

سے دل اور روح کو یک گونہ تسکین مل جاتی تھی یہی نہیں بلکہ اصلاح احوال کا ذریعہ بن جاتی تھی۔ عصر کی نماز آپ نے خود پڑھائی۔ پھر گھر تشریف لے گئے الحمد للہ! ایسی قربت نصیب ہوئی۔ یا اللہ! یہ سعادت یونہی نصیب ہے! آمین



۳۰ جولائی ۱۹۲۶ء (بروز جمعہ المبارک)

افسوس کہ بعض سرکاری مصروفیات کی وجہ سے حاضر ہونے سے قاصر رہا۔ سخت پریشانی اور حسرت رہی۔ اُداسی اور غمی کی یہ کیفیت اگلے جمعہ المبارک



۶ اگست ۱۹۲۶ء (بروز جمعہ المبارک)

شرق پور تشریف جانا نصیب ہوا۔ آپ وقت پر تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ آپ نے نہایت ہمت اور جوش سے وعظ فرمایا: اِنَّ الصَّلٰوَةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَ الْمُنْكَرِہِ كِی تفسیر اور تشریح بیان فرمائی۔ فرمایا: ”نماز پڑھو یہ تمہیں بے حیائی سے بچائے گی اور بدعت سے پرہیز کرو“ فرمایا: ”سو دنہ لو“

فرمایا: مسجد میں چندہ وغیرہ جمع کرنے کے لیے سوال نہیں کرنا چاہیے۔  
 فرمایا: عناد و بغض بکینہ حسد اور مقدمہ بازی سے بچنا چاہیے۔  
 فرمایا: رزق حلال اور صدق مقال پر عمل ہونا چاہیے۔  
 فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر دین کی نگرانی کرنا فرض ہے۔

فرمایا: ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ حق بات کوئی نہیں کہتا۔

فرمایا: ایک تھانیدار تو سرکاری حکم کی تعمیل کر لیتا ہے۔ سٹور و غل مٹا دیتا ہے اور

اپنا مفصل کر لیتا ہے مگر افسوس! دین کے معاملات میں لوگ اپنے

مالکِ اعلیٰ کی پرواہ نہیں کرتے۔ سخت افسوس ہے۔

فرمایا: بندہ خدا بنا بڑا مشکل ہے، جب تک روئی پنجی (دُھنی) نہ جائے اُس وقت

تک اُس سے تار نہیں نکلتا۔ انسان بھی جب تک روئی کی طرح دُھنا نہ

جائے اُس وقت تک کب اس کی تار ربِ کریم سے ملتی ہے اور کون کہتا

ہے کہ انسان بندہ بن گیا ہے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

پردہ ہستی اگر سوزی بنا لالہ

بہنی بے پردہ دریاں دم نورِ اِلا اللہ

جب اِلا اللہ ذرا جوش سے آپ نے پڑھا تو سب حاضرین پر

کیفیت طاری ہو گئی رہبر ایک کی زبان سے اِلا اللہ بے اختیار نکلتا شروع

ہو گیا۔ ایک بندہ خدا پر تو عجب حالت طاری تھی۔ وہ بے ہوش ہو گیا، مگر

ہوش آنے پر وہ بدستور اِلا اللہ پڑھتا رہا۔ وہ بے بس تھا۔ تاثیر پیدا کرنے

و اسے کی تاثیر کا یہ اثر تھا۔

فرمایا: اِلا کی تلوار سے جیبا

اِلا اللہ تک پہنچ نہیں سکتا۔

دارمی کے باعث بحرِ بر میں فسادات

فرمایا: انسانوں کی شامت

کی علامات ظاہر رہتی ہیں۔ ہیں برس پہلے جو نعمتیں اور برکتیں تھیں، وہ

اب دیکھنے میں نہیں آئیں۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسِ دجن کے عداوہ ہر چیز کے لیے بھی

مذول ہیں۔

منازہ جمعہ کی دعا کے بعد آپ کچھ دیر کے لیے مراقبے کی حالت میں رہے

حاضرین دم بخود تھے اور دیدار کے لیے بے تاب تھے۔ مراقبے سے فارغ ہو کر سب کو "السلام علیکم" کہا اور چل دیئے۔ مسجد کے صحن میں ایک شخص جو کوئی اعلیٰ افسر معلوم ہوتا تھا۔ ظاہری شکل منتشر تھی۔ بڑھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے تھوڑی دیر شریعت کی پابندی کی اہمیت بیان فرمائی۔ زیادہ تر آپ اُس شخص ہی سے مخاطب رہے۔ فرمایا: "بظاہر شکل تو اچھی نظر آتی ہے اندر سے چاہے خالی ہی ہو۔ ایک شخص کی تمبیض اور کالر پکڑ کر خلاف شرع لباس پہننے پر تنبیہ فرمائی۔ پھر وہیں تشریف فرما ہو گئے۔ وہ نظارہ کچھ ایسا تھا کہ مرکز میں چاند اور ارد گرد ستارے یعنی بالہ چاند کا اسی شکل بن گئی تھی۔

گو وہ شخص اچھے قد والا تھا مگر آپ کے رعب و جلال کے آگے اُس کی آواز نہ نکلتی تھی اور بہت کچھ آپ نے فرمایا۔ وہیں ایک بچہ جو اپنے باپ کے ہمراہ آیا تھا آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ آپ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور اصلاح احوال کے لیے اُس کے باپ کو تنبیہ فرمائی۔ پھر فرمایا مَر جانا ہے۔ خواہ کچھ کر لو۔ دوا کر لو یا تعویذ کر لو۔ وقت پر مَر ضرور جانا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا لڑکا بڑا سخت بیمار ہے۔ دراصل اسی کے لیے دُعا کرانے آیا تھا۔

اسی مجلس میں ایک شخص ڈاڑھی مُنڈا حاضر تھا۔ آپ نے اس سے نام پوچھا۔ اس نے عرض کی "مہر دین"۔ شادی شدہ ہوئے تھی باں، اُس نے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی بیوی کے بال بھی مُنڈ دو۔ پھر مہر اور دین پورا بن جائے گا۔ اُس نے اسی وقت توبہ کی کہ آئندہ کبھی ڈاڑھی نہیں مُنڈواؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے واسطے نہیں کرنا۔ اپنی نجات کے لیے کرنا ہے۔ نیک اعمال کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتی ہے اور بد اعمال نفس کی شرارت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

سے اگر کوئی توبہ کرنا چاہے۔ توبہ اللہ سے ہے۔ توبہ اللہ سے ہے۔ توبہ اللہ سے ہے۔



بعد ازیں آپ مسجد کے اوپر تشریف لے گئے گویا ایک نور تھا جو سب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ حاضرین پر اُداسی اور پریشانی چھا گئی۔ جلد ہی نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ پھر تشریف لائے اور نماز عصر خود پڑھائی۔ بعد دعا پھر پند و نصائح فرمائیں۔ بالخصوص شہر کے ایسے لوگوں کی خبر لے رہے تھے جو سوڈ لینے سے باز نہیں آ رہے تھے ان کو تنبیہ فرماتے رہے۔ گھر روانہ ہونے سے قبل دو تین آدمیوں کے ہمراہ تنہائی میں تشریف لے گئے۔

بندہ تقریباً پونے چھ بجے شام واپس لوٹا اور نماز مغرب گھر آ کر پڑھی۔



۱۳ اگست ۱۹۲۶ء (بروز جمعہ المبارک)

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور تشریف حاصل فرمایا۔ نصیب ہوئی۔ الحمد للہ! ایک توبہ سٹی ہسپتال کا دیدار ہوا دوسرے فیض عالم کے فیض سے مستفیض ہوا۔ بجلی کی طرح ایک رُوسی جسم میں پیدا ہوتی ہے جو کھینچ کر شیرِ بانی کے قدموں میں لاڈالتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ شکر ہے کہ آپ کی زیارت میں نصیب ہیں۔ اس وقت اور زمانے کو کبھی رو رو کر یاد کیا کریں گے۔

پہلی اذان ہو چکی تھی۔ جمعہ کی پہلی سنتیں ادا ہو چکی تھیں تو آپ تشریف لائے اور جمعہ مبارک پڑھایا۔

فرمایا: یہی سارا کمال نہیں کہ منہ مغرب کی طرف کر لیا جائے۔ ایسا تو دوسری قومیں بھی کرتی ہیں۔ بلکہ کمال اس میں ہے کہ توحید اور رسالت کو اس طرح جانو جس طرح جاننے کا واقعی حق ہوتا ہے۔

فرمایا: یاد رکھو! توحید اور رسالت باہمی مربوط ہیں۔ بغیر توحید کے رسالت نہیں

اور بغیر رسالت کے توحید کا اثبات نہیں :-  
 فرمایا: اللہ کریم کو وحدہ لا شریک مان کر امر و نہی پر سختی اور استقامت سے  
 عمل کرنا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا پیغمبر مان کر صدق دل سے  
 اتباع ہدایت کرنا ہی بڑی سعادت ہے جب اس پر دل و جان سے  
 عمل ہوگا تو باقی جملہ امور از خود فرمان خداوندی کے عین تابع ہو جائیں گے۔  
 فرمایا: اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ایمان کے دو (ظاہر اور باطن) یعنی  
 رسالت اور توحید۔ کیونکہ رسالت کی متابعت سے توحید تک پہنچا جا  
 سکتا ہے اور ایمان میں تصدیق قلبی ہوتی ہے :-  
 فرمایا: شریعت کا فتویٰ ظاہر میں ہے اگر کوئی خلوص نیت سے ظاہری طور و  
 اطوار درست کر لے تو خداوند کریم اس کے باطن کو بھی درست فرما  
 دیتے ہیں۔

فرمایا: آج کل لوگ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے شریعت کے فتویٰ  
 کی تلاش کرتے ہیں۔ مگر دین حق کی تلاش میں کوشش نہیں کرتے۔  
 فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے پیش کی تو  
 واقعات عالم کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی چیز ہاتھ کی ہتھیلی پر وجود  
 ہو۔ لہذا نہایت ضروری ہوا کہ ہمہ افعال۔ اقوال اور احوال میں سنت  
 کی پیروی ہو اسی میں صحیح عزت نصیب ہوگی۔  
 فرمایا: تین باتوں کا خاص خیال رکھو:-

- (ا) اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانو
- (ب) کھانا کھاتے وقت محسوس کرو کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔
- (ج) اپنے سے سب کو اچھا جانو۔

فرمایا: جب خداوند کریم کو حاضر و ناظر جانتے ہو تو پھر اس کی نافرمانی کیوں کرتے

ہو، اور جو کہے کہ اللہ حاضر و ناظر نہیں تو وہ کافر ہے۔  
 فرمایا: کلمہ پڑھنے کو تو پڑھتے ہیں سب لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ  
 مگر اس پر عمل نہیں کرتے معاذ اللہ!

فرمایا: دین کی محبت، حرارت اور غیرت چاہئے۔

فرمایا: بادشاہی مسلمانوں کی نہیں، دین میں ہر ایک کو آزادی ہے، تلوار کا زور  
 نہیں۔ یَوْمِئِذٍ بِالْغَيْبِ كِى تَصْدِيقِ اور خوفِ خدا کی تلوار جس پر  
 اثر کر گئی وہ فلاح پا گیا۔

فرمایا: اللہ وہ ہے جس نے حقیر پانی (منی) کی ایک بوند سے انسان کو پیدا کیا۔  
 ہمہ اعضا اجسام درست پیدا فرماتے، کان، ناک، آنکھ، زبان ہاتھ اور  
 پاؤں پیدا فرماتے، ان میں اگر کوئی ضائع ہو جائے یا خراب ہو جائے تو  
 قادرِ مطلق کے علاوہ وہ کون کا ریگر ہے جو اسے درست کر سکے بس ہر دم  
 اللہ کا شکر ادا کرو، دانا عبرت حاصل کرتے ہیں، حق تعالیٰ انسان کو نیست  
 سے بست میں لایا، تو دیکھ نہیں سکتا مگر وہ تیرے ہر نفس (سانس) کی  
 رفتار سے بھی واقف ہے۔

فرمایا: دل و جان تمہارے پاس ہے، یہ اللہ کی امانت ہے۔

ملتان کی طرف سے ایک شخص آیا ہوا تھا، نام اس کا خلیل احمد تھا، وہ اکیلی  
 ٹوپی پہنے ہوئے تھا، آپ نے فرمایا: اکیلی ٹوپی نصاریٰ اور اکیلی پگڑی یہودی  
 باندھتے تھے، مگر ہمیں حکم ہے کہ دونوں چیزیں پہنو، آپ نے اپنا پٹکا اس  
 کے سر پر باندھ دیا اور فرمایا: ”یہ ہے طریقہ سنت“



۲۰ اگست ۱۹۲۶ء بروز جمعہ بغرض ادائیگی نماز جمعہ المبارک گھر سے روانہ ہوا۔ راہ میں بارش شروع ہو گئی جس سے کپڑے وغیرہ سب بھیگ گئے اور بھیگتا ہی چلا گیا چونکہ وقت کافی ہو گیا تھا۔ ابھی ابھی پہلی اذان ہوئی تھی کہ بفضل تعالیٰ مسجد میں حاضر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور دوسری صف میں تشریف فرما ہوئے اور صحت پر ایک عالم حاضر ہو گئے۔ شاید یہ تبدیلی پہلے ہی طے ہو چکی تھی۔ جناب حاجی عبدالرحمن صاحب نے دوسری اذان پڑھی اور خطبہ شروع ہوا۔ معلوم ہوا کہ وہ عالم گجرات سے تشریف لائے تھے۔ سورۃ الذہر کی تفسیر و تشریح فرماتے رہے۔ مگر آپ کے سب پر والوں کو حسرت تھی اور اسی تھی طبیعتیں بے چین تھیں کہ آپ جمعہ کیوں نہیں پڑھا رہے۔ عالم بڑا وجیہ اور مبلغ قسم کا معلوم ہوتا تھا مگر سامنے جب محمد کے شیر کو دیکھتا تو زبان اس کی لڑکھڑاتی اور گھبراہٹ کی حالت اس پر طاری تھی۔ خیر نماز ہوئی۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر تہہ خانہ میں تشریف لے گئے تو عالم صاحب کو پھر تقریر کا جوش اٹھا۔ دراصل قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب جان بوجہ کہہ ہی جلدی تہہ خانہ میں تشریف لے گئے تھے کہ عالم صاحب اپنا مطلب حاصل کر لیں۔ تقریباً سو اگھڑے تک وعظ ہوا۔ ان کا طرز بیان راگ اور گانے کی طرف زیادہ مائل تھا۔ یہ بات کے بعد لفظ ”جی“ کہتے تھے۔ دوران وعظ اکثر ”میرے دوستو“ کہہ کر مخاطب کرتے۔ جیسے کوئی یہ دنیاوی بسر منقہ بورا ہو۔ بار بار کہتے۔ توجہ ت سنو۔ دل کو توجہ رکھو۔ کہاں اعلیٰ حضرت ہوتے۔ اگر کسی کو غیر متوجہ پایا تو ذرا جوش سے ہوش اٹائی کہ سب یہاں ہوتے تھے۔ دراصل عالم صاحب دنیا کے حاجت مند تھے۔ ان کے بیان سے سوال کی بوائی تھی۔ بالآخر اس نے سوال کر ہی دیا۔ وعظ سے فارغ ہو کر یہ صاحب اعلیٰ حضرت کے پاس مسجد بالا میں حاضر ہوئے۔

نماز عصر حسب سابق آپ نے ہی پڑھائی۔ آپ گھر کو تشریف لائے۔

۲۴ اگست ۱۹۴۷ء بروز سوموار۔ آج معہ اہلیہ بغرض اصلاح نفس پیدل ہی روانہ سفر ہوئے۔ اہلیہ اندرون خانہ چلی گئی اور بندہ بیٹھک میں بیٹھ گیا تقریباً آدھ گھنٹہ بعد آپ تشریف لائے۔ فرمایا کب آتے اور کب جاؤ گے۔ مناسب جواب عرض کیا۔ اپنی اہلیہ کا بھی حال عرض کیا۔ فرمایا، ان کو جو کچھ بنانا تھا بنا دیا گیا ہے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ بندہ سے سائے حالات دریافت فرما کر مطمئن ہوئے اور فرمایا بتائے گئے اور اد سے اول اور آخر یا کریم۔ یا کریم جس قدر پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ علمی لیاقت معلوم فرما کر تفسیر قادری پڑھنے کی ہدایت فرمائی چونکہ مطالعہ کی پہلے ہی اجازت ہو چکی تھی اس لیے تفسیر حسینی کا مطالعہ بھی جاری تھا جس کے متعلق مناسب عرض کی گئی۔

اُس وقت ایک حافظ صاحب پاس تھے۔ اُن کی حالت دگرگوں تھی آپ نے اُن سے فرمایا رقت سے بڑھ کر استغراق کا درجہ حاصل کرو۔ آپ کے ارشادات اور رموزات صرف سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا تھا۔ آپ کے پاس بیٹھنے بلکہ آپ کے پاس آنے ہی کے ارادہ سے قلب جاری ہو جاتا تھا اور جو نہی آپ کا دیدار ہو جاتا تو دنیاوی تفکرات سائے بیکر ختم ہو جاتے تھے۔

بعد نمازِ ظہر پھر حاضر ہوا۔ بہت سے احباب حاضر تھے ان میں جناب مولوی نواب الدین صاحب مٹو بھنگواں والے اور جناب چودھری ندیر احمد صاحب بھنگو بھی موجود تھے۔ بندہ جب وہاں حاضر ہوا تو آپ فرمائیے تھے: فرمایا: آدمی اپنی نفسانی خواہشات کی خاطر اللہ تعالیٰ پر کلمہ و شکوہ کرتا ہے حالانکہ اس کو چاہیے کہ ہر حالت میں رب کریم کا شکر ادا کرتا رہے۔

فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہو جائیں گے۔ فرمایا: لوگ بدی اور گناہ کی طرف اس طرح جاتے ہیں جس طرح پانی نشیب کی

طرف جاتا ہے۔

فرمایا: کارخانہ قدرت میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ حکم خداوندی کے تحت ہو رہا ہے  
فرمایا: جو کچھ دین کی نعمتیں ہمیں ملی ہیں یہ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی طفیل نصیب ہوئی ہیں۔

فرمایا: جو شخص اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگتا ہے وہ گتے کی مانند ہے۔  
فرمایا: انسان کتنا ناشکرا اور ظالم ہے۔ ایک سرسبز درخت کو کاٹ کر اپنے لیے  
ایندھن بناتا ہے۔ پھر اُس کو کلباٹے اور ہتھوڑے سے چیرتا پھاڑتا ہے  
جب تک خود بھی اسی طرح کاٹا، چیرا اور پھاڑا نہ جائے گا، انسانیت  
کے قابل کب ہوگا؟

اُس وقت آپ کی شان و جلالت عجب سطح پر تھی۔ نہایت اسرار درموز  
کے نکات بیان فرماتے رہے جو صرف باطن کی نظر رکھنے والے ہی سمجھ سکتے  
تھے۔ ان کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ الوداعی کچھ وقت جناب مولینا مولوی  
نواب دین سے میرے متعلق دریافت فرمایا کہ خدا بخش اب کہاں ہوتا ہے۔  
انہوں نے عرض کی پہلے چک نمبر ۱ میں تھا اور اب ترڈیوالی میں ہے، پھر  
فرمایا وہاں نمازیوں کی کوشش کرنی چاہیے۔ جناب مولینا صاحب نے فرمایا  
چک نمبر ۱ میں بڑی کامیابی سے کوشش کی۔ اس پر آپ بے حد راضی ہوئے۔  
جناب مولینا صاحب مڑھ بھنگواں کو واپس لوٹے۔ آپ نے مجھے بعد نماز عصر  
آنے کا ارشاد فرمایا۔

بعد نماز عصر پھر حاضر ہوا۔ اہلیہ کے آنے کی آپ کو خبر ہو چکی تھی۔ اُس کے متعلق  
فرمایا: زیادہ آنے کی ضرورت نہیں جو کچھ اس کی قسمت میں تھا بفضل تعالیٰ اُسے  
مل چکا ہے۔ پھر اپنی زبان مبارک سے درود شریف خضریٰ اپنے ساتھ مجھے یوں پڑھوایا۔

صَلَّى اللهُ عَلَى حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ

اور فرمایا کہ الیہ کو بھی اپنی نگرانی میں اسی طرح درود شریف پڑھا دینا۔ اس دن عزیز بی محمد اسحاق جو چھ سات برس کا تھا ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ آپ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا بچے کو ساتھ کیوں نہیں لائے۔ بوقت رخصت محبت بھی فرمائی۔ برود بعد اجازت واپس روانہ ہوئے اور مغرب کی نماز گھر آکر پڑھی۔

تنبیہ! مرشد کے سامنے کبھی کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھنی چاہئے جو کچھ وہ دریافت فرمائیں ٹھیک ٹھیک عرض کر دینا چاہئے۔ چونکہ انہیں تو پہلے ہی بفضل تعالیٰ حالات منکشف ہو چکے ہوتے ہیں۔

بندہ کی دعا عاجزانہ: یا اللہ! اپنے فضل و کرم اور بصدقہ اپنے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم جلد از جلد اعلیٰ حضرت شرق پوری سرکار کا دیدار نصیب فرمائے تاکہ آپ کی نظر کرم اور توجہ سے میری اصلاح ہوتی رہے۔ عبادت میں ذوق و شوق نصیب ہوتا رہے اور مجھے قرب خداوندی اور قرب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نصیب رہے۔ آمین ثم آمین

خدا بخش (ٹرڈیوالی بوقت پڑا بجے شب)



۲۷ اگست ۱۹۲۳ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ حسب پروگرام تشریف لائے اور جمعہ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیفا نہایت مؤثر طریقے سے بیان فرمائی۔ فرماتے رہے۔ وَالشَّمْسُ فِي تَوْصِيفِهِ

وَالْبَيْلُ فِي تَعْرِيفِهِ - يَسِينٌ فِي تَشْرِيفِهِ الْإِزْهَابِ فِي ذَوِّهِ وَشَوْقِ  
 سَے پڑھ کہ حاضرین کو وجد میں ڈال دیا۔ اس جہد میں آپ کا وعظ نہایت پر عوش  
 اور موثر تھا۔ ہر شخص کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ اندازہ بیان درود غم میں  
 ڈوبا ہوا تھا کہ شاید ہی کوئی آنکھ ہوگی جو منہ نہ ہٹائی ہو۔ درصفت حاضرین  
 اس توجہ سے بیٹھے ہوئے تھے کہ شاید ہی یہ کیفیت کبھی پہلے دیکھنے میں آئی  
 ہو۔ آپ نے اپنا عصا مبارک بلند فرما کر کہا کہ جس نے کھانڈا اٹھایا اس کا کھنڈ  
 توڑ دیا جائے گا اور جو سر سجدے میں نہ گرا اس کی کمر توڑ دی جائے گی۔ خداوند کریم  
 کے دربار میں گستاخانہ بیٹھتے ہو۔ حیا آنی چاہیے۔

فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تہذیب چاہیے جس سے ان کی درستگی ہو۔  
 فرمایا: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پتہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا۔  
 توحید مطلق جاننے کے لیے سورہ انعام ہی بہت کافی و شافی ہے۔  
 فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ نیکی کی ہدایت کرے اور  
 بدی سے بچائے۔ یہی مسلمان کی تعریف ہے اب اندازہ کر لو کہ  
 ہم اس پر کہاں تک عامل ہیں۔

فرمایا: انسان اپنی ادنیٰ سی ادنیٰ خواہش کو پورا کرنے کے لیے بے حد جدوجہد  
 کرتا ہے۔ حتیٰ کہ بغیر جوتی چل پھر بھی نہیں سکتا۔ مگر باتے افسوس لوگ  
 قرآن شریف پر عمل کیے بغیر زندگی کے دن کیسے گزار دیتے ہیں۔  
 فرمایا: اسلام اور ایمان دونوں مل کر دین بنا ہے۔ اسلام میں کوئی فعل ظاہر خلاف  
 شریعت نہیں ہونا چاہیے اور ایمان میں کوئی کام باطنی صفائی کے بغیر  
 نہیں ہونا چاہیے۔ امید اور خوف اس رہنا چاہیے۔

فرمایا: حدیث شریف میں ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ نہ خود نیک کام کریں  
 گے اور نہ دوسروں کو نیک کام کرنے کی ہدایت کریں گے۔



فرمایا: ایک سپاہی چند روپوں کے عوض اپنی جان حکومت کے سپرد کر دیتا ہے مگر مالک حقیقی جس نے بے بہا نعمتیں وافر مقدار میں عطا فرمائی ہیں اس کی فرمانبرداری ہم کہاں تک کرتے ہیں۔

فرمایا: جب تک انسان اپنی جان، مال اور اولاد سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عزیز نہ جانے گا، مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں ہو سکے گا۔

فرمایا: اعلانیہ گناہ کا سخت عذاب ہوگا۔ حلال کا رزق نیکی کی طرف اور حرام کا رزق بدی کی طرف کشش کرتا ہے۔

فرمایا: کسی سے اگر پوچھا جائے کہ پہننے ہوئے لباس میں سے فلاں چیز کتنے کوئی تو وہ ضرور قیمت بتائے گا۔ لیکن اگر پوچھا جائے کہ دین کتنے کا لیا تو کیا جواب دے گا؟ آپ کی طبیعت کافی کمزور تھی مگر مہمت اور جوش سے آپ نے وعظ فرمایا جو اپنی روحانی طاقت کی وجہ سے بخفا۔ بعد نماز جمعہ بھی کچھ دیر کے لیے بند و نساج فرمائیں۔ جو لوگ بعد نماز مسجد سے نکلنے میں جلدی کرتے ہیں ان کو سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ مسجد سے سب سے بعد نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے شاید کوئی نیک اور کام کی بات کان میں پڑ جائے اور عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو جائے۔ وہ شخص کمال بے نصیب اور محروم ہے جو احکام ربانی سنے بغیر مسجد سے چلا جائے۔

فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دیوارِ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمانوں پر اہل قریش کے بے پناہ مظالم ہو رہے تھے۔ ایک صحابی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ہم کب تک ستائے جائیں گے۔ دین کب غالب ہوگا۔ یہ سن کر آپ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا اور فرمایا۔

کیوں بس اتنی ہی ہمت اور مستقل مزاجی تھی۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے دوبارہ دعا فرمائی اور سب کو السلام علیکم کہہ کر چل دیئے۔ مسجد کے صحن میں ایک عمر رسیدہ شخص جس کا تعلق حجرہ شاہ مقیم سے تھا کھڑا تھا۔ طبیعت اس کی دل لگی کی طرف مائل نظر آتی تھی۔ آپ نے بعد ملاقات فوراً دریافت کیا کہ روٹی کس طرح کھاتے ہو۔ اُس نے کہا نرم مال مل جائے تو فہہا۔ ورنہ نوالہ منہ میں ڈالا اور پر سے پانی کا گھونٹ پیا اور نگل لیا۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ مگر ساتھ ہی دریافت فرمایا۔ دانت کہاں گئے۔ اُس نے عرض کی۔ جی ٹوٹ گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ کس نے توڑ دیئے۔ کس نے بنائے تھے۔ یہ آنکھ۔ کان اور ناک کس نے بنائے ہیں۔ کیا والدین نے یا پیر نے بنائے ہیں۔ اس کا جواب تھا۔ جی خدا نے۔ پھر خداوند کریم کے احکامات کی کہاں تک پیروی کرتے ہو۔ وہ خاموش اور گرفت میں تھا۔ اس وقت آپ کو اس قدر جوش آگیا کہ جسم مبارک میں ایک لمحہ کے لیے ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ حاضرین سب دم بخود ہو گئے تھے۔ اگلے لمحہ آپ نے پوچھا۔ یہ کالے بال کس نے سفید کیے۔ یہ دائرہ صی کے بال کتنے ہیں؟ اب اُس شخص کے ہوش و حواس گم ہو گئے اور سخت حیران و پریشان تھا۔ کانپتے ہوئے جواب عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ خداوند تعالیٰ کو اس شمار کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جو حکم آیا اس کو کہاں تک پورا کیا۔ اب کہتے ہو خدا بہتر جانتا ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ خدا کے واسطے کون سے عمل صالح کیے۔ فرمایا، قرآن شریف میں نہیں آیا،

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاتِ لِيُبْلُوَكُمْ آيَاتِكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ط۔

فرمایا، عوام میں یہ بات کہنی تو نہیں چاہیے مگر حقیقت کو چھپایا بھی نہیں جاسکتا۔ محض دنیوی لالچ میں گھروں میں جا جا کر نذر و نیاز لینا درست نہیں فرمایا: اگر عام لوگ پانچ نمازیں پڑھیں تو سیدوں کو سات پڑھنی چاہئیں،

اور اگر عام سات نمازیں پڑھیں تو سادات کو نو پڑھنی چاہئیں۔ اصل  
 وہ شخص خانقاہِ معلیٰ حج و شہادہ مقیم کا مجاور تھا۔ اس لیے فخر و غرور اس کے  
 اندر پیدا ہو چکا تھا۔ مگر اب اس کے ہوش و حواس گم ہو چکے تھے اور وہ  
 جان چھڑانے کے ورپے تھا۔ آپ کے ارد گرد کافی پروانے اٹھے ہو چکے تھے۔  
 اسی اثنا کچھ اور ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے، ان کا حال احوال دریافت  
 فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر مسجد کے اوپر تشریف لے گئے۔ مگر جلد ہی ان کو  
 واپس لوٹا دیا اور خود خاکِ خوش نصیب پر بستے استراحت دراز ہوئے۔ آپ  
 کے خادم دین محمد دربان کے لیے مستعد تھے۔ دکتے خوش نصیب ہیں دین محمد  
 صاحب، جنہیں ہر لمحہ و ہر ساعت آپ کی خدمت کرنے کا موقع نصیب ہوا۔  
 بے حد افسوس ہے کہ اب کی مرتبہ بوجہ مجبوری خاص آپ کی اقتدا میں  
 نمازِ عصر پڑھنی نصیب ہوئی۔



۳ ستمبر ۱۹۲۶ء۔ روز جمعہ المبارک

برائے نماز جمعہ ادائیگی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حاضر ہوا آپ  
 ایک بجے مسجد میں تشریف لائے۔ پانچ منٹ بعد دوسری اذان پڑھنے  
 کے لیے ارشاد فرمایا۔ بعد اذان خطبہ شروع فرمایا  
 فرمایا: "کَوَلَّيْنَاكَ لَمَّا اَظْهَرْتَ الرَّبِّيَّةَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر آپ  
 نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔  
 مگر نبودے ذات پاکت را جو کُنْ نَكْفَتِ خَالِقِ اَرْضِ و سَمَاءِ  
 سیدوں کی نصیحت اور تعلق کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے

فرمایا: سیدالابرار و انیس و جان صلی اللہ علیہ وسلم باعث ایجاد عالم ہر موجودات  
ہیں اور دونوں جہان کے لیے باعث رحمت ظاہر و باطن ہیں نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک کونین کے لیے رحمت ہے۔

فرمایا: قرآن مجید جو ہم تک بذریعہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا یہ عین روحانی  
اور جسمانی بیماریوں کے علاج کے واسطے ہے۔ اس میں درج قانون اللہ  
تعالیٰ کی طرف سے ہیں جو دین اور دنیا کا مالک ہے اس لیے انسان کے  
لیے نہایت مفید اور موزوں ہیں مگر بعض جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے  
فرمایا: اسلام کی خاطر بیچ بات کہو۔ ہرگز نہ رکو خواہ جان ہی کیوں نہ جائے کیونکہ  
منا ایک ہی دفعہ ہے۔

فرمایا: اس زمانہ میں جو سنت نبوی پر سختی سے عمل پیرا ہوگا اسے پچاس شہیدوں  
کا درجہ ملے گا۔

فرمایا: اپنی خواہشات کو خدا نہ بناؤ کیونکہ ایسا کرنے والا مانند سگ ہوتا ہے  
فرمایا: ظاہری شکل و صورت عین سنت نبوی کے مطابق ہو۔ ہر فعل کی نگرانی لحاظ  
شرعیہ پوری سختی سے کرو گے تو فلاح پا جاؤ گے۔

فرمایا: تیرا چہرہ چاند جیسا ہے۔ تیرے اعمال ایسے صالح ہوں کہ مرنے کے بعد متغیر  
نہ ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ منور ہو۔

فرمایا: انسان کا درجہ ایک لحاظ سے فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہے اور ایک طرح  
سے حیوانوں سے بھی بدتر۔

فرمایا: جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ خواہ وہ کسی اور جنس ہی  
میں سے کیوں نہ ہو۔

فرمایا: لوگوں کی ساری اعمال کی وجہ سے خشکی اور تیزی میں رہائیں اور بلائیں  
پیدا ہو جائیں گی۔ بعض لوگوں کی بد اعمالی کا بدلہ یہیں مل جاتا ہے۔

فرمایا: انسان جو قتی، کپڑا اور پکڑی کے بغیر تو جہاں میں چل پھر نہیں سکتا۔ مگر عجب  
تیرانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی بھی کرتا ہے اور دنیا  
کے کاروبار میں بھی مصروف ہے۔

فرمایا: مسلمانوں کے کتاب و مسلمانوں کے گوراست

فرمایا: محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے تو ایک مانی صاحب  
نے عرض کی حضور یہاں خطرہ ہے آپ تشریف نہ لائیں ایک اونٹ باولا  
آ رہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آنے دو۔ اونٹ آیا اور آپ  
کے قدموں میں گر گیا۔

فرمایا: اخیر زمانہ میں ایسے فتنے اور فساد پیدا ہوں گے کہ بار بار سے بار بار شخص بھی  
تیران و پریشان ہو جائے گا اور مسلمان اپنے اعلیٰ قانونِ شریعت کو چھوڑ  
کر دوسروں کے راہ و رسم اختیار کر لیں گے۔

فرمایا: نماز نہایت عاجزی۔ اطمینان اور توجہ سے پڑھی جائے۔ تاکہ اثر اس کے  
چہرہ سے عیاں ہو۔ ممنوع افعال سے ہمیشہ بچا رہے۔

ماہِ نیم پر گستاہ تو دریایِ رحمتی جامی کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما  
فرمایا: عیب خود را ہر کہ او بینا شود روح اور اوتے پیدا شود  
ترجمہ جو کوئی اپنے عیبوں پر نظر رکھتا ہے اس کی روح کو تقویت پہنچتی ہے۔  
یہ اشعار اکثر آپ کی زبان مبارک پر جاری ہے۔



۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء۔ بروز جمعہ المبارک

بفضل خدا قبل از وقت آپ کی مسجد میں پہنچ گیا۔ آپ بحال رعب و جلال

سے فرمایا: دو با اللہ جہات۔ ابراہیم از پر منح زکونہ

تشریف لاتے اور جمعہ پڑھایا۔ حمد و ثنا کے بعد :-

فرمایا: مولا کریم کی یاد میں شب بیداری کرتا کہ موت و قبر اور قیامت کے روز  
فلاح پاسکے۔

فرمایا: ہر ایک سے بھلا کر۔ اس بات کی کوشش کرو کہ کوئی شخص تجھ سے دل برداشتہ  
نہ ہو۔

فرمایا: جو شخص کسی دوسرے کے ساتھ حسد اور بغض رکھتا ہے وہ خود گھاٹے میں  
ہے۔ دوسرے کے ساتھ نیکی کر خدا تعالیٰ تیرے ساتھ مہربانی کرے گا۔

فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایسی قومیں اور گروہ پیدا  
ہوں گے جن کی زبانیں شہد و شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر اندران کے  
نفاق سے پر ہوں گے۔

فرمایا: اللہ کریم علیم و بخیر اور بصیر ہیں۔ وہ مجرموں کی گھات میں ہیں۔ وہ سب کچھ  
دیکھ اور سن رہے ہیں چاہے ظاہر ہو چاہے باطن۔

فرمایا: محبوبِ خدا پر کافر اس لیے ایمان نہ لاتے تھے کہ انہیں اپنی خاندانی عروت  
پر دھتہ آنے کا خدشہ تھا۔ وہی کام آج کل بنا ہوا ہے۔ دین داروں کو دنیا دار  
اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ انہوں نے اپنی خواہشات کو خدا بنا لیا ہے۔ ان  
سے ایک فعل بھی خلافِ شریعت ترک نہیں ہو پاتا۔

فرمایا: قادرِ مطلق کا حکم ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی ہو گا اللہ تعالیٰ  
بھی اسی پر راضی ہو گا۔

فرمایا: اے انسان تو نے کبھی غور نہ کیا کہ میں کیا ہوں؟ کہاں سے آیا؟ کہاں جاؤں  
گا؟ کیا ہو گا؟ کیا کرنا ہے؟ اور کیا کرتا ہوں؟

فرمایا: والدین پر فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیک کام کرنے کی ہدایت کریں مگر

لے خدارحم کرتا نہیں اس بشر پر۔ نہ ہو رحم کی چوٹ جس کے جاگ پر کوئی ملتا ہے۔ انہیں پر خدارحم کرتا ہے۔

آج اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ جب اپنی اولاد کو ہی نیکی کی تلقین نہیں کرتا پھر دوسروں کو ہدایت کرنے کی کب کوئی جرات کرے گا۔

آج آپ نے تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ وعظ تشریف فرمایا۔ خدا جانے طبیعت کا کیا حال تھا۔ بعد نماز جمعہ دعا کے بعد وقت دریافت فرمایا تو معلوم ہوا ابھی اڑھائی بج رہے ہیں تو آپ حیران ہوئے چونکہ اس سے پہلے ہمیشہ تین سوا تین بجے فارغ ہوتے تھے آدھ گھنٹہ تک آپ مراقبے میں رہے یہ دیکھنے کے لیے کہ کون جاتا ہے اور کون بیٹھا رہتا ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا بھی سب دوڑ جاؤ مگر پڑوانے شیخ کو چھوڑ کر بھلا کب جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر بسم اللہ پڑھ کر آپ پھر کھڑے ہوئے فرمایا جمعہ کی نماز میں تین قسم کے آدمی آتے ہیں۔ ایک سودا سلف خریدنے دوسرے دعاؤں کے واسطے تیسرے کچھ حاصل کرنے کے لیے۔ بس یہ تیسرا گروہ فائدہ پانے والا ہے۔ آدھ گھنٹہ تک آپ نے پھر پند و نصائح فرمائیں۔ بعد دعا آپ اوپر تشریف لے گئے پھر وہاں سے جلدی ہی گھر تشریف لے گئے۔ کیونکہ دین محمد صاحب سے معلوم ہوا کہ آپ کی طبیعت پر اس درجہ سے بوجھ ہے کہ آج خطبہ میں کم وقت کیوں لگا۔ اس لیے آپ کسی سے گفتگو نہ فرمائیں گے۔ اس دن خلاف معمول نماز عصر سے پہلے ہی گھر تشریف لے گئے تھے مگر بعد میں نماز عصر آپ نے خود آ کر پڑھائی اور اپنے منے والوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی۔



۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ بروقت تشریف

لائے، حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: تمام جہانوں کے لئے حضور پر نور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک باعثِ رحمت ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کی سختی سے باز پرس ہوگی۔ گستاخ اور بے ادب پر لعنت ہوگی۔

فرمایا: خلاف سنت کام کرنے والے کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوتا ہے اور جو حضور کو رنج پہنچائے وہ دونوں جہاں میں ذلیل و خوار ہوگا۔

فرمایا: روح عجب چیز ہے نہ اس کے آنے کا پتہ چلتا ہے اور نہ جانے کا جب روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے تو جسم مردہ ہو جاتا ہے۔

فرمایا: سب کچھ چھوڑ جاؤ گے بجز اعمالِ صالحہ کے جو کچھ یہاں کماؤ گے اس کا بدلہ وہاں ضرور پاؤ گے۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بر وید جو ز جو

فرمایا: دوستی بھی خدا واسطے ہو اور بغض بھی خدا واسطے ہونا چاہیے۔

فرمایا: دنیا کی حرص چھوڑ دے درہ خوار ہوگا۔ ابا نیک اعمال پر حرص ہو۔

فرمایا: تیرا رزق جو قسمت میں ہے ضرور ملے گا۔ مگر کام اور محنت بھی چاہئے۔

کر کار متے - بے کار تھیں

کاروں بھی رزق نہ جانیں متے کا نہ تھیں

فرمایا: قیامت کے دن تیرا مال و رزق کسی کام نہ آئے گا۔ اللہ کی راہ میں لگایا

ہو تو یہ مال ضرور نافع ہوگا۔ اولاد کو عالم و - نظر بنایا ہوگا وہ بھی ذریعہ نجات ہوگی۔

فرمایا: نیک بخت اور صالح بیوی ذریعہ نجات ہوتی ہے۔ اس کی سیرت کو دیکھو

نہ اپنے کئے سے غافل نہ ہو۔ اگر گندم بوڑھے تو گندم کاٹو گے اگر جو بڑھے تو جو جیسا کرو گے دیا بھرو گے۔



محض صورت کی طرف ہی راغب نہ ہو۔

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا  
سرخ و سفید مٹی کی صورت ہوئی تو کیا  
لوار سے تمام خواہشاتِ نفسانی کو قتل کر کے **إِلَّا اللّٰہ** کی وادی  
میں ابدی طور پر داخل ہو جا۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم  
سے حیر کہاں نصیب ہوتا ہے۔

جو اس کی ذات میں فنا نہ تو نہ رہے  
تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے  
اس قدر ڈوب جا اس میں اے سابر  
کہ بجز بو کے غیر ہو نہ رہے

فرمایا: کہ لا کے ساتھ ایسا رشدہ اختیار کرے کہ تیری ذات کی بوتلک نہ ہے  
مگر یہ بے بہت مشکل۔

فرمایا: کیا تم نے خیال کر لیا کہ ایمان لانے کے بعد جنت میں بغیر حساب چلے  
جاؤ گے نہیں ایسا نہیں ہو گا۔ پہلے آزمائے جاؤ گے۔ حساب و کتاب ہو  
گا۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کا جائزہ لیا جائے گا۔ بھوک بجا کر  
دیکھا جائے گا پھر کہیں جنت کے حق دار ہو گے۔

فرمایا: جنت ایک عالم سرور ہے جس کی تعریف ناممکنات میں سے ہے۔  
فرمایا: جب بادشاہ بے دین ہو۔ دولت مند نہیں ہوں۔ عورتیں سرکش ہوں تو  
زندگی سے موت کا آنا بہتر ہے۔

فرمایا: جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعویٰ کرتا ہے  
مگر حضور کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا وہ شخص جھوٹا ہے۔ جھوٹا ہے۔  
فرمایا: دنیا آزمائش کا گھر ہے اور آخرت آسائش کا گھر ہے۔

فرمایا: خداوند کریم دم یدم تیری نگرانی اور حفاظت کرتا ہے۔ بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے کیا تو نے بھی کبھی اس کا حقیقی طور پر شکریہ ادا کیا ہے۔

بعد دعا ایک شخص جو بظاہر بڑا عابد نظر آتا تھا مگر صرف ٹوپی پہنے ہوئے تھا دوران وعظ آپ فرما چکے تھے کہ ٹوپی اور پگڑی پہننا لازم و ملزوم ہیں، چونکہ یہی سنت نبویؐ ہے۔ دراصل یہ شخص آپ کے ساتھ کسی موضوع پر بحث و مباحثہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور آپ نے کمال فراست سے یہ جان لیا تھا، آپ پھر کھڑے ہو گئے اور اپنے ایک قریبی شخص سے فرمایا کہ اُس ٹوپی والے کو جا کر پوچھو کہ تو اندھا ہے یا آنکھوں والا۔ وہ شخص اس کے پاس پہنچا اور یہی سوال مہرایا ٹوپی والا فوراً بولا آنکھوں والا ہوں۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرماتے ہوئے (انٹسکے) خوب کہا (آپ نے یہاں بزبان پنجابی فرمایا تھا انٹسکے ای اوے) آپ نے ریا فرمایا۔ گھر کہاں ہے؟ اُس نے جواب دیا لاہور میں۔ آپ نے فوراً زور دے کر فرمایا: "نہیں" اور ساتھ ہی پوچھا۔ پیدائش کہاں کی ہے۔ ٹوپی والا بولا۔ دہلی کی۔ تو پھر تمہاری ملکیت دہلی میں ہے لاہور میں کہاں ہوئی۔ پھر کس طرح کہتے ہو گھر لاہور میں ہے۔ وہ شخص بے حد نادوم اور شرمندہ ہوا۔ آپ تقریباً پون گھنٹہ انوار و امرار کے رموز و نکات بیان فرماتے رہے۔ بعد میں مسجد کے اوپر تشریف لے گئے۔ حسب دستور نماز عصر آپ ہی نے پڑھائی۔ بعد نماز عصر ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہاں سے آتے ہو۔ اس نے عرض کی۔ ہزارہ سے۔ کیا کام کرتے ہو۔ آپ کا دوسرا سوال تھا۔ اُس نے عرض کی۔ طبابت۔ فرمایا۔ چاہے کچھ کر لو۔ ملک الموت نے تو آبی جانا ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ گھر روانہ ہو گئے۔



۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت پر تشریف لائے حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: آج کل جب کہ فتنہ و فساد برپا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر پیروی کرنے والے کو بچاس شہیدوں جتنا درجہ نصیب ہوگا۔

فرمایا: کسی پر ظلم نہ کرو۔ حقوق العباد کا خاص دھیان رکھنا چاہئے۔

فرمایا: اپنے سے کم تر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ حق بات کہنے سے کبھی نہ ڈرو۔ چاہے جان جانے کا خطرہ ہی کیوں نہ ہو۔ حق بات کہنے سے بالآخر عزت ہی ہوگی۔

فرمایا: جب کوئی بات خلاف دین ہوتی دیکھو تو چیتے کی طرح جھپٹو۔

فرمایا: تقدیر الہی پر راضی رہو اور لا حول بکسرت پڑھو۔

فرمایا: دنیا کا مال ایک طرح سے اچھا بھی ہے اور ایک طرح سے وبال جان

بھی ہے۔ یہ دنیا ایک طرح سے رحمت بھی ہے اور ایک طرح سے لعنت

بھی ہے۔ اپنے اعمال ہی سے سب کچھ متعلق ہے۔

فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی دنیا میں تھوڑے مال پر راضی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے

دن اس کو بہت کچھ دے گا۔

فرمایا: بعض عورتیں اور اولادیں تمہاری دشمن ہیں ان کی پیروی نہ کرو۔ بلکہ ان کو

راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔

فرمایا: آج سے بیس سال پہلے جو برکتیں تھیں وہ اب نظر نہیں آتیں۔

فرمایا: پرہیز (تقویٰ) عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا: حضور پر نور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام امتوں پر فخر

کرتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال و کردار کی وجہ سے مجھے رنج پہنچے

اور تم خوار ہو۔

فرمایا: ذکر کی فضیلت بے حد ہے۔ اس کی تاکید بھی بے حد ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ  
برمال میں ذکر کرنے کی تاکید ہے۔

فرمایا: ہمیں جو کچھ نصیب ہوا ہے یہ سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان  
مبارک نور علی نور سے بلا ہے۔

فرمایا: نقل عبادت چھلکے کی مانند ہوتی ہے۔ ہر سوید چھلکے سے محفوظ ہوتا ہے۔  
فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جس طرح تم مجھ کو یاد کرو گے اسی طرح میں تمہیں  
یاد کروں گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا میرے لیے کیا کام کرتے ہیں عرض  
کی۔ تو رات پڑھتا ہوں۔ فرمایا۔ یہ تو جنت کے لیے ہے۔ پھر عرض کی یا اللہ!  
میں تسبیح بھی بیان کرتا ہوں۔ فرمایا۔ اس سے جنت میں باغ اور نہریں ملیں  
گی۔ پھر عرض کی یا اللہ تو ہی بتا۔ ارشاد ہوا کہ میری مخلوق کو میری طرف بلا۔  
اور دوستی اور دشمنی محض میرے لیے رکھ۔ اَلْحَبِیْبِ یَاہِیْ وَ اَلْبَغْضِ یَدِیْ  
فرمایا: کبھی غور کیا ہے کہ انسان کے سر میں کیا ہے۔ دل میں کیا اور جسم میں  
کیا کیا ہے۔

فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ  
ہیں اور سب نبیوں علیہم السلام پر حضور کے احسانات ہوتے ہیں۔

ہمہ انبیاء در سپاہ تو اند مقیم در بارگاہ تو اند

تو ماہ منیری ہمہ اختر اند تو سلطان ملکی ہمہ چاکر اند

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ موت ایک تحفہ ہے

۱۔ تمام انبیاء تیری سپاہ اور بارگاہ مقیم ہیں تو چودھویں ہزار بیت مان تماموں کی مانند ہیں۔  
۲۔ وہ ہے تمام نواد و غلام ہیں۔

کیونکہ اُس وقت دیدارِ الہی نصیب ہونے کی اُمید ہوتی ہے جس سے اعلیٰ وارفع اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

فرمایا: اپنے دین و ایمان اور اعتقاد پر سختی سے پابند رہنا چاہیے۔ خلافِ شرع کوئی کام نہ ہونا چاہیے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہر دلیل کو منقطع کر دینا چاہیے اور یٰؤمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پر ایمان قوی رکھنا چاہیے۔

فرمایا: موت کی یاد دنیا کی تمام آرزوؤں کو منقطع کر دیتی ہے۔

فرمایا: قبر انسان کو ہمیشہ یاد کرتی ہے مگر انسان غافل ہے۔ کوئی زاویرہ کی فکر نہیں کرتا۔

فرمایا: کبھی تصور کیا ہے کہ قبر میں انسان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو جائیں گی۔

فرمایا: ہمارے حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسد اور روح دونوں

میں زندہ ہیں اور زمین و ملکوت کے اطراف میں جہاں چاہتے ہیں سیر

فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی پر لطف فرماتے ہیں تو حجاب کو

اٹھا دیتے ہیں اور اس کو حضور کی زیارت کا شرف بخشتے ہیں۔

بعد نمازِ عصر جناب حاجی عبدالرحمن صاحب کی عیادت فرما کر گھر روانہ ہوئے



یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

بفضلِ خدا آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ پہلی صف میں بیٹھنا نصیب ہوا۔

آپ تشریف لاتے حمد و ثنا کے بعد:

فرمایا: جس طرح گلاب کا پھول سب پھولوں کا سردار ہے اسی طرح حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب رسولوں کے سردار ہیں۔

جس طرح اعلیٰ ہے گلاب سبھی پھولوں میں

اس طرح محمد اعلیٰ ہیں سبھی رسولوں میں

فرمایا: روزِ محشر انسان پر سوال کیا جائے گا کہ کان سے کیا سنا۔ کیوں سنا اور کس

لئے۔ آنکھ سے کیا دیکھا، کیوں دیکھا اور کس لیے دیکھا۔ دل کس طرف

رجوع ہوا۔ کیوں ہوا۔ کس لیے ہوا۔ زبان سے کیا بولا، کیوں بولا، کس لئے بولا۔

فرمایا: افسوس انسان غور نہیں کرتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی حکمت

کا نام سے پیدا فرمایا۔

فرمایا: حشر کے دن نیک اور بد دونوں پریشان ہوں گے۔ نیک اس لیے کہ وہ

کبے کا افسوس اُس نے اور نیکیاں کیوں نہ کریں اور بد اس واسطے کہ اُس نے

توبہ کیوں نہ کر لی۔

فرمایا: نام کی مسلمان کسی کام بھی نہیں آئے گی۔ مسلمان کے گھر پیدا ہو جانا کوئی

ذریعہ نجات نہیں۔ محض کلمہ شریف پڑھ لینا ہی کافی نہیں۔

فرمایا: نجات کے لیے ضروری ہے کہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے

کے بعد اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی سنت پر

سنجی سے عمل پیرا ہو۔ پھر نیکی کے آثار از خود اس کے وجود سے عیاں ہونگے۔

فرمایا: ۵ اے دل یکدم دریا در رحمن نہ شدی

وز کردہ خویش پشیمان نہ شدی

عالم و حافظ و زاہد و صوفی

این جملہ شری و سے مسلمان نہ شدی

فرمایا: نیک آدمی کے ساتھ اس طرح محبت کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں

کے پستان سے محبت کرتا ہے۔

۵ اے دل تو ایک سانس بھی اللہ کی یاد میں نہ گزار سکا اور اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوا۔ عالم، حافظ، زاہد اور صوفی بن گیا مگر مسلمان نہ بن سکا۔



فرمایا: جب کوئی شخص کسی پر احسان کرے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے چونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اور کوئی احسان کرنے والا نہیں ہے۔ اسی طرح سے ہر قسم کا نفع، نعمت اور عزت سب خداوند کریم کی طرف سے ہے۔  
فرمایا: زمین کے جس ٹکڑے پر عبادت کی جاتی ہے وہ ٹکڑا قیامت کے دن عبادت کرنے والے کے لیے سفارش کرے گا۔

فرمایا: مصائب میں۔ بیماری میں اور تنگی میں جو صبر کرے گا اس کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہوگا۔ مصائب سے دو فوائد حاصل ہوتے ہیں، کفارہ گناہ اور درجات میں ترقی۔

فرمایا: جو توبہ کرے گا۔ خدا بخش دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہفت اعضا پر نظر کرتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی نیکی میں مشغول ہوگا تو اس کے طفیل باقی سب کو بھی بخش دے گا۔

فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی وقعت رکھتی، تو کافروں کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیا جاتا  
فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جو فرض کی ادائیگی میں سستی کرے اُسے آپ پکڑ لیں اور جو سنت میں غفلت کرے گا، اس کو میں پکڑ لوں گا۔ (سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہے!) بعد ادائیگی نماز جمعہ و فراغت از دعا آپ مسجد سے رخصت ہوئے۔  
بندۂ عاجز کے قریب تشریف لائے تو مجھے بغور دیکھ کر فرمانے لگے منڈیا نوالہ کے قریب ایک گاؤں سے ایک شخص آتا تھا مگر پھر نہیں ملا۔ دراصل یہ مجھے بلوانے کا اشارہ تھا جسے صرف خاکسار ہی سمجھ سکتا تھا۔ اب بفضل تعالیٰ کل صبح حاضر ہو کر شرفِ قدم بوسی حاصل کروں گا۔

۱۰ دو ہاتھ، دو پاؤں، دو آنکھیں اور زبان





۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز ہفتہ

حسب اشارہ قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب شرف پور شریف ساڑھے نو بجے صبح  
آپ کی بیٹھک میں حاضر ہوا۔ آپ گیارہ بجے کے قریب تشریف لائے۔ میرے علاوہ  
اور لوگ بھی حاضر تھے۔ پہلے دو اشخاص کو ان کے حال پر خیال فرما کر رخصت کر دیا  
پھر مجھے ایک نظر سے دیکھا۔ آپ کا دیکھنا کیا دیکھنا تھا وہ کیفیت صرف محسوس  
کی جاسکتی ہے، بیان نہیں کی جاسکتی۔

سگ رونی گس را ہما کند انا کہ خاک را بنظر کسیب کند

فرمایا، بے وقت آتے ہو۔ اب پھر آئے ہو، بچے کو اکیلا کیوں گھر چھوڑ آئے تھے۔ اس  
کے بعد دوسرے آدمی سے پوچھا۔ کیسے آئے۔ اس نے عرض کی۔ جی مولوی صاحب  
سے ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ مسجد میں جاؤ، وہاں مولوی صاحب  
آئے ہوئے ہیں۔ اُسے بھی مسجد میں بھیج دیا۔ اب میں اکیلا رہ گیا۔ آپ بالافتاب  
کی طرف جانے کے لیے بیڑھیوں کی طرف بڑھے اور مجھے پیچھے آنے کے لیے  
اشارہ فرمایا۔ بیڑھی کے دروازہ کے قریب لے جا کر میری طرف توجہ فرمائی۔  
دل کو پکڑ کر فرمایا۔ یہاں کیا ہے؟ عرض کی دل۔ آپ نے دست مبارک سے  
ایک خاص انداز سے دل کو دبایا اور قدرے لرزے تو اس جوش و جذبے سے  
دل سے بے اختیار اللہ اللہ اللہ کی آواز آئی اور پھر زبان سے باواز بلند  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ شروع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اخفا  
چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی منہ سے آواز آئی بند ہو گئی، مگر دل بدستور چلتا تھا۔ آپ

! سب کو ولی کا ساتھی اور بھئی تو تھا اور ایسے نظر سے دیکھنے کو سونا بنا سکتے ہیں دل کو اللہ کی طرف  
سے یہ طاقت ہوتی ہے۔

نے فرمایا ڈیکھ لیا یہ کیا بھید ہے۔ آپ اوپر تشریف لے گئے اور مجھے بذریعہ دین محمد ہدایت فرمائی کہ مسجد میں چلوں۔ بعد نمازِ ظہر پھر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ کرنا تھا وہ صبح کر دیا تیری طبیعت اچھی ہے۔ آپ نے اپنی انگشتِ شہادت سے دل والی جگہ پر اسمِ ذات اللہ لکھا اور فرمایا اس کو دل میں ”اُکڑ“۔ لوہر سانس سے اللہ جاری ہو۔ دایاں قدم رکھو تو اللہ بایاں رکھو تو بھو۔ یونہی اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ کہتے جاؤ اور چلتے جاؤ۔ اسی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے۔ اب ہوشیار ہو جاؤ سوتے وقت پانچ تسبیح درود شریف پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔

الحمد للہ! آپ کے اس احسان کو میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ دیوانہ کنی و دو جہاں بخشی۔ جو اسرار و رموز آپ نے مجھ پر منکشف فرمائے ہیں بندۂ غامضی ان کا حق شکر کس طرح ادا کر سکتا ہوں۔ طبیعت پر سکون ہو گئی اور دنیاوی آلائشیں تمام تر ختم ہو گئیں جب ”اللہ“ اور ”ہو“ کہہ کر قدم اٹھاتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے زمین سکڑتی جاتی ہے۔ یا اللہ زندگی میں اس سے بھی بڑھ کر کیا انعامات نصیب ہوں گے۔

پھر مجھ سے پوچھا، کب جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے عرض کی۔ چاک نمبر ۱۱ میں جانے کو دل چاہتا ہے۔ ترڈیوالی میں تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا، وہیں چلے جاؤ۔ وہاں جا کر نمازیوں کی کوشش کرنا۔ چند دن بعد پرائمری سکول ترڈیوالی کا ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز شیخوپورہ جو کہ ہندو تھا معائنہ کے لیے آیا۔ مجھے کہنے لگے معلوم ہوتا ہے تیرا یہاں دل نہیں لگا۔ میں نے تائید کی۔ تو کہنے لگے۔ دل لگا کر کام کرو مارچ۔ اپریل میں تبادلہ کر دیا جائے گا۔ میں نے دل میں کہا کہ آپ کا مارچ۔ اپریل نہ جانے کب آئے گا۔ میرے حضرت صاحب نے تو فرما دیا ہے کہ چاک نمبر ۱۱ میں

لے کندہ کر لو۔

چلے جاؤ۔ اس لیے اب مجھے وہاں جانے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی چنانچہ  
ایسا ہی ہوا۔ تھوڑے دن بعد میرے تبادلہ کا حکم آگیا جس میں لکھا تھا کہ تیری  
خواہش کے مطابق چک نمبر ۱ میں تبادلہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بندہ پھر واپس چک  
میں آگیا۔

صَلَّى اللهُ عَلَىٰ حَبِيبِهِ مُحَمَّدٍ ذَا آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلَّمَ  
يا الله! اپنی رحمت مخصوصہ و اسرار و انوارِ محبوبانہ کے ساتھ اپنے حبیب  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلِ پاک اور اصحابِ پاک پر  
دُود و سلام بھیجتا رہ۔



۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء (بروز جمعہ المبارک)

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے۔ دوسری اذان پڑھنے کی اجازت  
فرمائی۔ بعد حمد و ثنا۔

فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین باتوں پر عمل کرنے والا سچا مسلمان  
ہوتا ہے۔

(۱) اُس کے دل میں اللہ اور رسول کی اتنی محبت ہو کہ کسی دوسرے کی محبت  
کی گنجائش نہ رہے۔

(۲) کسی سے محبت ہو تو محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔

(۳) آگ میں جل جاتے تو جل جاتے مگر سنتِ نبوی کا تارک نہ ہو۔

فرمایا، جس شخص کا ظاہر عین شریعت کے مطابق ہو گا اس کا باطن اللہ کریم خود

درست فرمادیں گے۔

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس میں ایسی قومیں پیدا ہوں گی جن کی شکلیں تو انسانوں جیسی ہوں گی مگر اندر سے مجسمہ شیطان ہوں گے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا جبرئیل علیہ السلام کا اور قرآن شریف کا پتہ ہمیں صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی دیا ہے۔

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا آپ ہرگز ظاہر نہ فرماتا۔

فرمایا: ہو اس کی ذات میں فنا کہ تو نہ رہے

تیری ہستی کی رنگ و بو نہ ہے

بعد نماز عصر آپ نے ایک عمر رسیدہ شخص سے گفتگو کرتے ہوئے

فرمایا: میت کو اٹھا کر سوتے قبر لے جاتے ہوئے چالیس سوال ہوتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی خوبصورتی کے لیے تو ہر روز منہ دھوتا تھا کیا کبھی میرے لیے بھی منہ دھویا تھا۔

فرمایا: اللہ کے ذکر کا اثر و بھید یا اسرار و الوار اس وقت معلوم ہوتے ہیں جب ظاہری حواس خمسہ بند ہوں اور دل اللہ بکثرت پڑھے۔

فرمایا: اللہ اللہ بکثرت پڑھا کرو تاکہ باللہ ہو جاؤ۔

فرمایا: بعض مریدوں میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے پیر کو دیکھ کر زندہ دل ہو جاتے ہیں یعنی ان کا دل جاری ہو جاتا ہے۔ پیر و مرشد کے ذمے یہ ایک بڑی اہم ذمہ داری ہوتی ہے کہ مرید کی صحیح ترویج کرے۔

فرمایا: جس طرح کبار مٹی کو کما کر قیمتی بنا لیتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے آپ پر

محنت و ریاضت کر کے اپنے خاکی جسم کو قیمتی بنا سکتے ہو۔



۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ میرے ہمراہ برادر عزیز مولانا عبد الباقی صاحب بھی تھے۔ آپ بروقت تشریف لائے۔ حسب عادت حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: ارشاد نبویؐ ہے کہ جمعہ کی نماز کی تاکید کرو۔ اس دن کی بہت فضیلت ہے۔

فرمایا: مسجد میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ کر دایاں پاؤں اندر رکھو اور

السلام علیکم کہو۔ جب باہر آؤ تو دایاں پاؤں نکالو اور تھوڑا سا جوتے میں ڈالو

پھر دایاں پاؤں جوتے میں پورا ڈال کر دایاں بھی پہن لو اور السلام علیکم کہو۔

فرمایا: جب خطبہ شروع ہو تو سنت یا نفل نہ پڑھنے چاہئیں۔

فرمایا: جس نے کلمہ شریف پڑھا اُس پر باقی ارکان کی پابندی لازمی ہو گئی۔

فرمایا: أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ پر اپنے جملہ ارادے منقطع کر لو۔

فرمایا: گرنہ بودے ذات پاکت را وجود

کن نکھتے خالق ارض و سما

فرمایا: جس نے قرآن شریف کو دل و جان سے مان لیا اُس نے گویا تمام سابقہ اللہ

کی کتابوں کو مان لیا۔ اگر قرآن شریف کو نہیں مانا تو گویا کسی کتاب کو بھی

نہیں مانا۔

فرمایا: بدوں اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا،

چاہے کچھ ہی کیوں نہ کرے۔

فرمایا: آج تک کلام اللہ میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکا اور نہ ہی کوئی ایسا کر سکے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے حالانکہ باقی آسمانی کتب میں لوگوں نے ترمیم و اضافہ کر لیا۔

فرمایا: قرآن شریف انسان کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا کافی اور شافی علاج ہے  
فرمایا: وہ نطفہ را صورتی پھول پری  
کہ کر دست بر آب سورت گوی

۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ جمعۃ المبارک

بغرض ادائیگی نماز جمعہ شرف پر شریف پہنچا۔ آپ تشریف لائے، اور قبل از خطبہ فرمایا کہ اللہ کی وحی ہوئی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔  
فَاِنْ تَسْلُوْا نِعْمَةً مِّنْ اِلٰهِ لَّا تَحْصُوْهَا ط اِنَّ اِلٰهًا لَّغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ  
یہ آیت شریف ہم تک کس ذریعہ سے پہنچی۔ اس شاہِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہم تک پہنچی حضور کا وجود اقدس ہی سراپا رحمت ہے۔

فرمایا: مسلمان آگ میں کود جانے کو آسان جانے مگر سنت کو چھوٹنا مشکل جانے۔  
فرمایا: جو شخص اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور پھر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بخش دیں گے تو یہ اس کی سراسر بے وقوفی ہے۔

فرمایا: اے مسلمان ہوشیار ہو جا جاگ جا۔ موت سے پہلے موت کا سامان کر لے تاکہ جان کنی کے وقت راحت ملے۔ بے شک وہ بڑا مشکل وقت ہے۔

اباے منی کے قیصر کو اللہ تعالیٰ اپنی چہرہ انسان پیدا کر دیتا ہے اسی طرح پانی بنا پیز پیاری صورت پیدا کرتا ہے۔

فرمایا: باپ چچا بھائی اگر بے دین ہو ان کو چھوڑ دو۔ بلکہ گھر کو چھوڑ دو۔ ایسا کون  
 شیر ہے جو اللہ کی راویں سب کچھ فدا کر دے۔

فرمایا: جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو حاصل کرنے کے لیے کتنی محنت  
 اور تڑو کرنا پڑتا ہے اور جب تک مقصد حاصل نہیں ہوتا چین نہیں آتا  
 مگر افسوس دین کے کاموں میں ہم سخت بے پرواہ اور سست واقع  
 ہوتے ہیں۔ اس کا انجام محشر کے دن معلوم ہوگا۔

فرمایا: ایک جنگ میں تین صحابہؓ جاں لب تھے۔ شدتِ پیاس سے روح جدا  
 ہونے کو تھی کہ ایک دوسرے صحابیؓ پانی لائے۔ ایک کو دینا چاہا تو انہرل  
 نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ دوسرے نے تیسرے کی طرف اشارہ  
 کیا۔ حتیٰ کہ تینوں کی روہیں پرواز کر گئیں۔ اس کو کہتے ہیں "اسلام سے محبت  
 اور اخوتِ اسلامی"۔

فرمایا: جو کام کرو محض خدا کے واسطے کرو۔ دنیا کی غرض درمیان میں نہ لاؤ۔  
 فرمایا: مصیبت اور تنگی۔ جان و مال کا نقصان اور دوسری سب مصیبتیں عرشِ بریں  
 کے خزانوں میں سے خزانے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ شخص صابر و شاکر  
 اور راضی برضائے الہی رہے۔

فرمایا: جب گھر میں مصیبت ہو تو حتیٰ الوسع دوسروں کو خبر تک نہ بتو اللہ تعالیٰ ایسے  
 شخص کی صفت فرشتوں میں بیان کرتا ہے۔

فرمایا: صابر مرد وزن حضرت ایوب علیہ السلام کی جماعت میں سے ہوں گے  
 جو بلا حساب و کتاب جنت الفردوس میں جائیں گے۔ جب یہ جماعت  
 خداوند قدوس کے روبرو پیش ہوگی تو حکم ہوگا، ان کو جلدی بہشت میں  
 لے جاؤ ان سے مجھے شرم آتی ہے۔

فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیے کہ وہ نیک کاموں کی ترغیب دے اور بُرے کاموں سے بچنے کی ہدایت کرے۔

فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! وہ کون سا ایسا نیک عمل ہے جسے کر کے میں تیرا مقبول بن جاؤں۔ حکم ہوا یہ مشکل ہے۔ آپ منتظر رہے مگر کوئی حکم نہ ہوا۔ آپ سخت غم زدہ ہوئے اور گریہ زاری شروع کر دی جس پر حکم ہوا۔ بس یہی مقبول عمل ہے۔

فرمایا: جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے وہی ملتا ہے۔ خواہ کہاں بھاگتا پھرے اور کچھ ہی کیوں نہ کرتا پھرے۔ جو قسمت میں ہوتا ہے وہ خود بخود انسان تک پہنچ جاتا ہے۔

فرمایا: جو شخص عزیز ترین چیز اللہ کی راہ میں صرف نہ کرے وہ اللہ کی رضا کو بھی نہیں پاسکتا۔

فرمایا: خود نیک صالح اور پرمیزگار بنو اور گھر والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اُن کے ساتھ یہی اچھی دوستی اور محبت ہے۔

فرمایا: جب گھر میں لڑکا لڑکی بھائی بیوی وغیرہ بے نماز ہوں اور گھر کا مالک ان کو نماز کا پابند نہ کرے تو اُس سے باز پرس ہوگی۔

فرمایا: ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ مجھے دیگر امتوں کی نسبت اپنی امت پر فخر ہے، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تمہارے بد اعمال کی وجہ سے مجھے سنج پہنچے اور تم خوار ہو۔

فرمایا: اللہ کی راہ میں اپنی عزیز سے عزیز چیز قربان کر دو۔

ہرچہ داری صرف کن در راہ او

لَنْ تَسْأَلُوا الْبِرَّ حَتَّى تَنْفِقُوا



بعد نمازِ عصر جب آپ چلنے لگے تو ایک ملنگ نے جھک کر سلام کیا۔  
 آپ سخت ناراض ہوئے۔ اس کی مالا اتار پھینکی اور فرمایا یہ کوئی مسلمان ہے۔  
 اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت کتنی اچھی بنائی ہے مگر لوگ اس کو بگاڑ رہے ہیں  
 پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔  
 یا اللہ انگریز کا گر جا کر جائے دین محمد کا ہر سو بکھر جائے



۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

بغرض ادائیگی نماز جمعہ شرق پور تشریف حاضر ہوا۔ الحمد للہ! عین وقت پر  
 مسجد میں پہنچ گیا۔ آپ تشریف لائے حسبِ معمول اللہ تعالیٰ اور حضور نبی کریم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی حمد و ستائش بیان کی۔

فرمایا: قوانین الہی اور شریعتِ محمدی کے متعلق ہمیں جو کچھ معلوم ہوا وہ محض حضور نبی کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور برکت سے ہے۔

فرمایا: علم کیا ہے؟ کسی شخص یا کسی قوم سے پوچھو تو یہی کہیں گے کہ علم کے معنی  
 جاننے کے ہیں، اب جاننا تو ہوا، مگر یہ خبر نہیں کہ کس کو جاننا صحیح جاننا تو  
 یہ ہے کہ اس خالق کو جانے جس نے انسان کو پانی کی ایک بوند سے بنایا۔  
 فرمایا: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا، تاکہ وہ  
 اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوش خبری سنا کر اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے  
 ڈرا کر لوگوں کی اصلاح فرمائیں۔

فرمایا: اب مسلمانوں کی نہ شکلیں ٹھیک رہی ہیں اور نہ ہی لباس درست رہا ہے

تو اب کیا کیا جاتے اب خطبہ کس کے سامنے پڑھا جائے۔ جب علم کے معنے  
جاننا تھا تو انہوں نے پھر کیا جانا!

فرمایا، آخر زمانہ میں غرور غالب ہو جائے گا۔

فرمایا، فضول خرچی نہ کرو۔ بیاہ شادی میں پندرہ پندرہ روپیہ کی جوڑی پہنتے ہو اور فضول  
رسومات پر بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہو مگر کوئی منع نہیں کرتا۔

فرمایا، چار بھائی جمع ہو کر بدعت کو نہیں روکتے۔

فرمایا، کچھ لویوں میں نہ جاؤ۔ جو رقم اس طرح برباد کرتے ہو وہ کسی نیک کام پر خرچ

کرو۔ آج کل کچھ لویوں میں سو جھوٹ کا ایک بیج بناتے ہیں۔ ضد نہ کرو اور انتقام

نہ لو۔ معاف کر دینے میں آخر فائدہ ہوتا ہے۔ ہمسایہ کا خیال رکھو۔

فرمایا، کھانا کھاتے وقت دیکھو کہ رزق حلال سے ہے، مشتبہ کھانا نہ کھاؤ۔

فرمایا، نماز کی شکل ہے مگر نظر نہیں آتی۔ جس طرح روح نظر نہیں آتی۔

بعد نماز شہر قصور کی طرف سے آیا ہوا ایک شخص حاضر ہوا۔ کچھ عرض کی۔

اس کے ہمراہ ایک لڑکا بھی تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کتنے لڑکے ہیں۔

اُس نے عرض کی جی ایک ہی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک تو اللہ ہی ہے سبحان اللہ!

وہ کتنا بابرکت وقت تھا۔



۵ نومبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

مشرق پور شریف پہنچا۔ آپ کی مسجد میں وقت سے پہلے حاضر ہو گیا۔

آپ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد۔

یہ اس زمانے کی بات ہے جب ایک روپیے کی جوڑی آجاتی تھی۔

فرمایا: خوشی۔ غمی۔ آرام و مصیبت۔ صحت و بیماری۔ گھر میں۔ سفر میں۔ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو۔

وَ اذْكُرْ دَالَ اللّٰهِ كَثِيْرًا لِّعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ ۝

فرمایا: جب انسان پر کوئی مصیبت نازل ہو تو گھبرائے نہ بلکہ یہ خیال کرے کہ کہ انبیاء علیہم السلام پر کس قدر مصیبتیں نازل ہوئیں۔

فرمایا: انگریزی بے معنی کوئی نہیں پڑھتا مگر افسوس قرآن شریف بامعنی کوئی نہیں پڑھتا۔ رسمی پڑھنے سے وہ فائدہ تو نہیں مل سکتا بوسمجھ کر پڑھنے سے ملتا ہے۔

فرمایا: نئے کام اور نئی باتیں پھیل رہی ہیں۔ دیگر قومیں اپنے مذاہب پر سختی سے پابند ہیں۔ ہم کو بھی فکر اور دھیان کرنا چاہیے۔

فرمایا: نماز کی بے حد تاکید ہے اور نماز ہی ذریعہ نجات ہے۔ ترک نماز میں عذاب بھی بڑا سخت ہے۔

فرمایا: ہر نمازی کا فرض ہے کہ گھر اور باہر نماز پڑھنے کی تاکید کرتا ہے۔

فرمایا: چودھریوں۔ نمبرداروں اور عزت داروں کے لیے لازمی ہے کہ وہ دین کی اشاعت میں کوشش کریں۔

پہنچ گانہ کہ ادا شریعت میں بہت تاکید ہے

فجر و ظہر، عصر و مغرب، عشاء کے واسطے

فرمایا: حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔

فرمایا: بغداد والی سرکار فرماتے ہیں کہ جو کوئی نماز نہ پڑھے اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرو۔

روزِ محشر کہ جاں گداز بود

اولین پُرسش نماز بود

فرمایا: نمازی کے لیے لازم ہے کہ وہ دوسروں کو بھی نماز کی طرف بلائے۔

فرمایا: جہاں حرام کام عام ہو جائیں وہاں عذاب نازل ہو جاتا ہے پہلی امتوں کے اوپر عذاب نازل ہوتے رہے ہیں۔



۱۲ نومبر ۱۹۲۶ء بروز جمعۃ المبارک

آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ حسب معمول تشریف لائے، حمد و ثنا کے بعد نہایت سوز و درد سے یہ نظم پڑھی۔

اے یار تو غافل نہ ہو۔ اے یار تو غافل نہ ہو۔

فرمایا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھے فرمایا ہے کہ اپنی امت کو کہہ دو کہ میری نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

فرمایا: حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ عزت صرف دنیا کے لحاظ سے ہوگی۔ دین کی خاطر نہ ہوگی۔ اُس وقت لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہوں گے۔

فرمایا: دنیا عبادت اور خدمت کے واسطے ہے اور آخرت جزا کے واسطے ہے۔

فرمایا: جو شخص تیرے ساتھ جفا کرے تو اس کے ساتھ وفا کرے۔

فرمایا: رب کو راضی رکھتا کہ تیری نجات ہو جائے گی۔

فرمایا: جو مصیبت میں صبر و شکر کرے وہی سچا مسلمان ہے۔

فرمایا: جس خدا نے انسان کو بنایا ہے وہ ہر دم اُس کی نگرانی فرماتا ہے۔  
 بعد نماز جمعہ ایک شخص حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کس واسطے آئے ہو؟  
 اُس نے عرض کی۔ آپ کو ملنے کے واسطے۔ فرمایا۔ جانتے بھی ہو آپ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کیا ہیں اور کہاں ہیں۔ پھر اس کو اسی وقت رخصت فرما دیا۔ اس  
 میں موضع خیر اللہ پور سے جناب مولوی ذکیر اللہ صاحب بھی تشریف لائے  
 ان کے والد گرامی جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب کا ذکر اس کتاب کے  
 جھٹے کے ایک باب "عہد طفولیت میں ہو چکا ہے"۔



۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء، بروز جمعہ المبارک

آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا  
 اذان پڑھو۔ حاجی عبدالرحمن صاحب نے اذان پڑھی۔  
 ذَالْحِكْمِ اِلٰهُ وَاَحَدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ  
 الرَّحِيْمُ اس آیت شریف کو پڑھا اور اس کی تفسیر و تشریح فرمائی۔ اس  
 انداز بیان نہایت موثر اور دل کش تھا۔ حاضرین دم بخود تھے۔  
 فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن میں خلیفہ بنا کر  
 تو ہدایت فرمائی کہ آرام و استراحت میں نہ پڑ جانا۔  
 فرمایا: روپیہ و پیسہ کے ساتھ اتنی محبت نہ کرو۔ اس پر بت ہیں اور بت  
 نقصان سے خالی نہیں ہوتی۔ کہیں بت پرست ہی نہ بن جانا۔  
 فرمایا اللہ کے ایک بندے کی نماز تہجد قضا ہو گئی تو وہ دن بھر روتے رہے  
 اگلے دن شیطان وقت سے پہلے ہی بیدار کرنے آ گیا۔ اُس سے

ایسا کیوں کیا۔ کہنے لگا کل جو تو سارا دن روتا رہا تمہیں ثواب ہی ملتا رہا۔ میں نے سوچا یہ تو کام خراب ہو گیا۔ اگر تمہیں تہجد پڑھنے دیتا تو اتنا ہی ثواب ملتا۔ اس لئے آج جگانے آ گیا ہوں۔

فرمایا: آخر زمانہ پانچ نیک باتوں کو انسان بھول جائے گا اور ان کے عوض پانچ بری باتوں کو اختیار کرے گا۔

- ۱۔ آخرت کو بھول جائے گا۔
  - ۲۔ قبر کو بھول جائے گا۔
  - ۳۔ حساب کو بھول جائے گا۔
  - ۴۔ خالق کو بھول جائے گا۔
  - ۵۔ رازق کو بھول جائے گا۔
- دنیا کو دوست رکھے گا۔  
 مملکت کو دوست رکھے گا۔  
 مال و دولت کو دوست رکھے گا۔  
 خلقت کو دوست رکھے گا۔  
 رزق کو دوست رکھے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمسایہ کے حق میں اس قدر تاکید فرمائی گمان ہوا کہ شاید وہ وارث ہی نہ ہو جائیں۔ بیوی کے حقوق کی اتنی تاکید فرمائی کہ خیال ہوا کہ شاید طلاق حرام ہو گئی ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کی اس قدر تاکید فرمائی کہ شاید بغیر جماعت نماز ہو ہی نہیں سکتی۔ رات کے قیام میں اس قدر تاکید فرمائی کہ شاید سونا حرام ہو گیا ہے۔

فرمایا: عیال دار بوقت مصیبت دست سوال دراز نہ کرے تو اس کے لیے بڑا اجر ہے۔

فرمایا: انسان چاہے کچھ ہی کیوں نہ کرے مقدر میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔

فرمایا: ہمیشہ خداوند کریم پر توکل و بھروسہ رکھنا چاہیے۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ ایک روزہ کشادہ فرمادے گا جس کی وجہ سے مسرت اور خوشی عطا ہوگی۔

فرمایا: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے بغیر اللہ کی رضا کبھی

حاصل نہیں ہو سکتی۔

فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور پھر شکر کا شکر ادا کرتے  
فرمایا: لوگ اکثر ہسپتالوں کی طرف بھاگتے ہیں حالانکہ ویسی علاج معالجہ میں شفا  
اور آسانی ہوتی ہے۔

فرمایا: قرآن شریف سے شفا اور رحمت ملتی ہے۔ تلاوت میں باادب  
رہنا ضروری ہے۔ محبتِ خداوندی ہو اور نیت عمل کرنے کی ہو۔  
فرمایا: جمعہ مبارک کے موقعہ پر جو سنا جائے اس پر عمل کرنا چاہیے۔ فرض مثل قرض  
کے ہے۔ جب تک قرض ادا نہ ہوگا خلاصی نہیں ہوگی۔

فرمایا: دنیا پہلے تو گھوڑے کی مانند سوار کر لیتی ہے پھر زمین پر چلک دیتی ہے۔  
فرمایا: پہلے لوگ رات کو عبادت کرتے تھے۔ دن کو ڈرتے تھے۔ اب وہ بات  
کم نظر آتی ہے۔ ہر لمحہ رنگِ دیگر است۔

فرمایا: نیک آدمی کی روح بوقتِ الوداعی خوش خوش جاتی ہے۔

فرمایا: ادب سے چلنا۔ بیٹھنا اور بولنا ضروری ہے اس میں خیر و برکت ہوتی ہے۔  
مگر اب مسجدوں میں لوگ ادب کے ساتھ نہیں بیٹھتے۔ حالانکہ مسجد ادب  
والی جگہ ہے۔ ادب لطفِ حق ہے۔

فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک بار کافی مال آیا  
آپ نے تمام کا تمام مال اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا۔ لونڈی نے عرض کی۔  
کھر کے لیے کچھ نہ رکھا۔ فرمایا۔ پہلے کیوں نہ یاد کر آیا۔ سبحان اللہ!  
فرمایا: حریص نہ بن۔ جو قسمت میں لکھا ہے مل جائے گا۔

ہ اول وہی آخر وہی دلا ظاہر وہی باطن وہی دلا  
بعد فراغت نماز آپ اوپر تشریف لے گئے۔ عصر کی نماز آپ نے خود

پڑھائی اور لے میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔



۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء، بڑی جمعہ المبارک

شرق پور شریف آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ بروقت تشریف لائے اور حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دین عطا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی پسند کا دین ہے۔ وَرَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا

فرمایا: ادب اعلیٰ مراتب کو پہنچا دیتا ہے۔ سب ادب پر شامت پڑتی ہے۔ باادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب۔

فرمایا: انگریزی تعلیم دینے والے مدرسے اب عام ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ادب اٹھ گیا ہے۔

فرمایا: لغویات سے وجود خراب ہو جاتا ہے اور غیر مسلم بادشاہ سے ملک برباد ہو جاتا ہے۔

فرمایا: علماء فقراء اور امراء تینوں گروہ دین کے حافظ و نگران ہیں۔ اگر امرا اچھے ہوں گے تو لوگوں کی معاشرت خراب نہ ہوگی۔ فقرا اچھے ہوں گے تو لوگوں کی خصلت اچھی ہوگی اور اگر علماء اچھے ہوں گے تو لوگ اسلامی قوانین کے پابند ہوں گے۔

فرمایا: جو دنیا کو زیادہ عزیز رکھتا ہے مرتے وقت اس کو زیادہ دکھ ہوگا۔ دنیا چھوٹنے کے غم میں زیادہ عذاب ہوگا جو دنیا کو قربان سمجھے اس کو بوقت موت



خوشی اور راحت ہوگی۔

فرمایا: زندگی میں نفس سے حساب لیتے رہو تا کہ حساب دیتے وقت آسانی ہے۔  
فرمایا: یہود و نصاریٰ سے محبت نہ رکھو۔ ان کے طور طریقے نہ اپناؤ۔



۱۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

۱۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے  
حسب معمول حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: جو کچھ بھی ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے۔

آں ذاتِ خداوندی کہ مخفی و نہاں بود

پیدا و نہاں گشتہ بچشمانِ محمد

فرمایا: بیس سال پہلے جو برکتیں تھیں وہ اب لاہور اور قصور میں بھی نہیں ہیں۔  
چاولوں میں اب وہ خوشبو نہیں رہی۔

فرمایا: آج کل پیر مطلب اور مرید بھوک ہے یعنی پیر سے مرادیں طلب کرتے ہیں  
اور پیر مرید سے کھانے کو چاہتے ہیں۔

فرمایا: استراحت نہ چاہیے اس میں رحمت نہیں ہوتی۔

فرمایا: ارشادِ نبویؐ ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تو پھر اس کی آنکھ کھلتی ہے  
لیکن اُس وقت کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

ابھی وقت ہے غافل ہو شاغل یادِ مولیٰ میں

پکڑ اللہ کا پلا پھر دنیا نہ آنا ہے

سید اللہ کریم ظاہر و باطن ہیں جو کچھ دنیا میں ہے سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلیل ہے۔

کسی مولیٰ کے پیارے سے ذرا یہ بات پوچھو  
 پھر دیکھنا اس میں کیا ستر رہتا ہے  
 فرمایا: اگر دنیا کا مال اور اولاد خدا کی یاد سے باز رکھے تو یہ کام سخت نقصان  
 والا ہے۔

فرمایا: خداوند کریم نے فرمایا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے ریت  
 کی قسم جو تیرے فیصلہ پر راضی ہوگا میں بھی اُس پر ہی خوش ہوں گا۔  
 فرمایا: کچھریوں میں جانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

فرمایا: انسان کا وجود ہی اس کا دشمن ہے۔  
 فرمایا: دین کی اشاعت میں ملامت اٹھانے والا اللہ کے نزدیک پیارا ہے۔

فرمایا: بد شکل نیکو کار، خوش شکل بدکار شخص سے بدرجہا بہتر ہے۔  
 فرمایا: صانع کی قدرت کو دیکھو۔ اس سے نصیحت اور عبرت پکڑو۔  
 فرمایا: خواہش نفسانی کے مطابق کھانا پینا اور پہننا وغیرہ اصل مقصد سے دور  
 لے جاتا ہے۔

فرمایا: تو خداوند کریم پر قربان ہو جاؤ تجھ پر جنت تیار کر دے گا۔



۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

بفضل خدا آپ کی مسجد میں شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت مقررہ

پر تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: اللہ کا واحد ہونا یعنی قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بتایا ہے۔

فرمایا: بجز اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اللہ کی محبت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ ہی اللہ کی رضا کی امید رکھنی چاہیے۔

فرمایا: ہمہ افعال۔ اقوال اور معاملات اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ہوں گے تو یہ عین عبادت ہوگی۔

فرمایا: فتنہ و فساد کے زمانہ میں اگر کوئی شخص سنت نبوی پر قائم رہے گا تو اسے مسو شہداء کے برابر ثواب ملے گا۔

فرمایا: ممنوع افعال کی پیروی میں لوگ ایسے بھاگتے ہیں جیسے پانی نچلی سطح کی طرف جاتا ہے۔

فرمایا: سائل کے سوال کرنے سے پہلے ہی سوال پورا کر دینا چاہیے، تاکہ سوال کرنے کی رسم ہی اٹھ جائے۔

فرمایا: تن آسانی اور آسائش طلبی بالآخر تباہی کا باعث ہوں گی۔

فرمایا: اب ظاہری شکلیں خلاف شریعت بننے لگ گئی ہیں۔

فرمایا: معمولی چیزیں یعنی جوتی۔ پیکڑھی وغیرہ اگر دستیاب نہ ہوں تو فکر اور تردد ہوتا ہے۔ ان کے بغیر بھی گزارہ مشکل ہے مگر دین سائے کا سارا چھوڑ کر بھی کسی کو فکر نہیں ہوتی۔ یہ سب قسمت کے مارے ہیں۔

فرمایا: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے فرمایا، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر اعلیٰ سے اعلیٰ نصح اور معمولی سے معمولی عیب کے بارے میں بھی آگاہ کر دیا ہے۔

فرمایا: مرنے کے بعد سوال ہوگا، اچھا لباس پہن کر جسم کو سنوار کر آئینہ کے سامنے

کھڑے ہو کر اپنی شکل فخریہ دیکھتا تھا اور خوش ہوتا تھا۔ اے انسان کبھی  
تو نے اپنے دل کو بھی ایسے ہی آراستہ پیراستہ کیا تھا؟ کبھی موت کو بھی  
یاد کیا تھا؟ کبھی قبر کی فکر بھی کی تھی؟

فرمایا: حساب کے وقت کبھی حساب کا فکر بھی کیا ہے۔ یعنی زندگی میں اپنے  
اعمال اور معاملات کو درست کرنے کی سعی کی تھی۔

فرمایا: انگریزی لباس میں جو برہنگی آگئی ہے اُس سے گھر والے بھی شرم نہیں کرتے  
فرمایا: اولاد کو نیک تعلیم دور غیروں کی تعلیم نہ دو۔

فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرنا چاہیے اس میں خیر و برکت ہے۔ عورتیں چلتی پھرتی  
لیا کریں اور مرد چاول چھڑ لیا کریں۔ مشین وغیرہ پر کوئی نہ جائے۔

فرمایا: مایم پر گناہ تو دریائے رحمتی  
جائے کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما  
دیدہ بیسنا ہو ہر اک مومئے تن  
موجبے رہے روح و بدن



۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ بروقت تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد۔  
فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ظاہر کرنا  
مقصود نہ ہوتا تو کبھی کُن نہ کہتے۔

۷ گرنہ بوئے ذات پاکت را وجود کن ننگفتے خالق ارض و سما

فرمایا: بنا ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

نہ آدم، نہ فرشتہ تھانہ تھا ظاہر خدا پہلے

فرمایا: جو سنت نبوی پر قائم رہے گا بڑا درجہ پائے گا۔

فرمایا: جو خداوند کریم کو حاضر و ناظر نہ جانے وہ کافر ہے۔

فرمایا: تیرا بھی عجب حال ہے۔ بظاہر تو مسلمان کی کے دعوے کرتا ہے مگر اندر

نفاق سے پُر ہے۔

فرمایا: نیک آدمی سے اس طرح محبت کرو جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں سے

محبت کرتا ہے۔

فرمایا: نفسانی خواہشات کی اندھا دھند پیروی کرنے والے حیوانوں سے بھی

بدتر ہیں۔

فرمایا: زندگی میں سادگی چاہیے۔ پہلا زمانہ بڑا اچھا تھا۔ چلی کی جگہ مشین نے لے

لی۔ لکڑی کے کنوئیں صمد دشنا کرتے تھے ان کی جگہ لوہے نے لے لی۔

پیدل چلتے تھے ہر قدم پر اللہ کہتے تھے۔ مگر اب موٹریں، گاڑیاں آگئی ہیں

افسوس ہم غور نہیں کرتے۔

فرمایا: کلمہ شریف ہی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے۔ اسی میں زندگی اور

اسی میں حشر ہے۔ جس کو اس کے اسرار و انوار مل گئے وہی کامیاب ہوا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ نہیں کوئی معبود و مقصود

میرا بجز اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے

رسول ہیں۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے جسم میں خون

کے ساتھ گردش کرتا ہے۔



۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

آپ کی خدمت میں شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ تشریف لاتے حسب معمول حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: قرآن شریف مسلمانوں کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے۔ یہ ہدایتِ رحمت اور شفا ہے۔

فرمایا: خلقت کے پیچھے نہ بھاگو۔ خالق کی طرف رجوع کرو۔ کلمہ شریف کے اقرار اور تصدیق تب ظاہر ہوگی جب کہ وجود پر اثر ظاہر ہو اور سنتِ نبویؐ کا نمونہ نظر آئے۔

فرمایا: اگر زبانی زبانی ہی ایمان لانا ہوتا تو کافر و منافق سب بخشنے جاتے۔

فرمایا: ایک عادتِ بد کا ترک کرنا کئی سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جب کہ لوگ سونے، چاندی اور عورتوں کو کعبہ تصور کر کے گمراہ ہوں گے۔

فرمایا: کسی کی عزت کا معیار اس کے مال و دولت کی فراوانی میں نہیں، کیونکہ مال و زر تو کافروں کے پاس بھی بہت تھا۔

فرمایا: آج کل لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہیں، مسکر اور دغا کرتے پھرتے ہیں۔ یاد رکھو! عادات پر ہی مشر ہوگا۔





یکم اپریل ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف حاضر ہوا۔ یہ جمعہ رمضان المبارک میں جمعہ الوداع تھا۔ اجتماع کثیر تھا۔ آپ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ ایمان کس کا عجیب ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی۔ فرشتوں کا۔ پھر عرض کی بیسوں کا۔ تیسری دفعہ عرض کی۔ آپ کے صحابہؓ کا۔ کیوں کہ آپ کے درمیان ہیں۔

فرمایا: ان میں سے کسی ایک کا ایمان عجیب کے درجہ میں نہیں۔ بلکہ زمانہ کے اخیر میں بسنے والے ایسے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کریں گے ان کو یہ درجہ نصیب ہوگا۔

فرمایا: جو خداوند کریم کے ذکر میں مشغول رہتا ہے ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتا۔

ہے اول وہی آخر وہی دلا

ہے ظاہر وہی باطن وہی دلا

اس کے بعد آپ نے فضائل رمضان المبارک اور مسائل عید الفطر

کا ذکر فرمایا۔





۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

شرق پور شریف پہنچا۔ آپ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔ پہلے حسب دستور حمد و ثنا عجب انداز اور ذوق و شوق سے بیان فرمائی۔ بعد میں:-  
فرمایا، قرآن شریف کو بغور پڑھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کے لیے آپ نے بے حد تاکید فرمائی۔

فرمایا، نفس ہر دو اعمال نیک و بد کو پسند کرتا ہے مگر بدی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ نفس کو قابو میں رکھے اور سرکش نہ ہونے دے ورنہ یہ اس کو درندے کی طرح چیر بھاڑ دے گا۔

فرمایا، سوتے وقت دن بھر کے اعمال کا حساب کر لینا چاہیے کہ آج کون سے نیک اور کون سے بد عمل کیے گئے ہیں، پھر نیک کاموں پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے اور برے کاموں کے لیے توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔  
فرمایا، مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

فرمایا، ہر نعمت اور ہر عضو کے متعلق حساب دینا پڑے گا۔

فرمایا، رزق حلال کھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب اللہ کریم رازق ہیں تو پھر حرام رزق کی تلاش کیوں کی جائے۔

فرمایا، تین جمعہ متواتر چھوڑنے والے کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔

فرمایا، کسی کی عزت اس کی دنیا کو دیکھ کر نہیں کرنی چاہیے۔

فرمایا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت صدق دل سے کرنی چاہیے۔





۱۵ مئی ۱۹۲۷ء

آج بروز اتوار ۱۵ مئی ۱۹۲۷ء کو شرفِ قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے بالاخانہ میں طلب فرمایا۔ کمال مہربانی فرمائی۔ آپ کی شفقت اور پیار سے ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔ آپ نے فرمایا، اسم ذات اور درود شریف کی اجازت آپ کو دی جا چکی ہے۔ اس میں استقامت اور غور چاہیے درود شریف چاہو تو زیادہ کر لو۔ تفسیر قادری پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔



۳ جون ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

شرفِ زیارت نصیب ہوا۔ آپ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا، حمد و ثنا کے بعد آپ نے :-

فرمایا: قیامت کے دن ذرہ ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔

فرمایا: جس کی طرف رب اس کی طرف سب۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا کی ہر چیز کو آگاہ کر دیتے ہیں کہ فلاں میرا بندہ ہے اس کی

تعظیم کرو

فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم کر دیا گیا ہے کہ دین کی حفاظت اور

نکرائی کرے۔



۱۰ جون ۱۹۲۷ء بروز جمعہ المبارک

خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ تشریف لائے اور جمعہ پڑھایا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کا پتہ ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

فرمایا: انسان کو دل سے صابر اور زبان سے شاکر ہونا چاہیے

فرمایا: جب راحت ہو تو الحمد للہ پڑھے اور جب تکلیف اور پریشانی

ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے۔

فرمایا: معراج شریف کے موقع پر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ایک

نورانی بندے کو دیکھ کر دریافت فرمایا۔ یہ کوئی فرشتہ ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام

نے عرض کی یہ وہ بندہ ہے جس کے دل میں ہر وقت اللہ، اللہ، اللہ

جاری رہتا تھا۔

فرمایا: جو شخص زندگی میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے گا مرنے کے بعد خدا اس کو یاد رکھے

گا۔ (بزرگانِ دین کے مزارات اس کی بات کے گواہ ہیں ان کے مزارات

پر ہر ساعت خلقتِ ذکروا ذکر میں مشغول رہتی ہے۔)

فرمایا: جو مجلس میں یاد کرے گا خداوند کریم اس کو فرشتوں کی مجلس میں یاد کرے گا۔

جو تنہائی میں یاد کرے گا، جو اطاعتِ کاملہ اور شوقِ تمام سے یاد کرے گا،

خدا اس کو عرشِ بریں پر رحمت سے یاد کرے گا، جو مجاہدہ

سے یاد کرے گا اسے مشاہدہ میں یاد کرے گا۔

فرمایا: الْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہیے۔

فرمایا: سنت کی پابندی کے لیے قرآن شریف میں بڑی تاکید آئی ہے، خواہ انسان  
جل جائے مگر تارکِ سنت نہ ہو۔



۲۲ جولائی ۱۹۲۶ بروز جمعہ المبارک

حاضر خدمتِ اقدس ہوا۔ آج ہمراہ والدِ محترم بھی تھے۔ آپ تشریف لائے  
حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: جہانِ والو! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک عین رحمت ہے۔

ہو شد و جودش رحمۃ اللعالمین مسجد او شد ہمہ روئے زمین

سبہ الکوین ختم المرسلین آخر آمد لیک فخر الاولین

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجیب مجید ہیں۔ ہوا کیا ہے، پانی کیا چیز ہے؟

بادل کیا ہے؟ اور روح کیا چیز ہے؟



۳۱ جولائی ۱۹۲۶

آج مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۲۶ء محض شرفِ قدم بوسی حاصل کرنے کی نیت

سے در اقدس پر حاضر ہوا۔ آپ نے بے پناہ شفقت کے ساتھ توجہ قلبی فرمائی۔

آپ کے پاس حاضر ہو کر ایک گونہ مسرت و راحت نصیب ہوتی ہے جس کا اندازہ

کونسا ممکنات میں سے ہے۔ تفسیرِ قادری کے متعلق تاکید فرمائی۔ عرض کی۔ آج

سنتِ نبویہ کے بارے میں

مک دستیاب نہیں۔ آپ نے فرمایا یہی مشکل بات ہے۔ اگر عاصی پاس زائد ہوتی تو تجھے دے دیتے۔ اسی دوران ایک شخص حاضر ہوا۔ اُس نے عرض کی۔ میرا لڑکا نہیں "بھدا" (ملتا) آپ نے فرمایا مینوں (مجھے) رب نہیں بھدا (ملتا) پھر آپ نے اس کے لیے دُعا فرمائی۔ بعد نمازِ ظہر پھر حاضر ہوا۔ فرمایا۔ دل پاس ہے۔ زندگی کو غنیمت جانیں۔ اب اجازت سے جا سکتے ہو۔

گر برتن من زباں شود ہر مو  
احسان ترا شمار نتوانم کرد

اگر جسم کا ہر بال زبان بن کر شکر یہ ادا کرے تو پیر بھی تیرے احسانات  
کا شمار ناممکن ہے



۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء

۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو محض آپ کی زیارت کے لیے خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے کئی مرید حلقہ باندھے حاضر خدمت تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر بندہ کو بالا خانہ میں طلب فرمایا۔ بندہ نہ ہوا۔ آپ نے کمال محبت فرمائی۔ فرمایا۔ طبیعت اچھی ہے۔ زیادہ ہمت کی ضرورت ہے۔ الحمد للہ۔

اونچے ہیں تنخیل سے محبت کے مقامات  
اسکتی نہیں لکھنے میں کیفیتِ حالات





۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء

۱۸ نومبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ برائے ادائیگی نماز جمعہ و زیارت قبلہ اعلیٰ حضرت صاحب شرق پور شریف حاضر ہوا۔ بعد حمد و ثنا۔

فرمایا: تین باتوں کا ہونا ضروری ہے (۱) خوف (وَالْقَتُّ وَاللَّهُ) (۲) اُمید  
لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ (۳) محبت وَالَّذِينَ آمَنُوا شَدَّ حُبَّ اللَّهِ  
فرمایا: ایمان امید اور خوف کے مابین ہوتا ہے۔



۱۶ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ وقت مقررہ پر تشریف لائے اور بعد حمد و ثنا فرمایا۔

فرمایا: مخلوق کو پیدا کیا۔ اُسے موت و حیات دی۔ اس لیے کہ آزمائش ہو جائے کون اعمال حسنہ و صالح کرتا ہے اور کون بد اعمال کا مرتکب ہوتا ہے۔ (خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَسْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو عیث پیدا نہیں کیا۔ اس کو طرح طرح سے آزمایا جائے گا۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری ہے۔

فرمایا: کافر دل سے مانتے تھے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پتے رسول ہیں۔ منافق زبان سے کہتے تھے لیکن دل سے منکر تھے مگر مسلمان وہ بے جو دل اور زبان دونوں سے تصدیق اور اقرار کرے۔

فرمایا: ہر حال میں چاہے گرمی ہو یا سردی، بیماری ہو یا تندرستی، سفر ہو یا حضر، سختی ہو یا نرمی اللہ کریم کو یاد کرتے رہنا چاہیے۔  
فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقَعُودًا ذَلِكُمْ جُنُوبِكُمْ۔

فرمایا: کافروں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ انہوں نے پوچھا اللہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ یعنی اس کی مثل مثال ہی کوئی نہیں ہے۔  
فرمایا: حساب تو ذرہ ذرہ کا ہوگا۔ چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے احسن تقویم کے درجہ میں پیدا فرمایا ہے اور خلافت کی خلعت پہنائی ہے، اور لباس تقویٰ عطا فرمایا ہے اور ظاہری لباس زینت و زیبائش کے لیے بھی عطا فرمایا ہے۔

فرمایا: سچی توبہ کرنے والا ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔  
فرمایا: اب وقت ہے۔ مرنے سے پہلے نیک اعمال کر کے خداوند کریم کو راضی کر سکتے ہو۔

فرمایا: در لباسِ احمدی نورِ احد واسطہ شد خلق را بہر رشد  
فرمایا: ہر اس ذاتِ خداوندِ مخفی و نہاں بود پیدا عیاں گشت پچشمانِ محمد  
فرمایا: ہر اس کی ذات میں فنا کہ تو نہ ہے تیری ہستی کی رنگ و بو نہ ہے  
فرمایا: نماز، فحش عادات و حرکات سے بچاتی ہے۔

فرمایا: ناامیدی بھی کفر ہے۔

فرمایا: مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو اپنے مال سے زیادہ عزیز رکھے  
 فرمایا: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

فرمایا: جب بادشاہ ظالم ہوگا تو انسانوں کے اعمال بگڑ جائیں گے۔ پھر بارش  
 نہیں آئے گی۔

فرمایا: کچھ پتہ بھی ہے کہ اسلام کتنی مشکلات و مصائب کے بعد پھیلا ہے  
 فرمایا: حلال کا رزق نیکی کی طرف کشاں کشاں لے جاتا ہے اور حرام بدی کی  
 طرف کھینچ لے جاتا ہے۔

فرمایا: جس نے تجھے پیدا کیا ہے اسی کے ہو رہو۔

آں کہ ترا شنا سد جاں را چه کند

فرزند و زن و مال را چه کند

فرمایا: جس نے اُس کو ایک بار پالیا پھر تازیت نہ بھلایا۔

فرمایا: موت اچانک آجائے گی۔ تیری تمام کی تمام امیدیں دھری کی دھری  
 رہ جائیں گی۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی ہنسنے نہیں سامان سو برس کا بے چل کی خبر نہیں

فرمایا: اب تعلیم دینی مدارس کی بجائے دنیوی مدارس میں دی جانے لگی ہے جگہ جگہ

مدرسے کھل گئے ہیں۔ جو حکومت کی طرف سے محض دنیوی نمود و نمائش کے

تعلیم سے علم دین مراد ہے جو ادب و آداب سکھاتا ہے، مگر اب ادب

کا جنازہ نکلا چاہتا ہے۔ کریما کے تین اشعار پڑھے۔

کریما بہ بخشائے بر حال ما کہ ہستم اسیر کند ہوا

نداریم غیر از تو فریاد رس توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

نکہ دار مارا ز راہ خطا خطا در گزار و سوا ہم نما

۱۰ ابر ناید از پیے منع زکوة

وز ناخیزد و باندر جہاست

دمولیناروم



۳۰ دسمبر ۱۹۲۶ء بروز جمعہ المبارک

بہ ہمراہ جناب مولینا مولوی نواب الدین صاحب مشرق پور شریف میں  
جمعہ پڑھا۔ آپ تشریف لاتے صدوشنا کے بعد۔

فرمایا: اس اللہ کا پتہ جو کہ بے مثل و بے مثال ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔  
فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی و قلبی نے فرمایا خیر الامور اوسطها  
کو اپناؤ۔

فرمایا: بیوی اور اولاد ایک طرح سے رحمت ہے اور ایک طرح سے زحمت ہے۔  
(جب دین میں فائدہ ہو تو رحمت اور اگر دین سے روکے تو زحمت)  
فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہو سکتا چاہے جسم کا ہر ہر ذرہ ہی شکر کیوں  
نہ ادا کرتا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان بنانے والا ہے اور پانی سے کتنی پیاری پیاری  
صورتیں تخلیق کرتا ہے۔

۷ فلک یک نقطہ کلب کمال است

جہاں یک غنچہ حسن جمال است

فرمایا: ہر دن نیا اور ہر رات نئی جانور یعنی زندگی کو غنیمت جان کر عبادت کرو۔  
کیا خبر اگلا دن یا اگلی رات آئے یا نہ آئے۔

فرمایا: جس چیز سے جتنی زیادہ محبت ہوتی ہے اس کی جدائی سے رنج بھی اتنا  
ہی زیادہ ہوتا ہے۔



فرمایا: حضرت منصور اور فرعون ملعون دونوں نے اپنے آپ کو رب کہا تھا، مگر دونوں میں فرق تھا۔ ایک جذب کی حالت میں کہتا تھا اور دوسرا حکمرانی میں فرمایا: بدوں اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے محبت بے معنی ہے۔

فرمایا: قرآن شریف رکھی پڑھنے کی بجائے سوچ سمجھ کر اور غور و تدبر کر کے پڑھنے میں زیادہ نفع ہے۔

فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کو ظاہر کرنا مقصود نہ ہوتا تو اپنا آپ کبھی ظاہر نہ کرتا۔

فرمایا: انسان کو بیماری اور مصیبت اتنی ہی پہنچتی ہے جتنی کہ انسانی طاقت اس کو برداشت کر سکے۔

فرمایا: لاہور والے حضرت داتا گنج بخشؒ بھی عجیب ہستی ہیں۔

گنج بخش فیض عالم منظر نور خدا

ناقصاں را پیرِ کامل کمالاں را رہنما

فرمایا: کسی کی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے۔ خواہ گھر کا کوئی فرد ہو یا باہر سے کوئی ہو۔

یہاں تک کہ گاؤں کے کسی سانسے کو بھی دکھ نہیں پہنچانا چاہیے۔

فرمایا: مسلمانوں کی ہر طرح سے مدد کرنی چاہیے۔

بعد نماز جمعہ آپؐ نے پھر حسبِ معمول وعظ فرمایا۔ اس وقت آپ کا

خادم خاص جناب دین محمد صاحب مٹی کا ایک پیالہ پانی سے بھرا ہوا اپنے

کھڑا تھا۔ آپؐ نے پانی بطریق سنت نوش جان فرمایا۔ ہدایت و رشد کا

یہ سلسلہ پونے چار بجے تک قائم رہا۔ بعد ازاں آپؐ بالا مسجد میں تشریف لے گئے۔

۱۰ دنیوی لحاظ سے ایک نیچ قوم



## ۸ جنوری ۱۹۲۵ء

آج بروز اتوار مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۵ء بغرض زیارت و حصول فیض آپ کی خدمت اقدس میں بصد عجز و نیاز حاضر ہوا۔ الحمد للہ زیارت بابرکت نصیب ہوئی۔ کچھ عقیدت مند پہلے بیٹھے تھے۔ آپ نے ایک سے فرمایا۔ کلمہ شریف سناؤ۔ اُس نے سنا یا۔ آپ نے فرمایا۔ معنی بتاؤ۔ عرض کی۔ معنی نہیں آتے۔ پھر دوسرے سے پوچھا۔ اُس نے کلمہ شریف بھی سنا یا اور معنی بھی سنائے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ۔ نہیں کوئی معبود یعنی عبادت کے لائق مگر صرف ایک اللہ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں۔ معنی سن کر آپ خوش ہوئے۔ فرمایا۔ شکر ہے تو نے کچھ تو بتا دیا ہے۔ بعد میں آپ اوپر تشریف لے گئے۔ بعد نماز ظہر پھر حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ جانا ہے یا رہنا ہے۔ عرض کی جی جانا ہے۔ فرمایا۔ اچھا پھر جاؤ۔ دیر ہو رہی ہے۔ یہی دل تیرے پاس ہے۔ موت سے پہلے کچھ کرنا ضروری ہے خداوند کریم توفیق عطا فرمائیں۔ اُمید ہے پھر انشاء اللہ العزیز دوبارہ جلدی حاضری نصیب ہوگی۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی  
نہیں ملتا یہ گوسر پادشاہوں کے خزیںوں میں





## ۲۷ جنوری ۱۹۲۸ء بروز جمعہ المبارک

بہمراہی جناب سونینا سووی نواب الدین صاحب مڑھ بھنگواں بنیت  
ادائیگی ناز جمعہ روانہ بسوئے کوئے یار ہوا ہے

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے

جو باست مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

اس روز سرد ہوا میں چل رہی تھیں بوند باندی جاری تھی۔ عین روانگی کے  
وقت بارش تیز ہو گئی۔ باوجود اس کے کہ موسم نہایت خراب تھا، بظاہر سفر پر روانہ  
ہونا ناممکن تھا مگر ارادہ ہر دو کا ہرگز متزلزل نہ ہوا ہے

نہ مجھ کو جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی

میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عضو بندہ نواز میں

ان حالات میں بھی وقت سے ایک گھنٹہ پہلے مسجد شریف میں پہنچ گئے۔ آپ  
وقت مقررہ پر تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: اُس وحدہ لا شریک کا پتہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ سورہ  
اخلاص دیا۔

فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری سنانے  
والے اور ڈرتانے والے بن کر دنیا میں تشریف لائے۔

فرمایا: ایک ممنوع عادت کا ترک کر دینا کئی سال کی بے ریا عبادت سے افضل ہے۔  
فرمایا: بیوہ، یتیم، ہمسایہ اور غریب کا خیال رکھنا چاہیے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ تیری امت کے  
 علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہمت رکھنے والے بنا دیئے ہیں۔  
 فرمایا: دینی علم پڑھ کر دین کی ہدایت کرنی چاہیے۔ لوگوں کو بُری باتوں سے روکنا  
 اور نیک باتوں کا رواج ڈالنا چاہیے۔

فرمایا: دنیا کا غم نہ کر بلکہ عقبے کا غم کھا۔ (دنیا غم خانہ ہے اور عقبے جائے سرور)  
 فرمایا: ۷ دریں غم خانہ کثرت چہرہ باشم۔ چہرہ باشم  
 کہ من در گلشن وحدت پریدن آرزو دارم  
 فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس طرح یاد کرو کہ اپنی ہستی کو بالکل بھول جاؤ۔



۱۲ فروری ۱۹۲۸ء

آپ کی بے پناہ کشش کے زیر اثر بے اختیار آپ کی قدم بوسی کے لیے  
 شرق پور شریف حاضر ہوا ۷

یار سخن دی پاک زمینے قدم رکھیں شرابوں

قدم قدم تے دل دے سجدے عشقوں کرا جاویں

آپ کے دیدار کے ساتھ ہی سکھ اور چین نصیب ہوا۔ خاکسار کی طرف

پیار بھری نظر ڈالی۔ فرمایا: اللہ مافی السموات وَمَا فِي الْأَرْضِ. وَهُوَ عَلِي

كَلِّ شَيْئٍ مُّبَدِّلٌ بس میرا مقصد حاصل ہو گیا۔ آپ نے بندہ عاصی کے

دل پر ہاتھ مبارک رکھا تو یہ فوراً اس حالت میں منتقل ہو گیا، جس حالت میں

اسے ہونا چاہیے تھا ۷

تحریر میں اسرار کی باتیں نہیں آتیں  
 اور قید میں اصرار کی باتیں نہیں آتیں  
 فرمایا جاسکتے ہو تو جاؤ ورنہ صبح چلے جانا۔ اجازت لے کر اسی وقت  
 چلاؤں میل کا پیدل راستہ طے کرتا ہوا رات دس بجے نخییت تمام گھر پہنچ گیا۔



## ۱۷ فروری ۱۹۲۸ء بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ کشاں کشاں شرق پور شریف پہنچا۔ آپ کی دید کو  
 دیدے ترس گئے تھے۔ آپ تشریف لائے۔ سبحان اللہ! آپ کا آنا بھی کیا  
 آنا تھا۔ قطار اندر قطار۔ قدم بہ قدم۔ کس شان سے آپ کی آمد بوقی تھی بسیت  
 نوکِ قلم پر لائی نہیں جاسکتی بلکہ محسوس ہی کی جاسکتی ہے۔ آپ کے پروانے  
 ہاں نشان کے عالم میں محو نما شائے دیدار شیخ تھے۔ مسجد میں سکوتِ کامل تھا۔  
 یہ سب حالت محض آپ کی توجہ غاس کے سبب تھی۔ آپ گذر کر اپنی جگہ  
 پر تشریف فرما ہوئے۔ مؤذن نے در سری اذان نہایت سوز و گداز سے پڑھی۔ آپ  
 نے حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے  
 پہنچا ہے۔ اس لیے حضور کی اطاعت ہی میں اللہ کی اطاعت ہے اور  
 اسی میں سب کی نجات ہے۔

فرمایا: پہلے گھر کی بڑی بوڑھیاں بال بچوں کا ویسی علاج کرتی تھیں۔ اس میں شفا  
 اور برکت تھی۔ اب اگر کسی کی مرغی بھی بیمار ہو جائے تو وہ ہسپتال

کو دوڑتا ہے۔

فرمایا: سونے کے وقت تین مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر سونا چاہیے۔

فرمایا: جو کھایا سو گویا۔ جو پوڑا سو پوڑا جو دیا سو لیا۔“

فرمایا: اپنی جان اپنے ہی جسم سے نکلتی ہے۔ بیٹی کی جان ماں کے جسم سے نہیں نکلتی۔

فرمایا: ہمسایہ سے حتی الوسع نیک سلوک کرو اور کوئی چیز قابل استعمال ملنے تو

نہ نہ کرو۔

فرمایا: اول تو قرض لینا ہی نہیں چاہیے اور اگر لے لو تو بخوشی ادا کرو۔

فرمایا: ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آخری زمانے میں ایک ایسا وقت

آئے گا کہ لوگ پیٹ کے دھندوں میں غرق ہو جائیں گے۔

فرمایا: مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ہر قیمتی چیز سے بڑھ کر محبت کرنی چاہیے۔

فرمایا: جو دنیا میں قناعت کرے گا، قیامت کے دن اس کو اجر عظیم ملے گا۔

فرمایا: جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے تھوڑے دیئے پر خوش رہے گا، خداوند کریم قیامت

کے دن اس کی تھوڑی نیکی پر ہی خوش ہوگا۔

فرمایا: بیچ بات کہنے سے ہرگز نہ ڈر۔ جتنی عمر ازل سے لکھی جائی ہے اس سے

کم و بیش نہیں ہوگی۔ اسی طرح رزق کا بھی وہی نسا من ہے۔

فرمایا: انسان اپنے جسم کے بدلے اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوتا رہتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ

کے لیے اپنے جسم پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آخر زمانے میں جب یہ

بڑائیاں عام ہو جائیں گی تو عذاب نازل ہوگا۔

۱۔ غنیمت کو مال جانیں گے۔ ۲۔ امانت میں خیانت کریں گے۔

۳۔ زکوٰۃ کو جبرانہ سمجھیں گے۔ ۴۔ ماں کے نافرمان ہوں گے۔

- ۵۔ عورتوں کے غلام ہوں گے۔ ۶۔ دوست پر احسان جتنا نہیں گے۔  
 ۷۔ باپ سے گستاخی کریں گے۔ ۸۔ شراب نوشی عام ہوگی۔  
 ۹۔ مرد ریٹھ پہنیں گے۔ ۱۰۔ گھر گھر گانے کا سامان ہوگا۔  
 ۱۱۔ عورتیں سرکش ہوں گی۔ ۱۲۔ جوان بدکردار ہوں گے۔  
 ۱۳۔ یہود و نصاریٰ کے قدم بہ قدم چلیں گے۔  
 ۱۴۔ بے حیائی عام ہوگی۔ ۱۵۔ لوگ پیٹ کے دھندوں میں رات  
 دن غرق ہوں گے۔ ۱۶۔ سونا چاندی دین و ایمان ہوگا۔  
 ۱۷۔ نیکی کی ہدایت کوئی نہ کرے گا۔ ۱۸۔ بدی سے کوئی روکے گا نہیں۔  
 ۱۹۔ نیک بندوں کی کوئی پیش نہ چلے گی۔  
 ۲۰۔ قرآن شریف کو چھوڑ دیں گے۔ ۲۱۔ وفا اور اُنس نہ رہے گی۔  
 ۲۲۔ جس سے بھلائی کی جائے گی۔ وہی فریب کاری کرے گا۔

فرمایا: ایمان اور اسلام مل کر دین بنا ہے۔ دین باطن کو صاف رکھنا ہے، اسلام ظاہری شکل کو درست رکھنا ہے اور افعال و اقوال کی اصلاح کرتا ہے۔ فرمایا: بڑے بڑے نام رکھتے ہیں، حنیف اللہ، کلیم اللہ، مگر عمل دیکھو تو سب اٹ پلٹ ہیں۔

فرمایا: قرآن شریف کا ہر نقطہ، زبرد بز پریش اپنی اپنی جگہ پر جامع ہے، ایک زمانہ آئے گا کہ قرآن شریف رسمی طور پر پڑھا اور پڑھایا جائے گا، مرد و عورت پڑھنے والے زیادہ ہوں گے۔ لیکن عمل نہیں ہوگا، مسجدیں زیادہ ہوں گی، مگر نمازی کم ہوں گے، عالموں کے قدموں سے فتنے اُٹھ کر جہاں میں پھیلے گئے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا نیکی سے روکے جاؤ گے، بدی کا رواج دیا جائے گا، اُس وقت بڑا بار بندہ بھی حیران رہ جائے گا۔

فرمایا: جمعہ کے دن شیاطین کثرت سے گردش کرتے ہیں اور جمعہ کے لیے تیاری اور نماز جمعہ پڑھنے سے روکنے کی بے حد کوشش کرتے ہیں۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اس قدر سچا تھا کہ حضورؐ سے پہلے سب سچے دینوں کو بھی منسوخ کر دیا تو بھلا جھوٹے دینوں کی کیا حیثیت تھی۔

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے علاوہ جنوں کے بھی رسول ہیں۔

فرمایا: آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کے رسول تھے۔

فرمایا: ۷ گرنہودے ذات پاکت را وجود

کن نکھتے خالق ارض و سما

فرمایا: جو شخص صبح اُٹھتے ہی دنیاوی امور میں پڑ جائے گا اُس سے خدا راضی نہیں ہوتا۔

فرمایا: ۸ خدایا بہ رحمت بہیں سوئے ما

کہ فردانہ گردد خیل روئے ما

فرمایا: کھانا کھاتے وقت یہ دیکھ کہ حلال کا ہے یا حرام کا۔ ہر لقمہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لیا کرو۔

فرمایا: ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ نیکی کر کے تصور کریں گے کہ بس مقبول ہو گئی ہے۔ توبہ کے لیے کہیں گے کہ ابھی کافی عمر بچی ہے۔

فرمایا: تمام پیغمبر علیہم السلام عادات درست کرنے کے واسطے مبعوث ہوئے کیونکہ قیامت کے دن فیصلہ عادات پر ہوگا اس لیے عادات کو درست کرنا اشد ضروری ہے۔

۱۔ یا اللہ اس دنیا میں مجھ پر نظر رحمت رکھ تاکہ اگلی دنیا میں شرم سار نہ ہو۔





## ۲۳ مارچ ۱۹۲۸، بروز جمعہ المبارک

۳۰ رمضان المبارک برائے ادائیگی جمعہ خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ یہ آخری جمعہ ماہ رمضان المبارک کا تھا بدیں وجہ خلقت کا اجتماع کثیر تھا۔ آپ تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد:-

فرمایا: وہ اللہ ہی ہے جس نے دین حق کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ حضور ہی کی خاطر ایجاد و دو عالم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو سب پر غالب رکھیں گے۔

فرمایا: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں تو رب العالمین بھی راضی ہیں۔ فرمایا: پیچھے زمانے کے چور بھی غیرت اور برکت والے ہوتے تھے۔ (غریب اور ضعیف کو تنگ نہ کرتے تھے۔ اپنے ہمسایہ اور گاؤں میں چوری نہ کرتے تھے)

فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سوز و گداز اور درد بھرے دل کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔ فرمایا: ہر کام کے لیے محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر محنت کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ فرمایا: خشک بیج کو اگانا پھر اُس سے پھل اور پھول پیدا کرنا اسی مالک الملک کا کام ہے۔

فرمایا: دنیا ایک طرح تو بہت اچھی ہے، چونکہ اسی دنیا میں پیغمبر علیہم السلام تشریف لائے اور اسی میں سردار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فرمایا: پہلے رسالت بعد توحید۔ اگر رسالت کے تابع نہ ہوگا تو توحید سے دور ہو جائیگا۔

فرمایا: اب پیری مریدی بھی ٹھگ بازی بن گئی ہے۔  
 فرمایا: شادی صرف دودھ کے ایک پیالہ سے بھی ہو سکتی ہے، پھر اتنی فضول

خرچی کیوں؟

فرمایا: سرود سننا کوئی جائز تو نہیں۔ سرود میں ہوتا کیا ہے۔ ویسے ہی ہر ساعت  
 کے ساتھ اللہ کو یاد رکھے اور دل میں نقش کر لے۔

فرمایا: بادشاہ اپنی جگہ، مگر اسلام کو چھوڑ کر اس کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ تم یہود  
 نصاریٰ بوجاؤ گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی۔

فرمایا: انگریز کی ساختہ چیزوں سے پرہیز چاہیے۔ ویسی اشیاء کی طرف رغبت  
 پیدا کرو۔ اس میں برکت ہوگی۔ (دنی زمانہ لوگ بیرونی ممالک کی چیزوں  
 کو زیادہ پسند کرتے ہیں اور ملکی اشیاء کی قدر نہیں کی جاتی۔ اعلیٰ حضرتؒ  
 نے اپنی ملکی اشیاء کی اہمیت بتائی ہے، مؤلف)

فرمایا: تلوار ہاتھ میں ہو تو منکران سنت کی گردن مار دی جائے۔  
 فرمایا: نیک کام کرنے والے اور نیکی کی تلقین کرنے والے کو درجہ عظیم ملے گا۔  
 فرمایا: ترک دنیا سے یہ مراد نہیں کہ جنگل میں چلے جاؤ بلکہ "ہتھ کارو تے دل  
 یارو تے" ہر سانس کے ساتھ اس کی یاد ہو۔ اللہ، اللہ، اللہ۔

فرمایا: ارشاد نبویؐ ہے جو شخص نیک وسائل سے روزی کما کر بال بچوں کا  
 پیٹ حلال طریقے سے پاتا ہے۔ اس کو مثل خیرات کے ثواب ہوگا۔

فرمایا: صفت بندی کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس بارے میں تاکید حکم ہے۔  
 فرمایا: مسلمانوں کی ہر طرح سے امداد کرنی چاہیے تاکہ یہ غیروں کی طرف جوع نہ کریں

آپ ایک بچے و عطف شریف کے لیے کھڑے ہوئے، اڑھائی گھنٹہ نہایت  
 جوش سے مواعظِ حسنہ بیان فرمائے، اتنی دیر و عطف فرمانا، کچھ آسان کام نہیں۔  
 عام انسان اتنی دیر و عطف تقریر نہیں کر سکتے۔ یہ محض روحانی طاقت کا کمال تھا۔

## ۶ اپریل ۱۹۲۸ بروز جمعہ المبارک

برائے ادائیگی نماز جمعہ وزارت شیخ کمال شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ مکان شریف تشریف لے جا چکے ہیں۔ لہذا آج کا جمعہ آپ کے پیاسے بھائی حضرت بیابن غلام اللہ صاحب نے پڑھایا۔ آپ نے بھی کمال کر دیا۔ حاضرین کو خیال تھا کہ ابھی ابتدائی زمانہ ہے شاید کوئی بات نہ بنے۔ مگر آپ نے کمال مہمت اور خدا داد قابلیت کی وجہ سے نہایت پر تاثیر و عظیم شریف فرما کر حاضرین کو گرویدہ کر لیا۔ حمد و ثناء کے بعد سورہ کوثر کی تفسیر و تشریح نہایت عالمانہ اور موثر انداز سے فرمائی۔ حاضرین پر آپ کا رعب و جلال طاری تھا۔

فرمایا: مثنوی معاملات میں سادگی اور دیانت داری ہونی چاہیے۔

فرمایا: ہمہ افعال و اقوال شرع محمدی کے مطابق ہونے چاہئیں۔

فرمایا: مسلمانوں کو تجارت کی طرف دھیان دینا چاہیے۔ انگریز تجارت کرتے کرتے ہندوستان کے مالک بن بیٹھے ہیں۔

فرمایا: تبلیغ اسلام میں کوشش کرنی چاہیے۔

فرمایا: نماز کی پابندی بہ دل و جان چاہیے۔ نماز پڑھنی بھی کسی اللہ کے بندے سے سیکھنی چاہیے۔ نماز میں خضوع و خشوع بدرجہ اتم چاہیے۔

فرمایا: ظاہر کا وضو تو کر لیا باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

فرمایا: قربانی سے یہ مراد ہے کہ اللہ کی راہ میں ہر شے قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا۔

فرمایا: ہمہ انبیاء در پناہ تو اند مقیم در بارگاہ تو اند

تو ماہ منیری ہمہ اختر اند تو سلطان ملکی ہمہ پاکر اند

فرمایا: جب مسلمانوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ تھا تو اس وقت انہوں نے

روم، چین، ترکی، مصر اور دیگر بڑی بڑی سلطنتیں فتح کر لی تھیں، تاریخ

اس بات کی گواہ ہے۔

فرمایا: مسلمان کا دین اور دنیا ایک ہے، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنًا  
وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

فرمایا: اسلام ہی ایک ایسی طاقت ہے جس کے سامنے باقی سب طاقتیں نابود ہیں۔  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اسلام میں پوری طرح سے داخل ہو جاؤ گے تو تم کو بادشاہ  
عطا کر دی جائے گی یہی وجہ تھی کہ جب مسلمان اس ہدایت پر عمل پیرا تھے تو  
وہ فاتح کہلاتے۔ بڑی سے بڑی طاقت ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

فرمایا: عزت اور ذلت دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو نیک اعمال کرے گا،  
اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے گا اور جو اللہ کے رسول کو راضی رکھے  
گا اسے عزت ملے گی، بصورتِ دیگر اس کے لیے ذلت ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شان رب العالمین ہے	حضور کی شان رحمۃ اللعالمین ہے
اللہ تعالیٰ لیس کمثلہ شئی ہے	حضور کی شان اِنَّا اعطینک الکوش ہے
اللہ تعالیٰ کی صفت الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ ہے	حضور کی صفت بھئی رُؤُفٌ رَحِيمٌ ہے
اللہ تعالیٰ کی صفت الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ہے	حضور کی صفت عَلِيٌّ خَلِيْفٌ عَظِيمٌ ہے

۱۳ اپریل ۱۹۲۸ بروز جمعہ المبارک

یہ نیت ادا نے نماز جمعہ کو بیدار حضرت بسند ذوق و شوق شرق پور ٹرین

حاضر ہوا۔ آپ نہایت پر وقار انداز سے تشریف لائے۔ حمد و ثنا کے بعد۔

فرمایا: اپنی خواہشات نفسانی کو روکنا بڑی ہمت کا کام ہے۔ دراصل یہی جہاد اکبر ہے

فرمایا: ارشادِ نبوی ہے کہ اچھا کھانا اور اچھا پہننا بکتر پیدا کرتا ہے۔ جس میں تکیہ

ہوگا ایمان نہ ہوگا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ

سے تمام انبیاء آتے تھے تابع ہیں اور اس کی درگاہ کے دربان ہیں تو چودھویں کا چاند بت بانی سب  
شنا۔ بیادشاہ سے باقی سب تیرے نوکر جاگتے ہیں۔

اچھا کھانا اور پہننا چھوڑ دیا جائے۔ فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے مگر اپنی حیثیت سے بڑھ کر نہیں ہونا چاہیے۔  
 فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ! پڑھنا بہت درجہ رکھتا ہے۔ اسی میں بے شمار فوائد ہیں۔ استغفار بھی بکثرت پڑھنا چاہیے۔

فرمایا: اللہ کا ذکر اللہ، اللہ، اللہ، اللہ سب اذکار سے افضل ہے مگر افسوس یہ کہ ہم سے ہوتا کچھ نہیں۔ مؤمنوں کو اثر ہونا چاہیے۔

فرمایا: دین کی خاطر ہر طرح کی مصیبت اور طعنہ برداشت کرنے والے کو اللہ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ملے گا جو اسی کا حصہ ہوگا۔

فرمایا: اللہ کی قسم نہیں اٹھانی چاہیے۔

فرمایا: مخلوق کا سوالی نہ ہو خالق کی طرف رجوع ہو اور اسی سے سوال ہو۔

فرمایا: ہر چیز اپنے رب سے مانگے جو کچھ تیری قسمت میں ہوگا، مل کر ہی سہے گا۔

فرمایا: ارشاد نبویؐ ہے کہ رات کو اللہ کے حضور قیام کرنے کی جبرائیل علیہ السلام نے اتنی

تاکید فرمائی کہ گمان ہوا کہ شاید سونا حرام ہو گیا ہے۔ عورتوں کے حقوق کے لیے

اتنی تاکید فرمائی کہ گمان ہوا کہ شاید طلاق حرام قرار دے دی گئی ہے۔ مسواک

کرنے کی اتنی تاکید فرمائی کہ گمان ہوا کہ شاید مسواک کے بغیر نماز جائز ہی نہیں رہتا۔

فرمایا: گھر میں عورتوں کو خرچ کی تنگی نہ دینی چاہیے۔ گھر کا خرچ کھلا ہونا چاہیے

مگر فضول خرچی کی حد تک نہ ہو۔

فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور خوف کی وجہ سے سب نڈھال ہوں

گے۔ مگر بعض لوگوں کے چہروں سے نور برستا ہوگا۔ لوگ حیران ہو کر گمان

کریں گے کہ یہ تو شاید کوئی پیغمبروں کا گروہ ہے۔ مگر معلوم ہوگا کہ یہ گروہ

تو اللہ کا ذکر اللہ، اللہ، اللہ کرنے والوں کا ہے۔

اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے دل کو پاک اور صاف کر دیں۔ دنیا کی محبت

اور میل کچیل دور فرمادیں۔ تاکہ ہر طرح سے طبع پاک ہو جائے۔ نفسانی خواہشات اور لذتِ بدنی فانی ہو جائیں۔ یکسوئی اور محویت نصیب ہو جائے تاکہ اسم ذاتِ دل میں منقش ہو کر انوارِ واسرارِ الہی سے اندھیر کو ٹھٹھری روشن ہو جائے۔ بندہ خدا بخش فرمایا: سینہ کے اندر دل۔ نفس اور روح ہے۔ اسی کے اندر حسد۔ کینہ۔ تکبر۔ امتیاد اور بغض ہے، ان سب کو جلا کر رکھ کرنے والا کلمہ شریف ہے۔ (رات کو سوتے وقت تین دفعہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ پھر لا الہ الا اللہ اور پھر کلمہ شریف پورا پڑھا جائے۔)

فرمایا: جسمانی بیماری کے علاج کرنے والے طبیب تو کافی ہیں، مگر دل کی بیماری کا علاج کرنے والا کوئی حکیم نہیں ملتا۔  
فرمایا: جو دردِ دل کا مریض ہو اس کا علاج دیدارِ یار سے ہو سکتا ہے۔  
فرمایا: جب عظمتِ الہی دل میں موجود ہو تو پھر کس کی مجال ہے جو اسے ہراساں اور پریشان کر سکے۔



۲۰ اپریل ۱۹۲۸ء

دن کے بارہ بجے کے قریب دل بہت اداں ہو گیا۔ یہی جی چاہتا تھا کہ  
اڑ کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔  
بے تو آنم آرامِ جانم زندگانی مشکل است  
بے تماشا تے جمالت کامرانی مشکل است

سے بیذا عمر فاروق سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا اللہ کے بندوں میں سے میں سے لوگ بھی ہیں جو شہید نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن قریب الہی، وجہ سے انبیاء اور شہداء ان پر شکر کریں گے۔ ہوا۔ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمیں بتائیے وہ کون ہیں ان کے اعمال کیا ہیں تاکہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں، فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں کہ ان میں کوئی رشتہ نہیں ہے اور نہ ما، منفعت، بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور نور کے ممبروں پر ان کو بٹھایا جائے گا اور شہداء لوگ، خوف زدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔

اُسی وقت چک بٹا سے روانہ ہو گیا تقریباً چار بجے بعد دوپہر شرق پور شریف پہنچ گیا۔ آپ کی مسجد میں حاضر ہو کر سیدھا بیٹھک شریف میں پہنچا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جناب دین محمد صاحب نے فرمایا۔ اوپر چلو۔ شرف زیارت نصیب ہوتے ہی یک گونہ سکون و اطمینان نصیب ہو گیا۔ عصر کی نماز کا وقت قریب تھا۔ چند پروانے پہلے ہی سے شمع کے نور سے مستنیش ہو رہے تھے۔ ان کی اصلاح ہو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ چلو نماز پڑھیں۔ سب حضرات چل دیئے۔ بندہ سب کے بعد اٹھا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ محبت کی نظر سے دیکھا۔ فرمایا۔ طبیعت اچھی ہے اسی طرح خیال سے بیٹھنا چاہیے۔ فرمایا۔ رہنا ہے یا جانا ہے۔ عرض کی۔ رہنا ہے۔ بعد نماز عصر پھر زیارت نصیب ہوئی۔ اُسی دن کا واقعہ ہے کہ ایک سفید ریش شخص جو کہ کوئی شہری معلوم ہوتا تھا۔ اس کے سیاہ رنگ کے بوٹ کو اپنے دست مبارک سے سفید رنگ کے رومال میں لپیٹ کر اس کے حوالہ کر کے اپنے پاس سے سادہ جوتی عطا فرمائی۔

صبح کی نماز اور درود شریف سے فارغ ہو کر آپ کی بیٹھک میں پہنچا ایک ناظر صاحب اور ایک عالم صاحب پہلے موجود تھے بندہ سے فرمایا کہ اوپر سے تفسیر قادری لے آؤ۔ آپ نے پارہ ۱۰ سورۃ النساء کے ثلث میں سے چند آیات دکھائیں اور بندہ کو فرمایا کہ تم پڑھو اور باقی غور سے سنیں۔ اُس دن آپ کے پاس رہنے کا بہت وقت نصیب ہوا۔ جو دیکھا سو دیکھا۔ بیان نہیں کر سکتا۔ آپ کے حسن و جمال۔ رعب و جلال۔ حسن انتظام ہر سو۔ ہر پہلو بدرجہ کمال تھا۔ ہر بات اور ہر اشارہ اپنی جگہ نہایت پر معنی تھا۔ اسرار و رموز اور کیفیات روحانی جو وارد ہو رہی تھیں ان کو بیان کرنے کے لیے یا نہیں۔

گناہگار گناہوں سے بھرپور حاضر ہوتے ہیں آپ نہایت محبت اور

۱۰ تیرے بند کی مشکل ہے۔ تیرے جہاں کے دیدار کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔

پیارے سب کی کٹافنتیں دُور فرما رہے ہیں۔ خوش نصیب ہیں، وہ لوگ بہیں ہر روز شریف زیارت نصیب ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اپنے اپنے مقدر اور صفائی باطن کے مطابق فیض آپ سے حاصل کرتا ہے۔ آپ کا احسان جو مجھ پر ہوا، ایسا شاید ہی کسی اور پر ہوا ہوگا۔

گر برتن من زباں شود ہر مو  
احسان ترا شمار نتوانم کرد

آج پتہ چلا کہ اس شعر کی اصل کیا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیا  
بہتر از صد سال طاعتِ بیا

فرمایا: کلمہ شریف میں لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ کو ایک ہی سانس میں دو مرتبہ کہے اور تیسری مرتبہ اسی سانس میں کلمہ تہا پڑھے۔

فرمایا: کئی آدمی موت سے ڈرتے ہیں اور کئی آدمی خوش ہوتے ہیں۔

فرمایا: دن گذر رات آئی۔ رات گذری دن آیا اور یوں قبر کی طرف سفر جاری ہے  
فرمایا: قرآن شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت سے بھرا ہوا ہے۔

تفسیر غریزی اور روح البیان میں درج ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جو شخص پیسے رنگ کے جوتے پہنے، انشاء اللہ اس کے غم دُور ہوں گے اور وہ خوش و غم ہے گا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جو کوئی لگاتار پیسے جوتے کے ساتھ جوتے پہنے وہ انشاء اللہ رنج سے نجات پائے۔ عبداللہ ابن زبیر اور دیگر بزرگوں نے سیاہ رنگ کا جوتا منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے رنج و غم پیدا ہوتا ہے۔ خیال رہے سرخی اور زردی سیاہی اور سفیدی اور سبزی ان پانچ رنگوں کے جدا جدا خاصے ہیں۔ سرخی میں جمال ہے۔ زردی میں خوشی۔ سبزی میں بزرگی سفیدی میں خوبی و افضلیت اور سیاہی میں وحشت و رنج و غم (تفسیر غریزی) اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر سیاہ چیز بُری ہے بلکہ سیاہ جوتہ بہتر نہیں



بندہ نے عرض کی تفسیر حسینی لکھی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے غور سے پڑھا کرو اس تفسیر کو آبا جان نے اڑھائی سال میں پڑھا اور جبکہ مقام غور جا شہ پر لکھا اور جہاں کہیں حضور کا نام آیا وہاں اپنی قلم سے صلی اللہ علیہ وسلم لکھا مولف سو پانچ بجے فرمایا۔ اب جاؤ السلام علیکم۔ بعد از اجازت وہاں سے دس میل کا فاصلہ پیدل طے کرتا ہوا مغرب کے وقت گاؤں میں پہنچ گیا اور نماز مغرب اپنی مسجد میں خود پڑھائی۔

## ○ ۴ مئی ۱۹۲۸ء بروز جمعۃ المبارک

جناب ثاقب صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شرق پور شریف کا رقعہ آیا کہ مع چند چیدہ چیدہ طلباء شرق پور شریف پہنچو۔ بندہ شرق پور شریف بارہ بجے کے قریب پہنچ گیا۔ اس دن سخت دھوپ تھی۔ آپ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ ایک عرب نوجوان قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ عجیب انداز تلاوت تھا۔ دل و روح ایمان سے تازہ ہو گئے۔ نہایت وجد اور منظر تھا۔ ایسا منظر قبل ازیں دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ آپ تشریف لائے۔ بعد حمد و ثنا۔

فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ جہاد سے بھی زیادہ تاکید فرمائی ہے۔

فرمایا: رزق حلال کھانا چاہیے یہ نیکی کی طرف کشش کرے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ جل شانہ نے دنیا بے فائدہ پیدا نہیں کی۔

فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کے کسی فعل سے دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

فرمایا: ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے

تری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے

مے آپ کے ہر مرید کا یہی دعویٰ ہے

اس قدر اس میں ڈوب لے صابر

کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ ہے

فرمایا: جو اپنی خواہشوں کے تابع ہو جائے وہ انسان نہیں رہتا بلکہ مثل کتے کے ہو جاتا ہے۔

فرمایا: جو فساد کے زمانہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہو گا قیامت کے دن آقائے نامدار اس کی خود شفاعت کریں گے۔

فرمایا: ایک ناجائز اور بد عادت کا ترک کرنا کئی سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ مگر اس کی طرف توجہ اور دھیان نہیں۔

فرمایا: مسلمان کی یہ صفت ہے کہ وہ نیک کام کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

فرمایا: یہود و نصاریٰ سے ظاہر اور باطن میں کوئی تعلق نہ رکھو۔

دعوت شریف ختم کرنے کے بعد اسی عربی سے فرمایا کہ جماعت کراچی انہوں نے جماعت کراچی۔ بعد نماز جمعہ ایک مولوی صاحب خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مولوی فاضل کا امتحان دینا ہے فیس مبلغ انیس روپے جمع کرادی ہے اور اب آپ سے اجازت طلب کرنے آیا ہوں۔ غالباً مقصد ملازمت کا حاصل کرنا تھا۔ آپ نے منع فرمایا اور کہا نصاریٰ بن جاؤ گے۔ اس نے عرض کی۔ جی ایسا نہیں ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ زبانی پلاؤ نہیں پک سکتا۔ جب تم ان کے سکول میں ملازم ہو گے۔ ان سے تنخواہ لو گے۔ ان کا ادب کرو گے۔ ان کے پاس رہو گے تو ان کے طریقہ میں داخل ہو گئے پھر نصرانی تو ہو گئے۔ اس لیے اس سے پرہیز کرو۔ اس نے اسی وقت توبہ کر لی۔

○  
۱۵ جون ۱۹۲۸ء بروز جمعہ المبارک

۱۵ جون ۱۹۲۸ء بروز جمعہ شرق پور شریف حاضر ہوا۔ قطب نماں کی دید

کے لیے روح بے تاب تھی، ہر لمحہ آپ کی آمد آمد تھی۔ آنکھیں بے قرار تھیں کہ کب جمالِ یارِ سبب ہوگا۔ انتظار کی گھڑیاں طویل سے طویل تر ہوتی جاتی تھیں اور بے چینی بڑھتی ہی جاتی تھی مگر افسوس آج آپ مسجد میں تشریف نہ لاسکے۔ آپ کی طبیعت مبارک علیل تھی۔ اس خبر کے ملتے ہی آپ کے پروانے داغِ مفارقت میں تڑپ اُٹھے۔

آرزو عاشقان دیدار ہے دید جانان کے جزا نہیں کا کیا ہے

جنت ان کی وصالِ یار ہے دوزخ ان کی فرقتِ یار ہے

آپ کی اجازت سے جناب حاجی عبدالرحمن صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ چند احادیث بیان فرمائیں جماعت کرائی اور یہ فرض پورا فرمایا۔ بعد ازاں آپ کے برادرِ مکرم حضرت میاں غلام اللہ صاحب نے سورہ فاتحہ کی ڈیڑھ گھنٹہ تک تفسیر و تشریح فرمائی۔

○  
۲۹ جون ۱۹۲۸ء بروز جمعۃ المبارک

بروز جمعہ بعد اشتیاق دیدار جناب اعلیٰ حضرت صاحب شرق پور شریف

پہنچا۔ میرے ہمراہ عزیزم برکت علی اور مولوی نواب الدین صاحب بھی تھے چونکہ اعلیٰ حضرت کی طبیعت بوجہ سخت گرمی علیل تھی۔ لہذا یہ جمعہ بھی جناب عبدالرحمن صاحب نے پڑھایا۔ مگر دل سب کے پڑمردہ تھے۔ حیران و پریشان تھے۔ آپ کی جدائی میں بے تاب تھے۔ وہ آنکھیں جو آپ کو دیکھ کر ٹھنڈک حاصل کرتی تھیں آج محروم تھیں۔ بھلا یہ جدائی کیسے برداشت ہوگی۔ یا اللہ رحم فرما۔

بعد نماز جمعہ آپ کے دروازے تک رسائی ہوئی مگر یار نہ ملا۔ شکر صد شکر کہ آپ کے دروازہ مبارک کی زیارت تو نصیب ہوگئی۔ مولا کریم اپنے فضل سے پھر فیض بدستور سابق جاری فرما اور آپ کو صحتِ کاملہ جلد از جلد عطا فرما۔ امین۔

آپ کی طبیعت کئی ماہ سے علیل تھی۔ دراصل آپ کی بیماری کا کسی کو بصید نہ تھا۔ آپ کے جاں نثار سخت پریشان تھے۔ چند احباب کی رائے کے مطابق آپ کو کشمیر (سری نگر) لے جایا گیا۔ وہاں آپ کا جی نہ لگا۔ آپ لاہور تشریف لے آئے اور چوٹی کے اطباء و حکماء نے علاج کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی، مگر وہاں تو حالت ہی کچھ اور تھی، سب حکماء و اطباء عاجز تھے۔

از سر بالین من بر خیز اے ناداں طبیب  
در دمند عشق را وارو بجز دیدار نیست

مریض عشق کا کوئی علاج نہیں۔ اس کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ اللہ کا وصل حاصل ہو جائے۔ اس بصید کو کون جانے۔ اس رستہ کو وہی جانے جو جانے، جب آپ سری نگر تشریف لے گئے تو ایک پروانہ جدائی کے غم میں پڑھ رہا تھا۔

نہ مقدوری ترا دیدار دیدن      ندارم طاقت بجزت گزیدن  
نمیدانم چه سازم چاره ایس      درائی در فراق تو تپیدن



۲ اگست ۱۹۲۸

آج مورخہ ۲ اگست ۱۹۲۸ء کو پھر شرق پور شریف برائے دیدار اعلیٰ حضرت صاحب شرق پور شریف حاضر ہوا۔ آپ ایک ماہ سے تیار ہیں اور کشمیر کے واپس آنے کے بعد حالت کچھ زیادہ ہی نراب ہو گئی ہے۔ مگر اب بفضل خدا تعالیٰ صحت رو بہ صحت ہو رہی ہے۔ مگر ظاہر بینوں کو حالت تسلی بخش نظر نہیں آ رہی اور حکیم طبیب بھی سب عاجز آچکے ہیں۔ دراصل اولیاء اللہ کی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہوتی ہے۔ کافی دیر پہلے کھانا پینا ختم ہو جاتا ہے۔ اس وقت ان کی غوراک صرف دیدار الہی ہوتی ہے۔ دو تین روز سے حضرت میاں صاحب نے اب آنکھیں بند فرمائی ہوئی ہیں نہ جانے اندر ہی اندر کیسے جلوے دیکھ رہے ہیں۔ جناب

دین محمد صاحب اور آپ کے پروانے کثیر تعداد میں آپ کے ارد گرد حیران و پریشان بیٹھے ہوتے ہیں بندۂ ناچیز جب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے حدیث شریف پڑھی اور مطلب بھی بڑی زور بیاہی سے فرمایا۔ پھر قرآن شریف کی آیات پڑھیں ایک ماہ وصال سے قبل آپ نے خالص اردو میں کلام کرنا شروع کر دیا تھا۔ بخار کی حرارت نہایت تیز تھی۔ بعض اوقات درجہ حرارت ۱۰۸ درجہ فارن ہیٹ سے بھی بڑھ جاتا تھا۔ اطبا کا متفقہ خیال اور تشخیص تھی کہ آپ کو کوئی جسمانی بیماری نہیں۔ آپ عشق الہی کے مریض ہیں جس کا فہم و ادراک ہم کو باطن نہیں کر سکتے۔ اس کیفیت کا ادراک آپ کی مثل کا کوئی اور ولی ہی کر سکتا ہے۔ آپ کی عمر شریف ۶۲ سال سے زائد ہو چکی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے بڑھ رہی ہے۔ اور اس کا آپ کو بے حد احساس تھا اور فرماتے تھے کہ میری عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے بڑھ گئی ہے۔ گویا وصال میں بھی آپ کی مطابقت کاشتت سے احساس تھا۔ آپ کا درجہ فنائے قلب حقیقی سے بڑھ چکا ہے۔ جب کہ اس مقام پر پہنچنے والے اپنے آپ کو معدوم جانتے ہیں۔ ایسے بزرگ افعال و اقوال کو یقین دل سے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور دنیوی حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ عوام کی عقل یہاں عاجز آجاتی ہے۔

## ○ ۵ اگست ۱۹۲۸ء

۵ اگست کو پھر زیارت کے لیے شرق پور شریف حاضر ہوا، دل بڑا بے چین تھا۔ صبح ہی گھر سے روانہ ہو گیا اور ۹ بجے کے قریب آپ کی مسجد شریف میں پہنچا وہاں سے اسی وقت بیٹھک میں حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالا خانہ میں جانا نصیب ہوا۔ زیارت مبارک نصیب ہوئی۔ آپ کی صحت بے حد کمزور ہو چکی تھی۔ مادی خوراک بند ہو چکی ہے۔ زود ہضم خوراک دی جاتی ہے۔ مگر طبع نازک

برداشت نہیں کرتی۔ دراصل یہ بھی بزرگوں کا ایک درجہ ہوتا ہے۔ تذکرۃ الاولیاء میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ موت سے قبل تو خوراک سے طاقت پہنچتی ہے اور بھوکے رہنے سے کمزوری ہوتی ہے مگر وصال خدا کے شوق میں ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ خوراک کھانے سے کمزوری بڑھتی ہے اور نہ کھانے سے پوری طاقت ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا۔ خدا حافظ! اللہ کریم ہدایت کی توفیق دے۔ اب جاؤ۔ اُس وقت صبح کے دس بجے تھے۔ اُس وقت باہر سے آنے والے ہم تین اشخاص تھے۔ ایک بندہ ناچیز۔ ایک صاحب قصور سے اور تیسرے شیخوپورہ سے تھے جن کا نام عبد اللہ تھا۔ حسب الارشاد ہم پڑھو گی کے عالم میں لوٹ آئے اور بندہ ڈھائی بجے بعد دوپہر چک لٹا واپس پہنچ گیا۔ یا اللہ! بندہ عاجز کے شفیق و غمخوار رہبر دین و دنیا کا سایہ مجھ پر تاقیامت قائم و دائم فرما۔ امین



۱۸ اگست ۱۹۲۸ء کو بعد نماز فجر والدہ محمد سعید (مؤلف) شوق زیارت لیے ہوئے شرق پور شریف حاضر ہوئی۔ زیارت نصیب ہوئی۔ واپس آ کر بتایا کہ قدرے افاقہ ہے تو یہ خوش خبری سن کر سوزِ دل کو مانند آبِ خنک ٹھنڈک اور راحت ہوئی۔

۱۸ اگست ۱۹۲۸ء کو پھر طبیعت بڑی اداس ہوئی اور اڑتا ہوا اپنے رہبرِ کامل کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ الحمد للہ شرف دیدار سے مشرف ہوا۔ بظاہر طبیعت رو بصحت نظر آتی ہے مگر مرض کا پتہ کسی کو نہیں چل رہا۔ ۱۹ اگست ۱۹۲۸ء بوقتِ شب حاضرین سے فرمایا تمہیں کعبہ و بیت المقدس نظر نہیں آتا عرض کی۔ جی نہیں۔ فرمایا! تمہاری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ایک عالم نے آپ کی خیریت پوچھی۔ فرمایا۔ تب خیریت ہوگی۔ جب نامہ اعمال دابنے ہاتھ میں آجائے گا۔

۲۰ اگست ۱۹۲۸ بروز پیر ساڑھے گیارہ بجے رات حضرت قبلہ میاں صاحبؒ کی رُوحِ قنبر عنقریب سے پرواز کر کے عالمِ قدس میں پہنچ گئی اور یوں آفتابِ ولایت سینٹھ برس دو ماہ کی عمر پا کر ہم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گیا۔

صورت از بے صورتی آمد بزل باز شد انا الیہ راجعون (مؤلف)  
 نمازِ جنازہ اگلے روز ۲۱ اگست بوقت چار بجے سہ پہر ہوئی۔ بہت طویل طویل امیر قطاریں تھیں۔ تقریباً نو دس ہزار کا اجتماع ہو گا۔ نمازِ جنازہ سے پہلے قبلہ حضرت سید نور الحسن صاحب کیلینا نوالے کھڑے ہوئے اور فرمایا، خاموشی سے میری بات سنا۔ متوجہ ہو جاؤ، جو نبی آپ نے لفظ "متوجہ" فرمایا، تو یک لخت سب کے دل یک سو ہو گئے۔ ایسا سکوت طاری ہو گیا کہ سانس کی آواز تک سنائی نہ دیتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ نمازِ جنازہ کے بعد سب یہی نہایت اطمینان

کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ سب کو جی بھر کر دیدار کرائیں گے۔ جو پہلی یہاں تشریف لاپکے ہیں ان کو ضرور زیارت کرائی جائے گی۔ یہ آخری حق خدمت ہمارے ذمہ ہے۔ چنانچہ آپ کا حسن انتظام قابلِ تحسین تھا سب نے خوب جی بھر بھر کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار کیا۔ آپ پر ایک ایسا عالم نورانی طاری تھا جو محض دل والے ہی محسوس کر سکتے تھے۔ نمازِ جنازہ حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب نے پڑھائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق بوقت شام قبرستان ڈاہراں والا میں آخری آرام گاہ میں منتقل کر دیا گیا۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

سے از وجود خود را باز جنت ساختی زیں جہاں رفتی و ما را در الم اندختی  
 آپ کی عمر شریف سینٹھ سال سے زائد تھی۔ آپ ہمیشہ لاغر اور کمزور رہے۔ آپ اکثر بیمار رہے۔ یہ سب کچھ بوجہ کثرتِ ریاضت تھا۔ آپ بڑے خلیق تھے۔ آپ نہایت مہربان تھے۔ ہر ایک مرید یہی کہتا کہ جتنی محبت میرے ساتھ آپ کو

تھی اور کسی کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ آپؑ نہایت سخی تھے۔ آپ والدین سے بڑھ کر غم خوار تھے۔ آپؑ ہمہ صفات حسنہ میں اکمل تھے۔

بعد وصال آپؑ کا مزار پُر انوار فیض رساں عالم اور منبع روحانیت و طمانیت ہے مشیت ایزدی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جا نہیں۔ ہر ذی رُوح کو موت کا ذائقہ چکھنا پڑے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو ہم جیسی موت نہیں آتی۔ وہ تو محض جہان فانی سے جہان ابدی میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کو بھی ہم گناہگاروں جیسی موت آتی تو مخلوق خدا کبھی بھی ان کے مزارات پر حاضری نہ دیتی اور بادشاہانِ وقت کبھی بھی سلطنت کے استحکام اور اطمینان و سکون حاصل کرنے کے لیے حاضری نہ دیتے۔ مردہ تو وہ ہیں جن کی قبروں پر ویرانی طاری ہے۔ ان کی قبروں پر کبھی کوئی فاتحہ خوانی نہیں ہوتی اور آہستہ آہستہ ان کا نام و نشان تک مٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی موت کا راز عام انسان کے فہم و ادراک سے بالاتر ہے وہ چاہے کتنے ہی سکالر۔ فلاسفر یا سائنس دان کیوں نہ ہوں وہ اولیاء اللہ کی ابدی حیات کا راز اور بھید ہرگز نہیں پاسکتے جب خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ "بَلْ اَحْبِیاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ" تو انسان کی کیا طاقت اور بساط ہے کہ اس مسئلہ پر خواہ مخواہ بحث کرتا پھرے۔ حضرت بابونے کیا خوب فرمایا ہے ع

نام فقیر تنہا دا باہو قبر جنہا ندی جیوے ہو

ط۔ آپؑ کی صحیح تاریخ پیدائش کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ والد بگرامی نے لکھا ہے آپؑ کی عمر شریف بوقت وصال ۶۵ سال دو ماہ تھی۔ اگر ۲۸/۸/۲۰ (تاریخ وصال) میں سے ۶۵ سال دو ماہ تفریق کریں تو جون ۸۶۳ (تاریخ پیدائش بنتی) ہے۔ مگر ماہ جون کا دن اور تاریخ پھر بھی تعین نہیں ہو سکا۔ گویا ۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے تقریباً چھ برس بعد آپؑ کی پیدائش ہوئی۔



## مکتوبات شیریانی رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ والد گرامی نے اپنی بیاض میں کچھ خطوط ایسے نقل کئے ہیں جو اعلیٰ حضرت نے وقتاً فوقتاً اپنے خلفاء اور مریدوں کے نام لکھے تھے۔ ہو سکتا ہے یہ پہلے قارئین کرام کی نظر سے نہ گزرے ہوں اس لئے یہ تحفہ بھی ناظرین کی تذکرہ رہا ہوں۔

بناام جناب مولینا مولوی برکت علی صاحب مرحوم مرطہ مہنگواں

رب العالمین ہر مسلمان مرد و عورت پر اپنے فضل سے رحم فرمائیں اور انجام بخیر فرمائیں۔ امین۔ نوازش نامہ حضور صدور ہوا۔ از حد مشکور کہ اس عاجز کو آپ نے یاد فرمایا۔ الحمد للہ!

آپ کا نوازش نامہ دیکھ کر از حد شکر مولا کریم کیا۔ کیونکہ جب اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر باران رحمت کرنا چاہتے ہیں تو طلب کا بیج اس کے ارض قلب میں دست قدرت سے گاڑ دیتے ہیں تاکہ طلب کا پودا بلا کی حرارت اور امید کی شبنم سے نشوونما پا کر محبت کے پھل سے بار آور ہو جس سے بڑھ کر کوئی عزیز اللہ رحیم اور مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسا درخت ہے جس سے فصل نہیں ہوتی اور ایسا فصل ہے کہ کوئی اور فصل مکان ہی نہیں۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایک پودا جو جن نشوونما پاتا ہے۔ اس کی جڑ جو طلب غذا اور منبع نشوونما ہے قومی اور برہتتی جاتی ہے۔ اس لیے وہ کبھی سیر نہیں ہوتی۔

مولا کریم رحم فرمائیں۔ نیز از حد تاکید ہے کہ بعد فراغت درود شریف عاجز کے لیے دعا فرمائیں۔

۷ دروں جائے جان است لے خبر از تو جہاں پڑ شد جہاں است بے خبر

دنیا یوم چند آخر با خداوند

۱۲ مارچ ۱۹۲۸ء

بنام جناب قاضی محمد امین صاحب گوجرانوالہ

خداوند کریم فضل سے آپ کا اور سب کا انجام بخیر کریں۔ آپ سیچ فرماتے ہیں۔ اول تو لائق نہیں۔ بجز دعا چارہ نہیں۔ قبول کرنا رب العالمین کے اختیار بیمار ہوں۔ کمزور ہوں۔ باریک پڑھا ہی نہیں جاتا۔ جواب کیا لکھوں۔ آپ جانے مر گیا۔ فقط۔ اللہ تعالیٰ مہربان کا آسرا سب کو ہے۔

اللہ جل شانہ بس۔ دنیا یوم چند

(۱۳ دسمبر ۱۹۲۶ء)

بنام جناب مولوی علی محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اللہ حافظ

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے ضرور دیکھیں اور شکر کریں۔ دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔ قرآن شریف کی منزل غور سے عمل اور ترقی محبت خداوند کریم کے لیے پڑھیں۔ خداوند کریم سے خداوند کو ہی چاہیں۔ آنکھیں کھولیں کہ آدمی کس غفلت میں پڑا۔ بے قرار ہو کر رات ستر سمجھو مسلمان مرد و عورت کے لیے دعا ہر حال ترقی بہتر ہے۔

ہر حال عمر گزرتی ہے اور حال کم اور شوق بھی زیادہ دن بدن ہونا چاہیے کیونکہ مالک الملک کو ملنا ہے۔

کل بھائی = پیارا صاحب لاثانی

## بنام مولوی برکت علی صاحب مڑھ بھنگواں ضلع شیخوپورہ اللہ حافظ

اللہ کریم کی جو رحمت بال بال پر بے شمار ہو رہی ہے ضرور دیکھیں اور  
شکر کریں۔ دنیا یوم چند آخر کار با خداوندہ قرآن شریف کی منزل غور سے عمل اور  
ترقی محبت خداوند کریم کے لیے پڑھیں

خداوند کریم فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرمائیں۔ غریب کو کچھ خیال مدت  
کا تقارر گولائق نہیں۔ مگر عزیز نے کچھ خیال نہیں کیا۔ بڑی بات تو عمل ہے جو آج  
کل تہہ دل سے عنقا ہے۔ دین کی طرف خیال کم بلکہ وہ بھی نہیں۔ حسب دنیا راس کل۔  
حسبی اللہ لا إله إلا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم  
بعد نماز گیارہ بار اور سوتے وقت اکیس بار یہ وجود بے سود خود بے علم ہے۔ مگر آپ  
غور و فکر منزل قرآن شریف روز مرہ اگرچہ کم ہی ہو کیا کریں۔

(اللہ جل شانہ بس)

ذیل کے خطوط حضرت قبلہ سید نور الحسن شاہ صاحب کیلیا نوالی سرکار اور حضرت  
کراماں والی سرکار کے ہیں جو بغرض حصول فیض و برکت پیش کیے جا رہے ہیں۔  
نقل خط کیلیا نوالی سرکار

بنام جناب مولوی برکت علی صاحب مڑھ بھنگواں ضلع شیخوپورہ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ ہر مسلمان مرد و عورت پر فضل سے رحم فرما کر انجام بخیر فرمائیں۔  
نوازش نامہ حضور شرف صدور لایا۔ الحمد للہ۔ بے حد تعریف واحد کے لیے ہے۔  
جس کو واحد کہنے کے لیے زبان نہیں۔ جو بال بال پر بے شمار غایت عنایت سے  
بے طلب فضل فرما رہے ہیں۔ از حد عاجز ہوں۔ کسی لائق نہیں۔

دنیا یوم چند آخر کار با خداوند۔ اللہ جل شانہ،

۱۹۲۸ء

## معمولات شریبانی رحمۃ اللہ علیہ

### جمعة المبارک کے لیے تیاری

اعلیٰ حضرت قبلہ بیان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعة المبارک کی تیاری جمعرات ہی کے دن سے شروع فرمادیتے تھے۔ جمعہ کے دن زائرین کا بے پناہ ہجوم ہوتا تھا۔ اُس دن بوجہ مصروفیات خاص خاص آدمی ہی مل سکتے تھے۔ صبح ۹ بجے سے لنگر شروع ہو جاتا تھا اور یہ سلسلہ دن کے بارہ بجے تک قائم رہتا۔ آپ غسل فرماتے سنتیں گھر پر ادا فرماتے۔ عین وقت مقررہ پر مسجد میں تشریف لاتے۔ اُس وقت تک سب حاضرین بھی سنتیں ادا کر چکے ہوتے۔ سب حاضرین مسجد میں دو زانو دم بخود پوری توجہ اور انہماک سے بیٹھے ہوتے۔ آپ محراب کی طرف سیدھے تشریف نہیں لاتے تھے۔ بلکہ دائیں ہاتھ سے ہو کر مصلتے پر تشریف لے جاتے۔ اگلی صفوں میں سب نمازی متشرع ہوتے۔ آپ اول آداب خطبہ بیان فرماتے۔ پھر خطبہ مبارک اور پھر وعظ شریف فرماتے۔ سبحان اللہ! وہ کیا بابرکت وقت ہوتا تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ سب حاضرین بحرِ توحید میں غوطہ زن ہیں۔ آپ پوسے جوش اور رعب سے وعظ فرماتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک لشکرِ جبار کے سپہ سالار احکامات جاری فرما رہے ہیں۔ وعظ مبارک نہایت مختصر کلمات مگر معنوں کے لحاظ سے نہایت جامع اور موثر ہوتا۔ جب نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لیتے تو حاضرین پر ایک خاص حالت طاری ہو جاتی تھی۔ دنیاوی معاملات کی صفائی پر بڑا زور دیتے ذکر و اذکار اور معرفت کی باتیں ارشاد فرماتے۔ بعد قعدہ دوسرا خطبہ دیتے۔ بعض اوقات دوسرے خطبہ میں بھی مختصر مسائل ضروریہ ارشاد فرماتے، دو رکعت جمعہ

پڑھاتے چار رکعت سنت بعد الحمد اور فرمانے کے بعد ظہر تمام روزمرہ کے طور پر اور فرماتے پھر مراقبہ فرما کر دعا مانگتے۔ پھر وعظ بیان فرماتے۔ اس طرح تقریباً چار گھنٹے مجموعی طور پر اسرار حقائق ربانی حاضرین کے لیے بیان فرماتے۔

## نماز مغرب اور نماز عشاء کے درمیانی وقفہ کا معمول

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ عین نماز مغرب کے وقت اپنی مسجد میں تشریف لاتے۔ مغرب کی نماز عموماً کسی اور صاحب کو پڑھانے کے لیے فرماتے۔ اور ایک فرض کے بعد باقی نماز مسجد کے اوپر چھت پر جا کر پڑھتے۔ نوافل اور امین بھی وہیں ادا فرماتے۔ پھر عشاء تک مراقبہ فرماتے۔ اُس وقت توجہ بہت زیادہ فرماتے۔ سبحان اللہ! وہ وقت بھی عجیب تھا۔ شنید میں اور دید میں بڑا فرق ہے جو بیان سے باہر ہے اپنے وظائف بھی بہت پڑھتے۔ اوائل میں تو اورادِ فتحیہ اسی وقت تمام پڑھتے پھر اس کا وقت مقرر کر لیا تھا اور بھی بہت کچھ پڑھتے۔ سورہ فاتحہ بھی پڑھتے۔ قصیدہ غوثیہ پڑھتے۔ یہ بھی پڑھتے شیخاً اللہ یا شیخ حضرت سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی المدد۔ بعد ازاں یہ شعر پڑھتے۔

اے نورِ پاکِ کبیر یا وے وصف ذاتِ مصطفیٰ  
 صَلِّ عَلَیْہِ۔ صَلِّ عَلَیْہِ یا خواجہ شاہِ نقشبند  
 صدیق و فاروق۔ عثمان و علی شہیر خدا  
 از چار یارت مر جبا یا خواجہ شاہِ نقشبند  
 اے نقشبند عالمِ نقشم مرابہ بند  
 نقشم چناں بند کہ گوئند نقشبند  
 شیخاً اللہ چوں گدائے مستمند  
 مدد خواہم از تو یا خواجہ شاہِ نقشبند

اور یہ شعر بھی پڑھتے :-

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را رہنا  
ایک دفعہ ”مظہر نور خدا“ پڑھتے، ایک دفعہ ”مظہر ذاتِ خدا“ پڑھتے۔ پھر دعا  
مانگتے۔ بعد دعا کلمہ شریف اس طرح پڑھتے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ  
اللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحْمَدُ رَسُولُ اللَّهِ۔ لا اله الا الله محمد رسول  
الله۔ پھر رات کا کھانا آجاتا۔ دسترخوان کچھ جاتا۔ ہاتھ دھلاتے جاتے اور منّت  
طریقے سے کھانا کھلایا جاتا۔

اُس وقت تین چار بلیاں بھی آجاتیں۔ ان کے لیے پیالوں میں دودھ  
ڈال کر رکھ دیتے۔ کھانے کے بعد مسنون دعا فرماتے۔ دسترخوان اٹھانے سے  
پہلے کسی کو اٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ پھر سب کو فرماتے نماز پڑھو۔ اُس وقت  
آپ سے کسی کو بات کرنے کی اجازت نہ تھی۔ آپ سنتیں اور پرہی ادا فرماتے۔  
نیچے درود شریف پڑھنے کے لیے چادر بچھ جاتی اور شامائے (کھجور کی گٹھلیاں)  
ڈال دیئے جاتے۔ ایک گوشہ آپ کی تشریف آوری کے لیے خالی چھوڑ دیا جاتا۔  
آپ تشریف لا کر درود شریف پڑھتے۔ دوزانوہ بیٹھنے والوں یا ننگے سروالوں کو  
سخت تنبیہ ہوتی۔ بعد ختم درود شریف یہ دعا مانگتے :-

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا  
نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّاتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيمَ  
وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا  
وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَحَبِيبِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَ  
ذُرِّيَّاتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا  
اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ

کبھی اس درود شریف کی بجائے یہ درود شریف پڑھتے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِنَا وَجَبِينَا وَ  
 نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَابِقُ نُورُهُ وَآخِرُ ظُهُورِهِ وَرَحْمَةٌ لِلْعَالَمِينَ  
 وَجُودُهُ وَعَلَى آلِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پھر یہ دعا پڑھتے :-

اللَّهُمَّ يَا رَبَّ بِيَعَادِ نَبِيِّكَ الْمَصْطَفَى وَرَسُولِكَ الْمُرْتَضَى  
 طَهَّرْتَنَا وَبَنَّا (تین بار) مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَايِدُنَا عَنْ مَشَاهِدَتِكَ  
 (تین بار) وَمَحَبَّتِكَ وَآمِنْنَا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشُّرُوقِ إِلَى  
 لِقَائِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

بعدہ یہ اشعار پڑھتے :-

خدا یا بدہ شوقِ ذاتِ رسولؐ	بدرِ محمدؐ مرا کن قبول
شب و روز در عشقِ حضرتِ بدرؐ	ہمہ عمر در وصلِ احمدؐ گزار
حیاتی ممانی ہمہ وقتِ ما	عطا کن وصالِ مرا مصطفیٰؐ
نداریم غیر از تو فریاد رس	توئی عاصیاں را خطا بخشن و بس
نگہدار مارا ز راہِ خطا دیا اللہ	خطا در گزار و عوام ہم نما

کبھی یہاں مندرجہ ذیل اشعار زیادہ فرمائیے :-

اے خدا صدقہ کبریائی کا	صدقہ اس نورِ مصطفائی کا
سیدھے رستے چلائیو ہم کو	پیچ و خم سے بچائیو ہم کو
جب دم واپس ہو یا اللہ	لب پہ ہو لا ایلہ الا اللہ

ظاہر و باطن ہو برائے خدا	نہ چاہیں خدا سے سوائے خدا
دیوہ بنا ہو ہر اک موئے تن	محو تجلی رہے روح و بدن
اے مرے مولیٰ میرے والی ولی	مجھے کر عطا بہ طفیل نبی

اور ہ ہیں مسلمان بھائی میرے فضل سے انہیں اپنے یہ مرتبے  
ماہم پر گناہ تو دریائے رحمتی جائے کہ فضل تست چہ باشد گناہ ما

یارب از سواتے خود دل ریش دار زندہ را مردہ بعشق خویش دار  
اں چناں با خود بگرداں آشنا تا نگر دم یک زماں از تو جدا

الہی عاصیم استغفر اللہ توفی فریاد رس الحمد للہ  
نداریم بیچ گونہ توشہ را بجز لا تقنطوا من رحمتہ اللہ  
الہی عاقبت محمود گرداں بکنی خواہیگاں نقشبنداں

خیال غیر از من دور گرداں مراد عشق خود رنجور گرداں  
بعشق خود کرم کن سینہ ما بروں کن کبر و حسد و کینہ ما  
با بھترے معبود نہ کوئی تو ہیں بکھڑایا اللہ اکبر شان تیرا ہر شے تھیں اعلیٰ پایا  
با بھترے توفیق نہ بہت کران جو نیکی کا بی با بھترے توفیق نہ طاقت کران جو ترک رانی  
یہ دعا بھی آپ پڑھتے :-

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا  
مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَسْمًا كَوَاكِرْ تَمِينَ بَارِ پڑھتے  
یہ دعا بھی پڑھتے :-

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِإِسَائِدِنَا وَلِمَنَّا مِنَّا وَ  
لِأَصْحَابِنَا وَ لِأَحْبَابِنَا وَ لِأَقْبَابِنَا وَ لِمَن لَّهُ حَقٌّ عَلَيْنَا وَ الْجَمِيعِ  
أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ  
وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ وَ قِنَا عَذَابَ الْقَبْرِ وَ قِنَا

لے ان الفاظ کو بڑے سوز و گداز سے تین مرتبہ پڑھتے



عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاحْشُرْنَا مَعَ الْمُتَّقِينَ وَالْأَبْرَارِ۔

یہ درود پاک بھی دعائیں شامل فرماتے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَ  
 نَبِيِّكَ وَحَبِيبِكَ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ  
 الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ  
 وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ يَا  
 اَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ۔

بعد از دعا عشا کی جماعت آپ ہی کرتے۔ جب مگر تکبیر کہنے لگتا تو  
 آپ عجب انداز سے مقتدیوں کی طرف رخ مبارک فرما کر متوجہ ہو جاتے۔ جب  
 اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ پڑھا جاتا تو آپ قبلہ رو ہو جاتے جب  
 اللہ اکبر کہتے تو اک عجیب سماں بندھ جاتا۔

اور جب سورہ فاتحہ تلاوت فرماتے تو کیف و سرور کا ایک عالم طاری ہو جاتا۔  
 ہر ایک مقتدی پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ ہر ایک کی یہی تمنا ہوتی  
 کہ وہ حالت رات بھر ویسے ہی طاری رہے اور نماز کا وہ سلسلہ نہ ٹوٹے۔ نماز سے  
 فارغ ہو کر کچھ دیر مراقبہ فرمانے کے بعد دعا مانگتے۔ کچھ ضروری ہدایات مریدین کو  
 فرماتے۔ پھر کتوں کے بے روٹی کے ٹکڑے لے کر رومال میں لپیٹ لیتے۔ ایک  
 چھڑی پکڑ کر گھر کی طرف روانہ ہوتے۔ مسجد کے دروازہ سے جب باہر آتے  
 تو منتظر کتوں کو روٹی ڈالتے ہوئے بیٹھک میں تشریف لے جاتے۔ اس وقت  
 رات کے تقریباً گیارہ بج جاتے۔ جو لوگ بیٹھک میں منتظر ہوتے ان کو آدھاپون  
 گھنٹہ توجہ دیتے پھر اندرون خانہ تشریف لے جاتے۔ آپ کی والدہ ماجدہ  
 آپ کو دودھ نوش جان کروائیں اور مستورات جو گھر میں اللہ اللہ سیکھنے آئیں  
 ان کے حالات سے آپ کو آگاہ فرمائیں پھر آپ مستورات کو پردے ہی میں توجہ دیتے

یہ سلسلہ بھی گھنٹہ ڈھیر گھنٹہ تک جاری رہتا۔ بعد ازاں دو بتیاں روشن فرما کر مطالعہ میں مصروف ہو جاتے۔ بعض اوقات صبح کا وظیفہ اسی وقت شروع فرما دیتے۔ تہجد ادا فرماتے اور یوں اگلی صبح طلوع ہو جاتی۔

اعلیٰ حضرت قبلہ میاں صاحب کے وصال کے بعد پہلا جمعہ مٹھنگواں میں پڑھا گیا جناب قبلہ مولوی برکت علی صاحب آپ کے مقررین میں سے تھے خطبہ شریف شروع کرنے سے پہلے زار و قطار رونا شروع کر دیا انہوں نے ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان عرض کی کہ آج مجھے طاقت نہیں کہ کچھ بیان کر سکوں کیوں کہ جس ہستی نے مجھے اس مسجد کی خدمت کے لیے مامور فرمایا تھا وہ آج ہم سے جدا ہو چکی ہے۔ وہ ماہتاب اب چھپ گیا ہے۔ آج ہم بے یار و مددگار ہیں۔ ہمارے ہمدرد، غم خوار اور مونس ہم سے جدا ہو چکے ہیں۔ مگر آپ کا فیض بدستور جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت یہ چشمہ فیض جاری و ساری رہے گا۔ بعد نماز جمعہ جب جناب مولانا صاحب اپنے حجرہ میں بیٹھے تو اعلیٰ حضرت کے متعلق کچھ واقعات بیان فرماتے۔ چند ایک ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں:-

- ۱۔ آپ اعلیٰ درجہ کے سوار تھے۔ اس ضمن میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔
- ۲۔ اکثر گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے کنوئیں پر جاتے۔ راہ میں اگر کوئی کمزور یا ضعیف آدمی مل جاتا تو اسے سوار کرا لیتے اور خود گام تمام لیتے۔
- ۳۔ پچپن ہی میں آپ بکثرت درود شریف پڑھا کرتے۔

۴۔ مکان شریف میں ایک شخص نے پچاسی روپے کی رقم حاضر خدمت کی رقم دیکھتے ہی آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ پھر تھوڑے وقفہ کے بعد آپ نے پانچ روپے قبول فرمائے اور باقی واپس لوٹا دیئے۔ اس شخص نے عرض کی کہ یہ ساری رقم آپ ہی کے لیے ہدیہ ہے قبول فرمائیں۔ آپ نے

فرمایا "قرب کی مسجد میں سفین ڈال دو۔ پھر بھی اگر پرج جائے تو نابیناؤں وضعیوں اور بیواؤں میں تقسیم کر دو مگر خفیہ طور پر کسی کو خبر نہ ہو۔"

- ۵۔ مکان شریف میں ایک شخص نے تہیہ کیا کہ وہ کچھ مسائل آپ سے ضرور پوچھے گا۔ جب حاضر ہوا تو بولنے کی جرأت نہ پاتا تھا۔ کئی بار ایسا ہی ہوا۔ جب ساتھیوں نے حال پوچھا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا: "واقعی یہ عالی سرکار ہے۔"
- ۶۔ ایک شخص بڑی مدت سے کسی پیر کامل کی تلاش میں تھا اور چاہتا تھا کہ پیر الٹانی ہو۔ اس کے گاؤں میں ایک عربی تشریف لاتے تو ان کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا۔ انہوں نے ایک عمل کرنے کو کہا اور بتایا کہ پیر کامل خواب میں نظر آجائے گا۔ عمل کرنے پر خواب میں اعلیٰ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک نام اور جگہ منکشف ہوئی۔ جب وہ شرق پور شریف حاضر ہوا تو آپ کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ خواب میں نظر آنے والی ہستی وہی تھی۔
- ۷۔ ایک شخص آپ کا امتحان لینے کی نیت سے حاضر ہوا۔ آپ نے توجہ فرمائی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

الغرض یہ پاک مجلس کافی دیر تک قائم رہی اور جناب مولانا برکت علی روتے بھی جانتے تھے اور آپ کی یادوں کو تازہ بھی کرتے جاتے تھے۔

## حالات سفر مکان شریف

### پہلا سفر

۳ مارچ ۱۹۳۰ء بمطابق ۱۲ شوال ۱۳۴۹ھ کو مکان شریف جانے کی تیاری ہوئی۔ یہ آرزو تھی کہ مکان شریف حاضر ہو کر فیوض و برکات حاصل کروں اور یہ بھی خیال آیا کہ قبلہ اعلیٰ حضرت اکثر مکان شریف تشریف لے جایا کرتے تھے جب تک کہ وہ

بندہ مڑھ بھنگواں پہنچا وہاں جناب مولوی نواب الدین صاحب۔ جناب مولینا مولوی برکت علی صاحب اور جناب شاہ جی تیار تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ مگر ارادہ سب کا پکا تھا۔ دوپہر کے قریب چاروں اللہ کا نام لے کر روانہ ہو گئے۔ ظہر کی نماز برج ٹاٹی جا کر پڑھی۔ آٹھ میل کا پیدل سفر آنکھ جھپکتے طے ہو گیا۔ جناب مولینا برکت علی صاحب کو قبل اعلیٰ حضرت صاحب کے ہمراہ سفر کرنے کی سعادت نصیب ہو چکی تھی۔ وہ طریقہ سفر سے واقف تھے اس لیے ان کو امیر مقرر کر دیا گیا۔ اٹاری سے روانہ ہو کر بادشاہی مسجد میں نماز عصر ادا کی۔ مغرب کی نماز اسٹیشن کے قریب ایک مسجد میں ادا کی۔ رات دس بجے ریل پر سوار ہو کر امرتسر جا پہنچے۔ عشا کی نماز اسٹیشن کے قریب والی مسجد میں پڑھی۔ علی الصبح ریل پر سوار ہوئے اور نماز فجر گاڑی ہی میں پڑھی گئی۔ اسٹیشن رٹ پھرتا المعروف مکان شریف جا اترے۔ بارش پھر شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر مسافر خانہ میں انتظار کیا۔ مگر تاب انتظار کہاں تھی۔ بارش ہی میں سوتے مکان شریف روانہ ہو گئے۔ روضہ مبارک دور ہی سے نظر آ گیا۔ جن کی طبع سعید ہوتی ہے ان کے دلوں میں روضہ مبارک دیکھتے ہی فیض جاری ہو جاتا ہے۔ ظہر کی نماز سے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بنائے ہوئے مکان میں ٹھہرے۔ اجازت لے کر روضہ مبارک میں داخل ہوئے بس کیفیت سرور حاصل ہوا اور جو حالات وارد ہوئے سو ہوئے عیاں کرنے کا پارا نہیں۔ پھر حضرت شاہ حسین قدس بترہ العزیز (خداوند کریم ان پر زیادہ سے زیادہ رحمت فرمائیں) بھوکالی والی سرکار کے روضہ مبارک میں حاضری نصیب ہوئی۔ وہاں جو کچھ دیکھا تحریر سے باہر ہے۔ الحمد للہ! اللہ کریم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے ایسے

۱۔ غائباً کریم الہی شاہ تھے۔ چنیوٹ کے قریب ان کا گاول ہے۔ اب وفات پا چکے ہیں  
 ۲۔ جناب مولوی برکت علی صاحب مڑھ والے تمام عمر باقاعدہ بلا ناغہ اعلیٰ حضرت کی معیت میں مکان شریف حاضر ہوتے رہے۔

ذی شان بزرگ پیدا فرمائے جن کے ذریعے سے مخلوق خدا رہتی دنیا تک فیوض و برکات حاصل کرتی رہے گی۔

## دوسرا سفر

۱۲ شوال ۱۳۵۱ھ بروز بدھوار جناب مولینا مولوی برکت علی صاحب اور جناب مولوی نواب الدین صاحب مڑھ بھنگواں والوں کے ہمراہ روانہ سفر برائے مکان شریف ہوئے۔ رات کو لاہور پہنچ گئے۔ مسجد وزیر خاں کے قریب ایک مسجد میں رات گزاری۔ اگلی صبح بعد نماز فجر بذریعہ لاری امرتسر پہنچے۔ اسٹیشن کے قریب کھانا کھا رہے تھے تو پتہ چلا کہ حضرت قبایہ جناب ثانی صاحب شریف لائے ہیں۔ شرف زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۱۳ شوال کو بارہ بجے والی گاڑی پر سوار ہو کر مکان شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ ظہر کی نماز مکان شریف میں جا کر ادا کی۔ صاحبزادگان اور بزرگان کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ پھر اجازت لے کر روضہ مبارک حضرت سید امام علی شاہ صاحب میں جانا نصیب ہوا۔ الحمد للہ بعد اس کے حضرت سید شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ (المعروف بھوئے والے) کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔ اس قدر زور سے فیض آپ کے روضہ مبارک سے آ رہا تھا کہ بندہ سے تو چپنا ہی شکل ہو گیا تھا۔

یا اللہ! یہ فیوض و برکات تا ابد ایسے ہی قائم و دائم رہیں اور طالبانِ صادق کی روح و قلب کو مستفیض فرماتے رہیں۔ عجب نظارہ تھا۔ دیدہ دل رکھنے والے خوب لطف اندوز ہوئے تھے۔ رات دو بجے تک وعظ و نصیحت کی محفل جاری رہی۔ اس کے بعد ختم شریف پڑھا گیا۔ کھانا کھلایا گیا۔ صبح نو بجے پھر محفل وعظ منعقد ہوئی۔ ڈیڑھ بجے کے قریب ختم شریف آخری ہوا۔

نماز جمعہ بھی وہیں پڑھی گئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جمعہ پڑھایا۔

نماز جمعہ کے بعد ایک اور عالم تشریف لائے تقریباً سوا گھنٹہ تک انہوں نے نہایت موثر انداز سے وعظ فرمایا۔ ۱۴ سئوال کو واپسی ہوئی۔ رتھ چھترہ کے اسٹیشن پر نماز عصر باجماعت پڑھی گئی۔ حاضرین میں اکثریت مشرق پر تشریف والوں کی تھی اور دوسرے نمبر پر لاہور سے کچھ لوگ تھے۔ مغرب کی نماز بھی باجماعت امرتسر اسٹیشن آنے سے پہلے پڑھی گئی وہاں گاڑیوں کا کراس تھا۔ نماز عشاء باجماعت لاہور پڑھی گئی۔ ۱۵ سئوال کی صبح مسجد وزیر خاں پہنچے۔ جناب مولانا مولوی دیدار علی صاحب کا درس سورۃ نساء پر ایک گھنٹہ تک سنا۔ وہاں سے روانہ ہو کر نماز عصر اپنے گاؤں آپڑھی۔ الحمد للہ رب العالمین

## باقیات

حضرت قبلہ والد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے فکر کے چند نمونہ جات پیش خدمت ہیں:-

نمبر ۱	اللہ جل شانہ	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
چار	کل حروف	چار
دو (ل، ل)	ایک ہی جنس کے حروف	دو (م، م)
کوئی نہیں	نقطہ	کوئی نہیں
(و-ل)	دو حرف چھوڑ کر تشریح	(م-ح)

نمبر ۲

نماز کے متعلق ایک شعر  
سُر نوشتِ اِشْرَاقِ اِستِ مِی سَازِ دَمانِ نَقشِ مَعکُوسِ نِکَمِ اِز سِجْدِ مِی گِردِ دِوِست

مشکل الفاظ کے معانی؛ سرنوشت؛ قسمت؛ تقدیر؛ حکم ازلی؛ خط؛ پیشانی؛ واژگون؛  
الٹا۔ منحوس۔ نقش۔ صورت۔ تصویر۔ لکھا ہوا۔ معکوس؛ الٹا۔ ٹیڑھا۔ نکمیں؛  
نمک۔ نگینہ۔ خواہر؛

مطلب؛

انسان جب نہایت عجز و انکساری سے بارگاہِ ربّ العزت میں سجڑیڑ  
ہوتا ہے تو یہ حالت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آتی ہے کہ اس کی تمام الٹی تقدیریں  
جو پیشانی پر لکھی جا چکی ہوتی ہیں وہ اس طرح سیدھی ہو جاتی ہیں جس طرح مہر کے  
حروف دیکھنے میں تو اُلٹے نظر آتے ہیں مگر کاغذ پر لگتے ہی سیدھے ہو جاتے ہیں۔

نمبر ۳

## تاثراتِ غم در فراقِ حضرت شیرازیؒ

(ماخوذ از بیانی)

کیا شوق بیاں کروں آپ کی زیارت کا  
کیا ذوق بیاں کروں آپ کے دیدار کا  
کجا رفت اے دل زمانِ محترم  
کہ مے دید دیدہ آں رُو قطبِ اُمم  
کجا رفت مقصود و مطلوب من  
کجا رفت قبلہ و کعبہ من  
کجا رفت ہادی اسلوب من

نمبر ۴

ابیات

میں جاناں دل میرا جانے رازِ مومنہوں کی کھولیں کلچہ بکڑے تے دل بیاں چشموں، سخنوں و ہلاں

جس دن وہ نوری صورت اکھیوں ابلے ہوئی  
 ہن کس کارن حیاتی ناے میری اکھیں دی روشنی  
 روضے اُتے جیہڑا جاوے فیض گھٹا بندھ آوے  
 ایں مومتے او زندہ، سو مہنی صوت دس نہ آتے  
 نہج نہ کھاوا ہونٹ نہ ہتے آج موئی گل موئی  
 جس صورت نول دیکھدیاں سن جدا وہ نظر نہ آئی

## اولیاء اللہ سے ملنے کے فوائد

### حدیث کی روشنی میں (مؤلف)

۱۔ ایک شخص نے اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں میں کسی نیک بندے کی ملاقات کرنے کے لیے سفر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا۔ اُس نے پوچھا تو کہاں جاتا ہے۔ اس شخص نے جواب دیا کہ فلاں گاؤں میں ایک نیک بندہ رہتا ہے اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا اس کا تجھ پر کوئی احسان ہے جس کے بدلے میں جا رہا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ میں تو فقط اللہ کے لیے جا رہا ہوں، فرشتے نے کہا میں اللہ کا قاصد ہوں۔ تجھ کو بشارت دینے آیا ہوں جس طرح تو اُس بندے سے محض اللہ کے لیے محبت رکھتا ہے۔ اللہ بھی تجھ سے محبت رکھتا ہے۔ (مسلم شریف)

۲۔ جب کوئی شخص کسی مسلمان کی عبادت کو جانتا ہے یا کسی نیک بندے کی ملاقات کے لیے چلتا ہے تو ایک پکارنے والا آواز گاتا ہے تو بھی اچھا ہے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہے۔ تو نے اپنا گھر جنت میں بنا لیا۔

(ترمذی شریف)

۳۔ جو لوگ میرے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ آپس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں



باہمی ملاقات کرتے ہیں۔ میرے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی۔ (حدیث شریف)

۴۔ جو لوگ آپس میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں ان کے لیے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے جائیں گے۔ ان لوگوں کے بلند مرتبے کو دیکھ کر صدیق اور شہداء رشک کریں گے۔



# پاکیزہ کتب کے مطالعہ کی اہمیت

○ قبلہ اعلیٰ حضرت میاں صاحب شرق پوریؒ خود مطالعہ کے بے حد شیدائی تھے اور اہل علم مریدین کو بھی مطالعہ کی تاکید فرمایا کرتے۔  
○ وہ گھر دیرانے سے بدتر ہے جس میں اچھی کتابیں نہ ہوں۔  
○ مطالعہ غم اور اداسی کا بہترین علاج ہے (شیخ سعدیؒ)  
○ جس شخص کو اچھی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں وہ انسانیت کے درجے سے گرا ہوا ہے۔

○ دل زندہ اور بیدار رکھنے کے لیے اچھی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔  
(امام غزالی)

○ انیس کنج تنہائی کتاب است  
○ فروغ صبح دانائی کتاب است  
○ مطالعہ ایک سترت بے مضرت ہے۔

○ گندے مضامین کی کتابیں لکھنے سے باز آؤ۔ قوم کے بچوں پر رحم کرو۔  
○ انہیں گڑ میں زہر ملا کر مت دو۔ کیونکہ بچے ہر ایک رنگ کو قبول کر لیتے ہیں۔ لوح سادہ برائے ہر نقش آمادہ۔

○ بُری تصنیف کے برابر کوئی گناہ نہیں۔ بُرا معلم صرف ایک مدرسہ کو بگاڑ سکتا ہے۔ مگر بُری کتاب ایک عالم کو نباہ کر دیتی ہے۔  
○ بُرا مضمون عمدہ عبارت میں ایسا ہے جیسا وزحمت بے

خوشنما پتوں میں۔ برخلافت اس کے مفید مضمون خواہ معمولی الفاظ و سادہ عبارت میں ادا کیا جائے۔ وہ اخلاقی اصلاح کے لیے ایک مستند دستور العمل کا کام دیتا ہے۔

○ جو شخص فحش کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس سے تو وہ اچھا ہے جس کو مطالعہ کا شوق ہی نہیں۔

○ جو شخص تفریح طبع کے لیے کتابیں پڑھتا ہے وہ تعلیم یافتہ دماغی عیاش ہے جو اپنی دولت علمی اور گراں بہا وقت کے موتی دل خوش کن مزے میں کٹا رہا ہے۔

○ طرح طرح کی عام کتابیں پڑھ لینے سے معلومات تو بے شک بڑھ جاتی ہیں مگر مذاق بگڑ جاتا ہے۔ خیالات پر اگندہ ہو جاتے ہیں، حق بات پر دل نہیں جمتا۔ عمل کی طاقت گھٹ جاتی ہے۔ ایسی ہی بے سرو پا واقفیت کی نسبت کہا گیا ہے۔ علم حجاب اکبر ہے۔

○ کوئی کتاب جب پڑھو تو آخر میں چند نتیجے اخذ کر لو ورنہ سرسری طور سے پڑھ جانا ایسا ہے جیسا کہ غذا کو بغیر چبانے ہوئے نگل جانا۔ لہذا پڑھو تو سمجھ سے پڑھو۔

○ کئی لوگ مرتے دم تک ان خراب خیالات کے لیے نوہ گھر رہتے ہیں جو فحش کتابوں سے ان کے دلوں پر جم گئے۔

○ بعض کتابیں صرف چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعض نگل جانے کے لائق اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں جن کو چبانے اور مضہم کرنے کی ضرورت

ہوتی ہے تاکہ خون صالح پیدا ہو سکے۔ یعنی ان سے اچھے نتائج حاصل ہوں ○ دس اچھی کتابیں پڑھ کر تب کہیں آپ ایک سیڑھی اوپر چڑھیں گے۔

اس کے برعکس صرف ایک گندی کتاب پڑھ کر آپ دس سیڑھیاں نیچے  
گر جائیں گے۔

C یاد رکھو جو کتاب کئی بار پڑھنے کے لائق نہیں، وہ ایک دفعہ بھی پڑھنے  
کے لائق نہیں۔

چند اوراق کا مجموعہ جسے کتاب کہا جاتا ہے، کیا چیز ہے؟ شبانہ روز کی  
محنتِ شاقہ، دیدہ ریزی اور جگر کاوی سے یہ چند اوراق لکھے گئے ہیں۔  
ان کے مصنفین نے کس قدر خونِ جگر پیا ہوگا، کتنی میٹھی نیندیں حرام کی  
ہوں گی؟ دماغ اور آنکھوں کا کس قدر تیل نکالا ہوگا؟ محض اس واسطے کہ  
تم پڑھو اور مستفیض ہو۔ ان کی اس قدر محنتوں اور مشقتوں کو رائیگاں  
کرنا اور علم کے اُس خزانے کو جو ان کتابوں میں بند ہے۔ بلا پرواہی  
کے ساتھ نظر کر دینا اگر اُن نیک رُوحوں اور عالی دماغ شخصیتوں پر  
جنہوں نے ان کتابوں کو لکھنے کی تکلیف تمہارے واسطے گوارا کی، ظلم  
نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ حقیقتاً اپنی جان پر بھی ظلم کرنا ہے۔ کیا یہ تعجب کی  
بات نہیں ہے کہ پتھروں اور دھاتوں کو تو ہم بڑی احتیاط سے سندھوتوں  
اور الماریوں میں بند رکھیں اور ان سچے موتیوں اور جواہروں کو بے تکلف  
جہاں چاہیں پھینک دیں، جہاں وہ کچھ عرصہ میں دیمک کی خوراک بن جائیں  
جن کے اوراق بعد میں رُوی کی طرح ذلیل کاموں میں دفن کیے جائیں۔  
کیا ہمارے دل سے اُن بڑے بڑے بزرگوں، فاضلوں اور محققوں کی  
عزت کا خیال بالکل جاتا رہا ہے کہ ہم اُن کے دماغی اور روحانی ورثے  
کی بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ کتنے نامور اور متبحر عالم گذر چکے ہیں، جن  
کی تصانیف تک ہم کو خوش قسمتی سے دسترس حاصل ہے مگر اپنی بدنامی

بے پروائی کی وجہ سے ہم کبھی ان کتابوں کو کھولنے اور اس لازوال دولت سے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور ان کے تمام عمر کے ذخیرہ علم کو ادنیٰ سی قیمت پر خرید نہیں سکتے جو وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔

○ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ایک معمولی امیر آدمی یا حاکم سے جو ہم سے ملنا بھی نہیں چاہتے ایک منٹ کے لیے ملاقات کرنا تو ہم اپنا فخر سمجھیں اور ان ذہانت و علم کے شہنشاہوں سے جو بڑے شوق سے خود اپنے پاس بلا تے ہیں اور گھنٹوں تک ہم سے مفید گفتگو کرنے کے لیے تیار ہیں ہم ان کی بات بھی نہ پوچھیں۔ معمولی درباروں میں جہاں اکثر جاہل اور مغرور آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے کرسی نشین ہونا بڑی عزت خیال کرتے ہیں۔ لیکن کتب خانہ جو ایک ایسا دربار ہے جہاں تمام دنیا کے علماء و فضلا نیک سے نیک بندگان خدا بڑے بڑے بادشاہ، بڑے بڑے شاعر، نامور ہیرو اور مشاہیر زمانہ سب کے سب جمع ہیں۔ کسی میں غرور اور خود غرضی نام کو نہیں، ان کا دربار عام ہے، ٹکٹ کی ضرورت نہیں، جس وقت چاہو جاؤ، جس وقت چاہو باتیں کرو، جب گھبراؤ اٹھ کر چلے آؤ۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں۔ کیا افسوس کی بات نہیں ہے کہ ہم ایسے درباروں کے لیے کچھ وقت نہ نکال سکیں؟ یہ ایسے دوست ہیں جو کبھی تم کو رنجیدہ نہیں کرتے۔ کبھی تم سے کچھ طلب نہیں کرتے۔ کبھی تم سے ملنے میں انکار نہیں کرتے، کوئی عذر پیش نہیں کرتے۔ ان دوستوں کی رائے ہمیشہ صائب، نیک اور سراسر بے غرضی پر مبنی ہوتی ہے، ان دوستوں کی قدر کرو، اور ان سے فائدہ اٹھاؤ، ان کے آفتاب علم سے روشنی کا اکتساب کرو۔

- کتب خانہ وہ گلستانِ شاداب ہے، جہاں دنیا کے کاملین و عارفین کی رُوہیں بقائے دوام و حیاتِ جاویدِ جاہل کرنے کے بعد مجتمع ہیں۔
- کتب خانہ وہ مرکز ہے جہاں آفتابِ علم کی پُر نور شعاعیں اور خوبصورت کوزے ہمیشہ کے لیے انسانی دماغوں کو روشن کرنے کے لیے مجتمع ہیں۔
- اس روشنی سے اپنا دل و دماغ معطر و منور کرو۔ کتابیں چراغِ حیات ہیں ان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تاریکی میں رہے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔
- کتابیں ایسے بزرگوں کے مدفن ہیں جو مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے۔
- سکندر نے اپنے کتب خانہ کا نام معالجِ روحانی رکھا تھا۔
- انسان کے لیے کوئی یادگار کتاب سے زیادہ دیر پا نہیں ہو سکتی۔



## عرفِ آخر

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ بندہ اپنی بے بضاعتی کے باوجود والدِ محترم کے غیر طبع شدہ سرمایہ کی مدد سے اعلیٰ حضرت میاں صاحب کے ملفوظات و خطبات شریف کو زیورِ طباعت سے آراستہ کر سکا ہے۔ اللہ اللہ! کہاں اعلیٰ حضرت اور کہاں میں! اللہ تعالیٰ جب کام لینے پر آجاتے ہیں تو میرے جیسے نااہل سے بھی لے لیتے ہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی دین ہے ورنہ منِ آدم کہ منِ دانم خطبات شریف سے فیض حاصل کریں اور بندہ کے لیے دعا فرمائیں۔

### دعا منجانبِ مؤلف

یا خدا جسم میں جب تک کہ میری جان ہے	تجھ پر صدقے تیرے محبوبِ قربان ہے
کچھ ہے یا نہ ہے لیکن یہ دعا ہے کہ امیر	نزع کے وقت سلامت میرا ایمان ہے
الہی بحق محمد رسول	دعا عاجزانہ ہو میری قبول
جب دم واپس ہو یا اللہ	لب پہ ہو لا الہ الا اللہ
خداوند بگردانی بلا را	ازیں آفت نگہداری تو مارا
بحق آں دو گیسوتے محمد	زبوں گرداں زبردستان مارا
یا رب محمد و علی و زہراؑ	یا رب حسین و حسن و آل عبا
از لطف بر آرجاتم در دوسرا	بے منت خلق یا علیؑ الا علی
یا رب بکشائے برمن درہائے بستہ را	محتاج بغیر خود نہ کنی این شکستہ را
کس نیست در جہاں کہ کند نامن قبول	یا رب قبول کن تو من تا قبول را

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ آمِينَ  
 بِحَقِّ طَهَّ وَبِحَقِّ مَبِيتِكَ الْكَرِيمِ عَلَيْهِ  
 الصَّلَاةُ وَالتَّلِيمُ دَالِهِ وَاصْحَابِهِ وَ  
 أَوْلِيَائِهِ عُلَمَاءِ أُمَّتِهِ أَجْمَعِينَ ط

۶ میاں محمد سعید شاہ عننی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴۰۳ھ سے رمضان پورہ کالونی لاہور  
 چک نمبر ۱ انہرا پرنسپال ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ





# سوزِ دل

## میاں شیر محمد صاحب شہر قبوری کا جنازہ دیکھ کر

شان و شوکت سے یہ کس دوہا کی آتی ہے برات  
تھر تھرتے ہیں فرشتے کانپتی ہے کائنات  
ہرزبردست اس سطوت کے مقابل زیر ہے  
یہ کوئی شائد محمدؐ کا بہادر شیر ہے  
آج اٹھی ہے یہ کس عاشق کی میت دھوم سے  
وصل ہے کس کا خدائے قادر و قیوم سے  
کس جنیدِ وقت کی میت چلی آتی ہے یہ  
پارسائی میں فرشتوں کو بھی ٹر ماتی ہے یہ

لوگ کہتے ہیں ہوا شیر محمدؐ کا وصال  
اب یہ شکلیں پھر نہ دکھلائے گی دنیا دیکھ لو  
ملتِ مرحوم کے ماتم میں اب روئے گا کون  
مصطفیٰؐ کے عاشقوں کی شکل زبیا دیکھ لو  
اے زمین شہرِ قبور! شیرِ الہی کی کچھار  
دامنوں سے داغِ غلے معصیت دھوئے گا کون  
دفن ہوتا ہے تری مٹی میں شیرِ کردگار  
اٹھ گئے گویا ابو ذرؓ ہو گئے رخصت بلالؓ

ہے دعائیر کی برسے تجھ پہ بدلی نور کی  
ہو، ہمیشہ تجھ پہ نور افشاں تجلی طور کی

(حکیم علی احمد نیر واسطی لاہور)

# ذکر پاس انفاس ارہ

صفحہ ۱۲۲ (بچپن کے وظائف ملاحظہ ہو)

لا الہ الا اللہ کو بزور تمام اوپر کے سانس کے ساتھ کھینچ کر مغز میں لے جائیں دم کو بند رکھیں جب بہت زیادہ گھٹ جائے تو محمد رسول اللہ کے ساتھ دم کو آہستہ آہستہ چھوڑیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ معلوم تک نہ ہو اس دوران سر جھکا ہوا ہو اور نظرت ناف پر رکھے پاس انفاس میں دم کو آہستہ آہستہ چھوڑنے کو صوفیائے کرام "آرا" کہتے ہیں۔ دونوں سانسوں کے درمیانی وقفہ کو ہی اصل مقام حاصل ہے اس کو ہی مقام آب حیات کہتے ہیں اور مجمع البحرین بھی اسے کہتے ہیں بسبب سے پہلے حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو تلقین کیا تھا اور پانی میں کرنے کی وصیت فرمائی تھی۔ اسی لئے پاس انفاس کے عمل سے علم لدنی شروع ہو جاتا ہے جو خالصتاً ملائکہ عالم امر سے سالک کی روح پر القا کرتے ہیں اس کے فوائد بھی کافی ہیں مثلاً عمر دراز ہوتی ہے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی ہے اس کے علاوہ خیر و برکت اور رزق میں کشادگی ہوتی ہے دراصل یہ عمل ایک روحانی علاج ہے۔ علاج کے ساتھ پرہیز بھی ضروری ہے ورنہ حالت سابقہ سے بھی گیا گزرا ہو جائے گا۔ بنیادی شرط ترک سماع بزرگ جلال نماز باجماعت کی پابندی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا اہتمام جو اس خمسہ پر سیر حاصل تصرف ہو۔

اس ذکر کو سلطان الاذکار کہا جاتا ہے اور عاقلان خدا کا ذکر ہے اور یہ ذکر دیگر تمام اذکار سے سادہ، آسان اور قابل عمل ہے۔

اس میں صرف ایک ہی ضرب ہے اس میں غذا کی کوئی پابندی نہیں ہر شے کھائی جاسکتی ہے جو ذوق حلال سے حاصل شدہ ہو مگر یہ ضروری ہے کہ مہلک خالی ہو شکم سیری کی حالت میں نقصان ہوتا ہے۔ ملفوظات مہر یہ قدس سرہ العزیز کا

ملفوظ نمبر ۱۲۲ - قارئین کے استفادہ کے لئے یہاں درج کیا جا رہا ہے۔  
 ”فرمایا کہ ایک فقیر نے خط بھیجا ہے کہ ذکر پاس انفاس سے میرے بدن میں بیماری پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا جواب مشتمل بر علاج اس کی طرف تحریر کر دیا گیا ہے بے شک ذکر پاس انفاس صفائی باطن میں عجب اثر رکھتا ہے۔ ابتدا امر میں تو ذکر کو اس کے شغل میں مجاہدہ کرنا پڑتا ہے لیکن اجرات کے بعد ذکر خود بخود قلب ذکر پر ایسا استیلا ہا لیتا ہے کہ اس کو نہیں چھوڑتا۔ مثلاً اگر کسی وقت ذکر اپنے ضعف اور ناتوانی کے باعث ذکر چھوڑنا بھی چاہے تو ذکر اس کو نہیں چھوڑے گا۔ ایسی حالت میں مرض کے پیدا ہو جانے کا امکان ہوتا ہے مگر یہی ذکر وظیفہ مردان حق اور ان کی جان ہے۔“

نفس کی آمد و شد ہے نماز اہل حیات  
 جو یہ قضا ہو تو اے غافل قضا سمجھو

### نفی و اثبات

جب سانس اندر لے جائے تو لا الہ کے یہ نفی ہوگی اور جب سانس باہر نکالے تو لا اللہ کے یہ اثبات ہوگا۔

## التَّحِيَّاتِ كے بیان میں

(صفحہ ۳۵ ع ۱ ملاحظہ ہو)

حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب مجھے معراج شریف کے موقع پر دیدار خداوندی نصیب ہوا تو سب سے پہلے مجھے حمد و ثناء خداوندی جل سلطانہ، کا حکم ہوا اور اس کے ساتھ ہی حمد و ثناء کرنے کے یہ الفاظ مجھ پر اتقائے گئے "التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" ان کلمات میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ثناء و مدح کو جمع کر دیا ہے۔ خواہ طاعات بدنی ہوں خواہ عبادات قلبی و فعلی اور خواہ خیرات و احسانات مالی ان سب کو ذات پاک باری تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے کہتے ہیں کہ یہ تینوں کلمات جوامع الکلمات میں سے ہیں۔ یعنی نیک اعمال میں سے خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی ہوں یا مالی، کوئی چیز ان سے خارج نہیں رہ سکتی جب حضرت رسالت پناہ شہنشاہ ذی جاہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعریف خداوندی جل سلطانہ، میں معروض کی تو بارگاہ حق سبحانہ و تعالیٰ سے تحفہ سلام ذات اقدس حبیب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار بایں الفاظ کیا گیا۔ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ" حضور فخر دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلام کا جواب بایں الفاظ بارگاہ قدسیہ میں پیش کیا "السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ" جب ملائکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالی اور رفیع الشان مرتبہ دیکھا تو سب نے یک بارگی

یک زبان ہو کر عالم ملکوت و جبروت با این الفاظ نغمہ سرائی کی "أَشْهَدُ  
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ"

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں تین تحفے پیش  
کئے۔ "تہیات۔ صلوات۔ طیبات" بالعوض ان کے اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں  
نقد عطا فرمائیں: سلامتی۔ نبوت۔ رحمت اور برکت۔

منقول ہے کہ جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس  
ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسے محبوب جو کوئی سفر سے واپس جاتا  
ہے اپنے دوستوں کے واسطے کچھ نہ کچھ تحفے لے کر جاتا ہے آپ اپنی امت کے  
لئے کیا تحفے لے کر جائیں گے آپ نے عرض کی جو رب کریم عطا کرے  
ارشاد ہوا۔ التہیات میں جو کچھ ہم نے کہا اور جو کچھ تم نے اور ملائکہ نے کہا ان تمام  
کلمات کو بطور تحفہ اپنی امت کے لئے لے جاؤ تاکہ ہر نماز میں وہ پڑھ کر دولت  
سعادت ابدی سے مشرف ہوں۔

مشرقپوری سرکار رحمۃ اللہ علیہ التہیات کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے جو  
نمازی صبر و سکون اور پورے اطمینان سے التہیات پڑھتے ان پر راضی ہوتے  
آج کل اکثر نمازی اس کی افادیت سے بیخبر ہیں اور وہ اس قدر جلدی میں پڑھتے  
ہیں کہ تعجب ہوتا ہے کہ وہ تمام التہیات اتنی جلدی کیسے پڑھ لیتے ہیں اپنے بیلوں  
کو چاہیے کہ وہ التہیات کو پورے دھیان اور توجہ سے پڑھیں۔



أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَقَرَعَهَا فِي السَّمَاءِ

خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

شجرہ طبرکات

از سیدنا

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

تازیدۃ العارفین

حضرت میاں شایر محمد صاحب شرفپوری رحمۃ اللہ علیہ

جس کو

حضرت ثانی صاحب میاں غلام اللہ مدظلہ العالی نے شائع کیا۔

۱۳۷۰ھ

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

زیر نظر شجرہ طیبہ میں ہمارے آقا و مولا، سید الاولین و الآخرین حضور سرور کائنات فخر  
 موجودات، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ ساتھ  
 تابعین کرام شرع متین اس جماعت بابرکات کے اراکین بھی رونق افروز ہیں جنہوں  
 نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو مستحکم اور شریعت مطہرہ کے پرچم کو بلند کیا  
 یہی وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ہے جس کے اراکین دربار رسالت میں عالی مقام  
 رکھتے ہیں۔ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد ہالہ کٹے ہیں اس بزم قدسیہ  
 صفات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے جان نثار اور یار غار حضرت ابو بکر صدیق  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جلوہ گرے ہیں غلام بے دام حضرت سلیمان فارسی بھی تشریف  
 فرما ہیں شیخ العارفین بایزید بسطامی بھی موجود ہیں۔ عاشق ربانی حضرت ابو الحسن خرقانی  
 بھی حاضر ہیں، امام طریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بھی ملتے ہیں۔ سراج  
 سلسلہ خواجگان نقشبند حضرت خواجہ باقی باللہ بھی نظر آتے ہیں، امام ربانی حضرت  
 مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی بھی شریک ہیں، قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم بھی  
 شامل ہیں، ابوالبرکات حضرت خواجہ امام علی شاہ بھی موجود ہیں، خصوصاً حضرت  
 خواجہ امیر الدین بھی حاضر ہیں اور شیر برداری، جنید زمانی حضرت میاں شیخ محمد رحمۃ اللہ  
 بھی اس بزم میں شریک ہیں۔!

حضرت قبلہ میاں شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی کسی تعارف کا  
 محتاج نہیں بلکہ پاک و ہند میں آپ کے ہزاروں معتقدین موجود ہیں تاہم حضرت قبلہ مدوح  
 کے مختصر حالات ذیل میں تبرکاً ہدیہ قارئین ہیں۔

حضرت میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۲ھ میں شہر قنوج شریف (ضلع شیخوپورہ پنجاب) میں پیدا ہوئے، حضرت جنید بغدادی علیہ رحمۃ اللہ کی طرح آپ بھی بچپن ہی سے کھیل کود سے نفرت کرتے تھے۔ اور علیحدگی کو پسند فرماتے تھے، گویا آپ مادر زاد ولی تھے تین چار سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے قرآن پاک اور دیگر کتابیں پڑھیں اور لکھنے میں بھی اچھی مہارت حاصل کر لی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خط نہایت پاکیزہ تھا۔

امیر طریقت حضرت خواجہ بابا امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے حضرت بابا صاحب فرمایا کرتے کہ خداوند کریم مجھ سے سوال کریں گے کہ دنیا سے کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا کہ "شیر محمد" کو لایا ہوں۔ اتباع سنت جو خواجگان نقشبند کا معمول اور مسلک ہے حضرت قبلہ میاں صاحب اس کا منہ بولتا نمونہ تھے۔ شہرت اور نمود کو ناپسند فرماتے تھے میدھے سادے دین کی نہایت سیدھے اور سادہ انداز میں تعلقین فرماتے کہ بڑے بڑے مترب زدہ اور بھولے بھٹکے مسلمان راہ راست پر آجاتے، اظہار کرامت سے ہمیشہ گریز کرتے اس کے باوجود آپ سے بکثرت کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔ آپ کو اشاعت دین کا بے حد شوق تھا، فارسی زبان کی نایاب قلمی کتابوں کے تراجم اپنی گروہ سے شائع فرمائے، شرق پور شریف اور اس کے گرد و نواح میں کئی ایک مساجد تعمیر کرائیں، ایثار و سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو پاس ہوتا راہ مولائیں لٹا دیتے سینکڑوں آپ کے دسترخوان پر پلتے، کسر نفسی اور تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ملنے والوں سے "السلام علیکم" کہنے کی خود پہل کرتے، کوئی تعظیماً کھڑا ہوتا تو منع فرما دیتے

خیف الجنتہ تھے جب چلتے تو نگاہیں نیچی رکھتے، انکساری اور عاجزی سے پیش آتے، مگر جہاں دین کی خلاف ورزی پاتے تو غصہ میں بھی آجاتے۔

"الحب للہ اور البغض للہ" کی عمدہ مثال تھے دنیوی امور میں بھی شریعت کو ملحوظ رکھتے، ملنے والوں سے بھی اس پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے تین ربیع الاول



۱۳۴۷ھ ہجری بروز پیر (دوشنبہ) بجز تقریباً پینسٹھ (۶۵) سال اس دارفانی سے عالم بقا کو سدھار گئے۔ حضرت حج کا سالانہ عرس شہر قنوج شریف میں یکم، دو اور تین ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے اس مبارک اجتماع میں سادگی اور پاکیزگی کو ملحوظ رکھا جاتا ہے زائرین دور دور سے آتے ہیں اور روحانی کیف لوٹتے ہیں جو ایک مرتبہ اس پاکیزہ مجلس میں شامل ہوتا ہے بار بار اس سعادت کی تمنا کرتا ہے۔

اولیاء دروہوں ہم نعمت است

طالبان رازاں حیات بے بہا است

احقر العباد

(میاں) غلام اللہ عفی عنہ

سجادہ نشین و براہِ حقیقی حضرت قبلہ میاں صاحب

نوٹ:۔ عرس مبارک میں شرکت کرنے والے حضرات کو معلوم ہو کہ صفر المظفر کو انتیس  
کا شمار کریں تاکہ وہ مقررہ تاریخوں پر حاضر ہو سکیں۔



افضل الذكر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# شجرہ منثورہ

حضرت میاں شیر محمد صاحب قاسم پور العزیز

الہی بکرت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین سیدنا وشفیعنا  
 دوسلیمان فی الدارین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ .

الہی بکرت حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۳ جمادی الثانی ۳۱ھ مدینہ طیبہ

الہی بکرت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰ رجب ۳۳ھ مدائن

الہی بکرت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴ جمادی الاول ۳۶ھ مدائن

الہی بکرت حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۱۵ رجب ۳۸ھ مدینہ منورہ

الہی بکرت حضرت بائزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ۴ شعبان ۳۶ھ بسطام

الہی بکرت حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ محرم ۳۲۵ھ خرقان

الہی بکرت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ ۴ ربیع الاول ۳۷۷ھ طوس

الہی بکرت حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۲ رجب ۵۳۵ھ مرو

الہی بکرت حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ غجدوان

- الہی بکرمیت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ مکیم شوال ۱۱۶ھ ریوگر قریب بخارا
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمود ابن خیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۵ھ ابن خیر فغنوی
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ علی رامتنی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ ذیقعد ۱۱۵ھ خوارزم علائقہ بخارا
- الہی بکرمیت خواجہ محمود بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۱۵ھ سماس قریب بخارا
- الہی بکرمیت خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ۸ جمادی الاول ۱۱۲ھ سوغار قریب بخارا
- الہی بکرمیت امام الطریقہ والشریعت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ  
۳ ربیع الاول ۱۱۹ھ قصر عارفان بخارا۔
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ۲۰ رجب ۸۰۲ھ نوحفانیان
- الہی بکرمیت حضرت مولانا یعقوب چرخمی رحمۃ اللہ علیہ ۵ صفر ۸۵۱ھ ہلغور
- الہی بکرمیت حضرت چراغ خاندان خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ ربیع الاول ۱۱۹۵ھ سمرقند
- الہی بکرمیت حضرت مولانا محمد زاہد ولی رحمۃ اللہ علیہ مکیم ربیع الاول ۱۱۳۹ھ موضع وحش
- الہی بکرمیت حضرت مولانا محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ محرم ۱۱۳۹ھ اسقرا مضافات ماوراء النہر
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمد اکتلی رحمۃ اللہ علیہ ۲۲ شعبان ۱۱۰۸ھ ایکنگ قریب شہر سبزوار
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ عبد الباقی باقی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۱۱۲ھ دہلی شریف
- الہی بکرمیت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ صفر ۱۱۲۴ھ سمر ہند شریف
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ۹ ربیع الاول ۱۱۶۹ھ سمر ہند شریف
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۶ھ سمر ہند شریف
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ جمادی الثانی ۱۱۳۸ھ سمر ہند شریف
- الہی بکرمیت حضرت محمد حنیف پارسا رحمۃ اللہ علیہ مکیم صفر ۱۱۳۳ھ بامیان از توابع کابل
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ
- الہی بکرمیت حضرت خواجہ ذکی رحمۃ اللہ علیہ

الہی کرمیت حضرت خواجہ محمد زمان رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸۸ھ ذیقعد ۱۱۸۸ھ ملک سندھ توہاری  
 الہی کرمیت حضرت خواجہ حاجی احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۳ھ موضع بوسیدی علاقہ سندھ  
 الہی کرمیت خواجہ حاجی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲۷ھ ذیحجہ مکان شریف پنجاب  
 الہی کرمیت حضرت خواجہ امام علی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸۲ھ ذیحجہ " "  
 الہی کرمیت حضرت خواجہ میر صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ — ذیحجہ " "  
 الہی کرمیت حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳۱ھ کولہ پنجوبیک پنجاب  
 الہی کرمیت غوث زمان قطب دوران سیدنا و مرشد مولانا حضرت میاں شیر محمد صاحب  
 شرفپوری ۳ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ شرفپور شریف (پنجاب)



(عربی اردو)

# عربی قیمت مخلوط حروف

عربی قیمت	حروف تہمی	عربی قیمت	حروف تہمی
۲۰۰	ط	۱	ا
۶	ز	۲	ب
۶	ث	۲	پ
۶۰	س	۳	ت
۳۰۰	ش	۳	ث
۹۰	ص	۵	ج
۸۰۰	ض	۲	چ
۹	ط	۳	ح
۹۰۰	ظ	۶	خ
۶۰	ع	۶	د
۱۰۰۰	غ	۲	ذ
۸۰	ف	۳	ر
۱۰۰	ک	۲	گ
۲۰	ہ	۲	ن
۵	و	۲	ہ
۱۰	ی	۳	و
۱۰	ے	۵	و
۱۰	آ	۶	و

مکتوبی ۱

## اسماء الحسنیٰ

اسماء الحسنیٰ پر متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں مگر میں نے مولانا قاضی محمد سلیمان منصر پوری جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں "مرحمة اللعلمین" کا بدیہہ نصوص و عقیدت پیش کر کے شہرت و اہم حاصل کر چکے ہیں کی مستند کتاب "شرح اسماء الحسنیٰ" سے استفادہ کیا ہے۔ مرحوم جناب قاضی صاحب نے اپنی اس کتاب میں قرآن حکیم، حدیث پاک اور بزرگان دین سے استفادہ کر کے اسمائے حسنیٰ کی فہرست مرتب کی ہے اور ہر نام پاک کے معانی و مطالب کو علیحدہ علیحدہ بڑی شرح اور بسط سے بیان فرمایا ہے۔ میں نے صرف اسماء الحسنیٰ کے انتخاب پر اکتفا کیا ہے۔

سنن ترمذی کی حدیث پاک کے یہ الفاظ ہیں۔

إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ اسْمًا مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ط

ترجمہ: اللہ کے ۹۹ نام ہیں جس نے ان کو گھیر لیا، وہ جنت میں داخل ہوا۔

اللہ کے فرمانے سے ثابت ہوا کہ اسم پاک اللہ کے سوا ۹۹ نام اور ہیں جو اسی اسم ذات کی طرف مضاف ہیں مضاف بایں معنی یہ قیاس ہے کہ ۹۹ کا شمار اسم اللہ کے علاوہ ہوا اور یہ اسم اپنی شمولیت کے بعد شمار کو پورا ستون بنا دیتا ہو۔ یہی معنی راجح ہے۔ تاہم میں نے اسم ذات اللہ کو نقشہ میں شامل کر کے پورے ستوں اسماء مبارک کے عددی قیمت درج کر دی ہے۔

اسمائے حسنیٰ کی دو قسمیں ہیں: جلالی مثلاً قہار، مُذِلّ، مصیّت وغیرہ اور  
الی مثلاً رحیم و کریم وغیرہ۔

بہتر یہی ہے کہ اسمائے جمالی کا ورد کریں۔

نقشہ درج ذیل ہے

## نقشہ بودوز نام پاک الشریعہ و جہل مسند جہ باب اول

نقشہ	پر شمار	اسم پاک	تواریخ تزیین	جلدی
۱	۱	اللَّهُ	رَبِّيَ مَنْ الْمَدْرُورَةُ الْآنَ	۳۶
۲	۲	رَحْمَنٌ	رَحْمَنُ الرَّحِيمِ	۳۹۹
۳	۳	رَحِيمٌ	يَف	۲۵۸
۴	۴	الْمَلِكُ	تَمْرُكُ الْمَدْرُورُ الْمَدْرُورُ الْمَدْرُورُ الْمَدْرُورُ	۹۰
۵	۵	الْقُدُّوسُ	الْمَدْرُورُ الْمَدْرُورُ	۱۶۰
۶	۶	الْمَسْدُورُ	يَف	۱۳۱
۷	۷	الْمُؤْمِنُ	يَف	۱۳۶
۸	۸	الْمُتَّقِينَ	يَف	۱۴۵
۹	۹	الْمُعْزِزُ	يَف	۹۴
۱۰	۱۰	الْمُجِبُّ	يَف	۲۰۶
۱۱	۱۱	الْمُنْكَرُ	يَف	۶۶۲
۱۲	۱۲	الْمُبْدِي	الْمُدْرِي الْمُدْرِي الْمُدْرِي الْمُدْرِي	۷۳۱
۱۳	۱۳	الْمُبْرِي	يَف	۲۱۳
۱۴	۱۴	الْمُصَوِّرُ	يَف	۳۳۶
۱۵	۱۵	الْغَفَّارُ	وَرَبِّيَ لَعَفَّارٌ رَبَّنَا رَبِّ وَأَمِنْ	۱۲۸۱
۱۶	۱۶	الْقَهَّارُ	وَاجِدُ الْقَهَّارُ	۳۰۶
۱۷	۱۷	الْمَوْدِبُ	رَبِّيَ رَبِّيَ نَوْدِبُ	۱۲
۱۸	۱۸	الْمُرَّاقُ	رَبِّيَ رَبِّيَ رَبِّيَ رَبِّيَ	۳۰۸
۱۹	۱۹	الْمُنْفَعُ	وَعُوْنَةُ الْعَلِيمِ	۲۸۹
۲۰	۲۰	الْعَلِيمُ	يَف	۱۵۰

تعدادی قیمت	نمبر شمار	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۱۸۰	۲۱	السَّمِيعُ	إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (مومن)
۳۰۲	۲۲	الْبَصِيرُ	يَفْ
۱۲۹	۲۳	اللطيف	وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (نساء)
۸۱۲	۲۴	الْخَبِيرُ	يَفْ
۸۸	۲۵	الْحَلِيمُ	إِنَّهُ كَانَ حَنِيئًا غَفُورًا (اسراء)
۱۰۲۰	۲۶	الْعَظِيمُ	وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (آیت الکرسی)
۱۲۸۶	۲۷	الْغَفُورُ	إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (قاف)
۵۲۶	۲۸	الشَّكُورُ	يَفْ
۱۱۰	۲۹	الْعَلِيُّ	وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (آیت الکرسی)
۲۳۲	۳۰	الْكَبِيرُ	عَبْدٌ نَعِيمٌ وَالتَّوَّابُ الْكَبِيرُ (نساء)
۹۹۹	۳۱	الْحَفِيظُ	إِنَّ رَبِّيَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ (مؤمن)
۲۵۰	۳۲	الْمُقْتَبِ	إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَبِتٌ (نساء)
۸۰	۳۳	حَسِيبٌ	إِنَّ اللَّهَ عَوْدُ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا (نساء)
۲۶۰	۳۴	الْمُكَرِيمُ	إِنَّ رَبِّيَ غَنِيٌّ كَرِيمٌ (زمل)
۳۱۲	۳۵	الرَّقِيبُ	إِنَّ اللَّهَ عَلَيْكُمْ رَقِيبٌ (نساء)
۲۱۳	۳۶	الْقَرِيبُ	إِنَّ رَبِّيَ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ (مؤمن)
۲۵	۳۷	مُجِيبٌ	يَفْ
۱۳۷	۳۸	الْوَاسِعُ	إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرہ)
۷۸	۳۹	الْحَكِيمُ	إِنَّ اللَّهَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (س)
۲۰	۴۰	الْوَدُودُ	وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ (زبور)



نمبر شمار	سورہ	حوالہ آیت قرآنیہ
۲۱	الْمَجِيدَا	إِنَّهُ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ
۲۲	الشَّهِيد	إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ
۲۳	الْحَقُّ	إِنَّ اللَّهَ فَوقَ الْحَقِّ الْمُبِينِ
۲۴	الْوَبِيلِ	وَكُنْفَىٰ بِرَبِّكَ ذِكْرًا
۲۵	النُّورِ	وَهُوَ النُّورُ الْمُبِينُ
۲۶	النَّازِعَاتِ	ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينِ
۲۷	النُّورِ	وَهُوَ نُورٌ مُّبِينٌ
۲۸	الْحَمِيدِ	بِسْمِ
۲۹	الْحَمْدِ	لِلَّهِ مَا سَمَّوْا بِهِ سَمَوَاتٍ مَّرْمَرٍ
۳۰	الْحَمْدِ	بِسْمِ
۳۱	الْوَّاحِدِ	تَوَّاحِدٌ تَقْوَىٰ
۳۲	الْحَمْدِ	فِي سُبُوْحَةٍ مُّطَهَّرَةٍ
۳۳	الْحَمْدِ	لِلَّهِ الْحَمْدُ
۳۴	الْقَادِرِ	هُوَ الْقَادِرُ
۳۵	الْقَادِرِ	عِندَ عِيبِكَ مُتَّقِدٌ
۳۶	الْأَوَّلِ	هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
۳۷	الْآخِرِ	بِسْمِ
۳۸	الْقَاطِرِ	بِسْمِ
۳۹	الْبَاطِنِ	بِسْمِ
۴۰	النَّوَّارِ	عَمَّا مِمَّنْ دُونَ مِمَّنْ

نمبر	اسم پاک	حوالہ آیت قرآنیہ
۵۵	الْمُتَعَذِّلُ	كَبِيرِ الْمَتَعَالِ (مہند)
۲۰۲	الْبَرُّ	الْبِرُّ الرَّحِيمُ (سور)
۲۰۹	التَّوَّابُ	كُنْتَ التَّوَّابَ الرَّحِيمَ (البقرہ)
۱۵۶	الْعَفْوُ	إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفْوًا غَفُورًا (سور)
۲۸۶	النُّورُ	إِنَّ اللَّهَ رَوْضٌ رَحِيمٌ (نور)
۱۱۲	الْمُبْتَلِ	إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ يَوْمَ يُرَادُ رَبِّكَ فِيهِ (آل عمران)
۱۰۶۰	الْعَزِيْزُ	وَأَنَّهُ عَزِيْزٌ حَلِيمٌ (البقرہ)
۲۵۶	النُّورُ	اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (نور)
۲۰	الْهَادِي	وَكُنْفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًّا وَنَجِيًّا (فرقان)
۸۶	السَّيِّدُ	بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (النجم)
۲۱۲	الرَّبُّ	رَبِّ اجْعَلْهُ رَبًّا مُّبْدِيًّا (عزاد)
۱۰۳	الْمُبِينُ	إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْمُبِينُ (سور)
۳۱۲	الْقَابِضُ	إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ (الحجر)
۹۸	الْحَدِيفُ	وَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا (يوسف)
۱۳۰	الْكَفِيُّ	وَقَدْ جَعَلْتُمْ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيًّا (الحجر)
۲۶۱	الشَّاكِرُ	وَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَزِيمٌ (البقرہ)
۲۵۱	الْأَكْرَمُ	وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ (سور)
۱۱۲	الْأَعْمَى	سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (ذات)
۴۳۱	الْحَدِيقُ	هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ (اسر)
۲۶	الْمَدِينُ	وَيَذُرُّ الْمَوْتِمَ الْبَعِيثَ (سور)

صفحہ نمبر	آیت قرآنیہ	تفسیر
۳۵۰	وَكُفَىٰ بِاللهِ تَصْوِيرًا	التصوير
۳۵	لَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ	الذکر
۱۴۱	لَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ	التصوير
۲۰۰	وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ	التصوير
۲۸۱	عَافِيَةً لِّلرَّسُولِ	التصوير
۲۹۰	وَأَصْرَسْتُمْ وَأُزْرِجُوا	الذکر
۱۰۰	عِنْدَ مَنبُتٍ مُّقْتَدِرٍ	التصوير
۹۸	إِن تَدْعُنِي إِلَىٰ حَقٍّ	الذکر
۶۶	أَلَا تَرَىٰ أَنَّ الشَّيْءَ لِيُحْبِبُهُ	التصوير
۶۵۱	وَأَن تَدْعُنِي إِلَىٰ مُسْتَقِيمٍ	التصوير
۳۶۰	تَبِعُوا نَبِيَّ أُولَٰئِكَ خَيْرٌ	التصوير
۱۱۱	لَسَٰتُ بِلَاكِنِّي تَجِدَادٌ	الذکر
۱۰۳۳	وَأَن تَدْعُنِي إِلَىٰ عَقْدٍ	التصوير
۱۹۱	مَنْ آمَنَ مِنِّي كَفَىٰ بِتُرَابٍ مِّنْ حَتَّىٰ	التصوير
۶۳	ذُو الْحَرَمَيْنِ	التصوير
۵۸	إِن دَعَا لِحُكْمِ رَبِّي	التصوير
۶۹۰	لَا يَزَالُ هُوَ خَائِبًا وَمُنْجِبًا	التصوير
۶۰۶	وَكَلَّمَ نَحْرًا نَّوْرِيًّا	التصوير
۶۶۳	إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ	التصوير
۱۱۳	وَيَسْتَجِيبُ لِمَنْ يَدْعُوهُ	التصوير

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَسْمَاءُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۹۹ ناموں کی فہرست اور عددی قیمت

نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی	نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی
۱	مُحَمَّدٌ	سر پاتو لقی والے	۸	فَاتِحٌ	کھولنے والے
	۹۲			۲۸۹	
۲	أَحْمَدٌ	حمد کرنے والے	۹	خَاتَمٌ	ختم کرنے والے
	۵۲			۱۰۲۱	
۳	مَحْمُودٌ	حمد کئے گئے	۱۰	دَاعٍ	بلانے والے
	۹۸			۷۵	
۴	قَاسِمٌ	تقسیم کرنے والے	۱۱	رَشِيدٌ	ہدایت دینے والے
	۲۰۱			۵۱۲	
۵	مَاحٍ	کفر مٹانے والے	۱۲	سِرَاجٌ	چراغ
	۲۹			۲۶۲	
۶	حَاشِرٌ	اکٹھا کرنے والے	۱۳	مُنِيرٌ	منور
	۵۰			۳۰۰	
۷	عَاقِبٌ	آخر میں آنے والے	۱۴	بَشِيرٌ	خوشخبری دینے والے
	۱۷۲			۵۱۲	

نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی	نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی
۱۵	مُبَشِّرٌ	بشارت دینے والے	۲۵	نَبِيٌّ	غیب کی خبر دینے والے
	۵۴۲			۶۲	
۱۶	نَذِيرٌ	دہناتے والے	۲۶	جَامِعٌ	تمام خوبیوں والے
	۲۶۷			۱۱۴	
۱۷	مُنْفِرٌ	ڈرنے والے	۲۷	كَامِلٌ	تمام کمالات والے
	۲۹۷			۹۱	
۱۸	مَكَادٍ	راستہ دکھانے والے	۲۸	شَفِيعٌ	شفاعت کرنے والے
	۱۰			۳۶۰	
۱۹	طَاهٍ	بدرکامل	۲۹	خَلِيلٌ	خدا کے دوست
	۱۴			۶۷۰	
۲۰	يَسِينٌ	دو جہاں کے سردار	۳۰	كَلِيمٌ	کلام کرنے والے
	۷۰			۱۰۰	
۲۱	طَسْرٌ	طس	۳۱	جَيْبٌ	محبت والے
	۶۹			۲۲	
۲۲	مُزْمِلٌ	کالی کپڑے والے	۳۲	مُصْطَفَىٰ	پسند کیے ہوئے چنے ہوئے
	۱۱۷			۲۲۹	
۲۳	مُدَثِّرٌ	چار اور ٹھہرنے والے	۳۳	مُرْتَضَىٰ	پسندیدہ
	۶۴۴			۱۴۵۰	
۲۴	رَسُولٌ	پیغام پہنچانے والے	۳۴	مُجْتَبَىٰ	چنے ہوئے
	۲۹۶			۲۵۵	

نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی	نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی
۳۵	مُنْتَارٌ	اختیار والے	۴۵	حَكِيمٌ	حکمت والے
	۱۲۲۱			۷۸	
۳۶	وَلِيٌّ	دوست	۴۶	نُورٌ	خدا کے نور
	۲۶			۲۵۶	
۳۷	نَصِيرٌ	مددگار	۴۷	وَسَّوْجَةٌ	خدا کی محبت
	۲۵۰			۵۱۱	
۳۸	نَاصِرٌ	مدد کرنے والے	۴۸	بُرْهَانٌ	خدا کی دلیل
	۳۲۱			۲۵۸	
۳۹	مَنْصُورٌ	مدد کئے گئے	۴۹	مُؤْمِنٌ	ایمان والے
	۳۸۶			۱۳۶	
۴۰	قَائِمٌ	استقامت والے	۵۰	مُطِيعٌ	اطاعت والے
	۱۳۲			۱۵۹	
۴۱	حَافِظٌ	حفاظت کرنے والے	۵۱	مُطَاعٌ	اطاعت کئے گئے
	۹۸۹			۱۲۰	
۴۲	شَاهِدٌ	سب پر گواہ	۵۲	ذَاكِرٌ	اللہ کو یاد کرنے والے
	۳۱۰			۹۲۱	
۴۳	شَهِيدٌ	گواہی دینے والے	۵۳	وَاعِظٌ	وعظ فرمانے والے
	۳۱۹			۹۶۶	
۴۴	عَادِلٌ	عدل کرنے والے	۵۴	نَصِيحٌ	نصیحت فرمانے والے
	۱۰۵			۱۵۸	

نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی	نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی
۵۵	اَمِيْنٌ	اماندار	۴۵	اُرْمِيْ	ہر شے کی اصل
	۱۰۱			۵۱	
۵۶	صَادِقٌ	سچ بولنے والے	۴۶	عَزِيْزٌ	محبوب
	۱۹۵			۹۲	
۵۷	مُصَدِّقٌ	تصدیق کرنے والے	۴۷	حَرِيْصٌ	بہتر مری کے خواہاں
	۲۳۲			۳۰۸	
۵۸	تَاَطِقٌ	کلام فرمانے والے	۴۸	رَوْفٌ	نرمی والے
	۱۶۰			۲۸۶	
۵۹	صَاحِبٌ	ساتھی	۴۹	رَحِيْمٌ	مہربان
	۱۰۱			۲۵۸	
۶۰	مَكِيٌّ	مکے والے	۵۰	يَتِيْمٌ	یتیم
	۷۰			۲۶۰	
۶۱	مَدِيْنِيٌّ	مدینے والے	۵۱	حَلِيْمٌ	حلم والے
	۱۰۶			۸۸	
۶۲	هَاشِمِيٌّ	ہاشمی	۵۲	غَنِيٌّ	غنی
	۳۵۶			۱۰۶۰	
۶۳	قُرَيْشِيٌّ	قریشی	۵۳	جَوَادٌ	بے مانگے عطا کرنے والے
	۶۲۰			۱۲	
۶۴	عَرَبِيٌّ	عربی	۵۴	عَالِمٌ	عالم
	۲۸۲			۱۲۱	

نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی	نمبر شمار	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	معنی
۷۵	عَلِيمٌ	بے حد علم والے	۸۵	سَابِقٌ	پہلے فرمانے والا
	۱۵۰			۱۶۳	
۷۶	طَاهِرٌ	پاک	۸۶	أَوَّلٌ	سب سے اول
	۲۱۵			۳۷	
۷۷	مُطَهَّرٌ	پاک کئے ہوئے	۸۷	آخِرٌ	سب سے آخر
	۲۵۲			۸۰۱	
۷۸	طَيِّبٌ	صاف ستھرے	۸۸	ظَاهِرٌ	سب پر ظاہر
	۲۱			۱۱۰۶	
۷۹	مُبَلِّغٌ	پیغام پہنچانے والے	۸۹	بَاطِنٌ	سب سے مخفی
	۱۰۷۲			۶۲	
۸۰	خَطِيبٌ	خطابت والے	۹۰	رَحْمَةُ الْعَالَمِينَ	سارے عالم کیلئے رحمت
	۶۲۱			۸۷۸	
۸۱	فَصِيحٌ	فصاحت والے	۹۱	مُحَرَّمٌ	حرام فرمانے والے
	۱۸۸			۲۱۸	
۸۲	سَيِّدُ الْاَنْبِيَا	نبیوں کے سردار	۹۲	مُحَلَّلٌ	حلال فرمانے والے
	۱۶۸			۱۰۸	
۸۳	اِمَامٌ	سب کے راہبر	۹۳	كَافٍ	گہرنے والے
	۸۲			۱۰۱	
۸۴	حَقٌّ	سہرا یا حق	۹۴	عَبْدٌ	خدا کے بندے
	۱۰۸			۷۶	



معنی	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	نمبر شمار	معنی	نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم	نمبر شمار
درگذر فرمانے والے	عَفْوٌ	۹۸	شکر گزار	شَكُورٌ	۹۵
	۱۵۶			۵۲۶	
کرم کرنے والے	كَرِيمٌ	۹۹	نزدیک	أَوْلَىٰ	۹۶
	۲۷۰			۴۷	
			قریب	قَرِيبٌ	۹۷
				۳۱۲	









بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# ماہِ شَرِیْقُوْر

خطِ اسلامِ آما بانِ ترز ماہِ شَرِیْقُوْر پُوْر  
گفتِ خیرِ الورئی شَدِّدُ اَرْفِیضانِ او  
شیرِ حقِّ، شیرِ مُحَمَّد، شیرِ دینِ، شیرِ امیرِ  
کو چشمانِ رِغائتِ کردِ میانِ کمالِ  
آمدِ اقبالِ بعد از فیضیابی از درش  
قطبِ عالمِ پیرِ کاملِ، دستگیرِ بکیاسِ!  
گو سفندانِ شیرِ دلِ از فیضِ شیرِ نقشبندِ  
یافتِ مطلبِ ہر کہ آمد در حضورِ آنجنابِ  
حفظِ واحیائے شریعتِ مطمحِ عینِ یقینِ  
دلِ سبزارانِ مستنیر از نورِ حقِّ، نورِ بسینِ  
مہرِ بہتِ فخرِ امتِ مُحمّی شریعتِ عینِ  
تر شروانِ راعطا کرد است طبعِ انجبینِ  
گفتِ کالِ دارد دید بیضا بزیراستینِ  
پُرسخا و خوشِ عطا و رسیر دُنیا و دینِ!  
ناقصانِ اجاہ و حشمتِ دادِ رُوئے زمینِ  
و مبدِ جاریتِ فیضِ از مرقدِ شیرِ اینِ

مُرشدِ ثانی و لا ثانی! کرمِ کُنِ بر قَدْرِ

سائلِ است اور اعطا کُنِ ہمچنان و ہمچنین

(۱) خواجہ امیر الدین کوثر شریف

(۲) مراد میاں شیر محمد صاحب شریقیوری

کتبہ ہدیہ حسن  
دعنا۔ امجد لاہور

از:  
حقیرِ قدرِ آفاقی عفی عنہ

